اسلام میں فرد کے مال، جان اور عزتِ نفس کا بیان

شانِ مومن

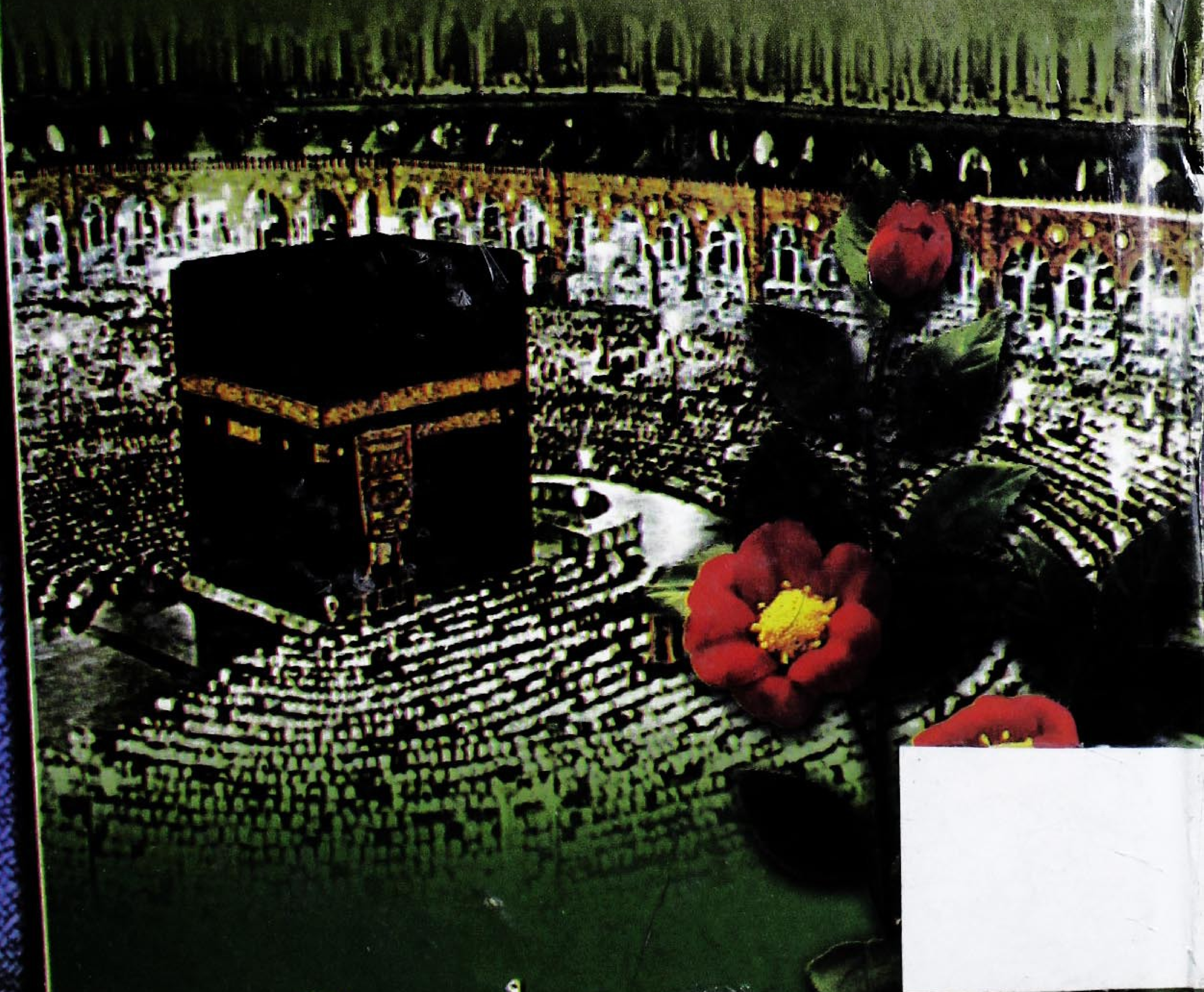

صوفی محمد نواز

Marfat.com

DATA ENT...

اسلام میں فرد کے مال، جان اور عزتِ نفس کا بیان

شانِ مؤمن

صوفی محمد نواز

ادارہ انوارِ مصطفیٰ ﷺ
گلی نمبر 22 نیواں محلہ چاہ میراں لاہور

Marfat.com

29767
29129

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب — شانِ مومن

موضوع — اسلام میں فرد کے مال، جان اور عزتِ نفس کا بیان

مؤلف — صوفی محمد نواز (ایم اے اسلامیات، عربی، ایجوکیشن)
ایم ایس سی (ریاضی)

کمپوزنگ — ورڈز میکر

تاریخ اشاعت — مارچ ۲۰۰۷ء

پروف ریڈنگ — محمد طیب، حاجی شہباز احمد

تعداد — ۵۰۰

باہتمام — ادارہ انوارِ مصطفیٰ ﷺ

مطبع — اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت — 120 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ انوارِ مصطفیٰ ﷺ

گلی نمبر 22 نیواں محلّہ چاہ میراں لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پہلا باب	۱۱	مومن افراد کی شان کے نفاذ کیلئے اسلام کے اقدامات	۳۵
دین اسلام میں اہل ایمان کے مال وجان اور عزت کی عظمت وتحفظ		دوسرا باب	
1-جان ومال اور عزت کی حفاظت	۱۲	اہل ایمان سے قرآنی خطابات میں شانِ مومن	
2-انفرادی آزادی	۱۴		
3-فرد کی عزتِ نفس کا تحفظ	۱۶	ایمان وعمل صالح کی بناء پر مسلمانوں کی شان	۴۰
4-فوت شدہ افراد کی عزت کا درس	۱۹	قرآن کریم میں اہل ایمان کے لئے معزز القابات	۴۳
5-ریاست پر فرد کی عزتِ نفس کے تحفظ کی ذمہ داری	۱۹	اے اہل جہاں جو میرے اچھے بندے ہیں ان کی یہ نشانیاں ہیں	۴۷
6-نجی یا گھریلو زندگی کا تحفظ	۲۱		
7-غیر کے عمل سے بریت کا حق	۲۲	تیسرا باب	
8-شبہات پر کارروائی کی ممانعت	۲۳	اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں شانِ مومن	
9-ظلم پر احتجاج کا حق	۲۳	1-قرآن کریم کے اخلاقی احکامات میں شانِ مومن	۴۸
10-برائی سے بچنے کا حق	۲۴		
10-مذہب کی آزادی	۲۵	2-دوسرے افراد سے خندہ پیشانی سے پیش آنے کا حکم	۴۹
11-حریت رائے اور مسلک	۲۵		
13-دین اسلام کا اہل ایمان کیلئے سراپہ خیر ہونا	۲۷	3اچھی بات کہو یا خاموش رہو	۵۰
14-تعلیم کے ذریعے عزتِ نفس کے تحفظ کا حق	۲۹	4-سکون پہنچاؤ اور نفرت نہ پھیلاؤ	۵۱
15-دوسرے افراد کی عزتِ نفس کا خیال رکھنے کا حکم	۳۱	5-لوگوں کو سکون پہنچا کر خوش کرنے کا حکم	۵۱
16-اپنی عزتِ نفس مجروح کرنے کی ممانعت	۳۲	6-آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں شانِ مومن کا عملی اظہار	۵۲
17-دوسروں کی بے عزتی کرنے کی ممانعت	۳۳	7-دین اسلام میں اخلاق کی بناء پر آدمی کی	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
قدر و قیمت	۵۴
8- بڑا نیکی کا عمل	۵۵
9- با اخلاق افراد کے لئے جنت میں محلات .	۵۷
10- با اخلاق ہی اعلیٰ ذات ہیں	۵۸
11- با اخلاق جنت میں اور بیہودہ گو جہنم میں .	۵۸
12- اخلاق بہترین عبادت ہے	۵۹
13- مومن بد اخلاقی نہ کرے	۶۰
14- دوسروں پر لعن طعن نہ کرو	۶۱
15- رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا رحم	۶۱
16- بد اخلاقی کی بناء پر بدترین لوگ	۶۲
17- بد اخلاقی کی بناء پر قابل نفرت افراد	۶۴
18- اخلاق میں دوغلے پن کی مذمت	۶۵
19- خوشامد کی ممانعت	۶۶
20- غصے کے وقت دوسروں کی عزتِ نفس کا خیال رکھو	۶۶
21- مسلمان کو گالی دینا گناہ اور قتل کرنا کفر ہے .	۶۷
22- مسلمانوں کو اذیت دینے والا مومن نہیں	۶۸
23- اہل ایمان کو ڈرانے والا مومن نہیں	۶۹
24- اہل ایمان پر ہتھیار اٹھانے والا جہنم میں گرے	۶۹
25- خلق حسنہ سے معاشرے میں فضائے امن وسکون کا قیام	۷۱
چوتھا باب	۷۳
اللہ تعالیٰ کیلئے محبت میں شانِ مومن	
اللہ کے لئے محبت سے ایمان کی تکمیل	۷۶
2- نیک اعمال کی بناء پر آپس میں محبت کی ترغیب	۷۷
3- اللہ کے لئے محبت کرنے والے پر اللہ کی خوشنودی	۷۷
4- اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کو فروغ دینے کا حکم ..	۷۸
اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے پر آخرت میں انعامات	۷۹
اللہ کے لئے محبت بڑھانے کی ترغیب	۸۰
7- آپس میں سلام کرنے میں شانِ مومن کا پہلو	۸۲
(ب) اسلامی اخوت و بھائی چارہ میں شانِ مومن	
1- مسلمانوں کا ایک جسم کی مانند ہونا	۸۶
2- ایک دوسرے کی تکلیف میں اخوت کا عالم	۸۷
3- آپس میں اخوت قائم کرنے کا حکم	۸۸
4- مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے	۸۸
5- اہل ایمان میں اخوت کا عملی مظاہرہ	۸۹
مکی دور میں مسلمانوں میں رشتہ مؤاخات کا قیام	۹۱
7- مؤاخات مدینہ کا حال	۹۴
(ج) اسلام کے حکم رحم میں مومن کی عظمت کا پہلو	
1- مسلمانوں پر رحم کرنے کا حکم	۹۷
2- کتے پر رحم کرنے سے جنت کا حصول	۹۸
3- رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی عطائیں ...	۹۹
4- بے رحمی سے اللہ کی ناراضی	۹۹
5- اہل ایمان سے تعلق توڑنے کی ممانعت ...	۱۰۰
6- بے رحمی دوزخ کے قریب ہے	۱۰۱
7- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور افراد	۲۰۲
8- ہر بھلائی سے محروم افراد	۱۰۲
9- جنت سے محروم لوگ	۱۰۳
جانوروں پر رحم کرو	۱۰۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ
(و)- اہل ایمان پڑوسیوں سے حسن سلوک کریں ..	۱۰۴
1- ہمسائے کی تحقیر کی ممانعت	۱۰۵
2- پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کا حکم	۱۰۶
3- پڑوسیوں کی مالی معاونت کی ترغیب	۱۰۶
(ر) مفلس ولاچار اہل ایمان کو ظالموں سے بچانا	
ظالموں پر اللہ کی گرفت	۱۰۸
2- اہل ایمان کی عیب جوئی سے رسوائی کا ملنا ..	۱۱۰
(س) اسلام کے اصول وربط وتنظیم میں شانِ مومن	
کا اظہار	۱۱۲
(ص) ایک دوسرے پر حقوق میں شانِ مومن	۱۱۵
1- مسلمانوں کے ایک دوسرے پر دیگر حقوق	۱۱۶
2- مریضوں کی دیکھ بھال کا حکم	۱۱۷
3- مریضوں کی عیادت کے فضائل	
پانچواں باب	۱۱۸
اسلامی حکمران پر رعایا کے حقوق	
1- رعایا پر شفقت کرنے والا حاکم ہو	۱۲۲
2- اسلامی حاکم میں امانتداری کی خوبی کا ہونا	۱۲۴
حکمران کی ذمہ داریاں	۱۲۴
3- رعایا کو امن وسکون پہنچانے کی ذمہ داری.	۱۲۵
نظام عدل واحسان سے رعایا کی خدمت....	۱۲۶
5- میرٹ پالیسی کا نفاذ اور ظلم کا خاتمہ کرنے والا	۱۲۸
6- کفالت عامہ	۱۲۹
7- بے سہاروں کی سرپرستی	۱۳۰
دستور پاکستان میں افراد کے معاشرتی ومذہبی	
حقوق کا اجراء ونفاذ	۱۳۱
1- فرد کی آزادی	۱۳۱
2- نقل وحرکت وغیرہ کی آزادی	۱۳۱
3- تقریر وغیرہ کی آزادی	۱۳۱
اسلامی طریق زندگی	۱۳۲
4- معاشرتی انصاف کا فروغ اور معاشرتی	
برائیوں کا خاتمہ	۱۳۲
5- مذہب وغیرہ کے بارے میں تعلیمی اداروں	
سے متعلق تحفظات	۱۳۳
شرف انسانی وغیرہ قابل حرمت ہوگا	۱۳۴
شرح	۱۳۴
7- علاقائی اور دیگر مماثل تعصبات کی حوصلہ شکنی	
کی جائے گی	۱۳۵
چھٹا باب	۱۳۶
اہل ایمان کی شان وعظمت کے تحفظ کیلئے خصائل رذیلہ کا خاتمہ	
1- کبیرہ گناہوں کے خاتمہ کی حکمت	۱۳۷
2- زمانہ ماضی میں تکبر کی تباہ کاریاں	۱۳۸
3- تکبر کرنے والوں کا انجام	۱۴۰
(ج) غیبت کے خاتمہ میں عظمت مومن کا پہلو	۱۴۳
کینہ بغض اور حسد سے رک جاؤ	۱۴۵
چغل خوری کی ممانعت	۱۴۶
برے نام رکھنے کی ممانعت اور شانِ مومن ..	۱۴۷
مسلمان برے نام تبدیل کرلیں	۱۵۰
اہل ایمان کو گھٹیا القابات سے نہ پکارا جائے .	۱۴۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ
(س) قابل تعزیر القابات سے بلانے کی مخالفت	۱۵۳
(ص) اہل ایمان کی طرف کفریہ کلمات منسوب کرنے کی ممانعت	۱۵۵
(ط) اہل ایمان کو لعن طعن کرنا انہیں قتل کرنا ہے	۱۵۶
(ع) تعصب سے مسلمانوں کو اذیت نہ دو	۱۵۸
1- تعصب پھیلانے والے کی ہلاکت	۱۵۹
2- تعصب پھیلانے والے کے ایمان کا حال	۱۶۰
(ف) اہل ایمان سے تمسخر کی ممانعت	۱۶۳
(ق) جاہلانہ چھوت چھات کا خاتمہ	۱۶۶
(ل) شیطان کی طرح برتر ہونے کے دعویٰ کی ممانعت	۱۶۸
(م) کفار کی طرح کافر آباؤ اجداد پر تفاخر کا خاتمہ	۱۷۰
تقویٰ کی بناء پر فضیلت	۱۷۲
2- کافرانہ تعصب پر فخر نہ کرو	۱۷۳
ساتواں باب	۱۷۷
ذاتوں کے غیر شائستہ نام بدلنے کے متعلق دلائل	
ذات میں مناسب تبدیلی کے متعلق دلائل	۱۷۸
1- ہندوستان میں ذاتوں کی غیر فطری تقسیم کی بناء پر	۱۷۸
2- اسلام میں شرف ایمان کی بناء پر	۱۸۰
3- اسلام کی پیروی کی بناء پر	۱۸۱
4- اہل ایمان کی عزت کے تقدس کی بناء پر	۱۸۳
5- مسلمانوں کی جان و مال کی حرمت کی بناء پر	۱۸۵
6- ذات و نسب پر عدم تفاخر کی بناء پر	۱۸۵
7- اسلام کے معیار فضیلت "تقویٰ" کی بناء پر	۱۸۶
8- اہل ایمان کے قرآنی اوصاف کی بناء پر	۱۸۸
اسلامی اخوت و بھائی چارے کی بناء پر	۱۸۹
10- اسلامی اخلاقیات کے تقدس کی بناء پر	۱۹۱
11- اسلام کے حکم رحم کی بناء پر	۱۹۲
12- اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی بناء پر	۱۹۳
13- غیبت و بغض کی ممانعت کی بناء پر	۱۹۳
14- منحوس ناموں کے بدلنے کی بناء پر	۱۹۴
15- مسلمانوں کو برے القابات سے بلانے سے روکنے کے لیے	۱۹۵
اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے	۱۹۵
16- مسلمان پر لعن طعن کی ممانعت کی رو سے	۱۹۶
17- تمسخر سے ممانعت کی بناء پر	۱۹۶
18- تعصب کے خاتمہ کے لئے	۱۹۷
ذات میں کیا تبدیلی لائی جائے	۱۹۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ کے لیے ہر قسم کی حمد و ثنا ہے جو ہر چیز کا مالک و خالق ہے لاتعداد و بے شمار درود و سلام بحضور سرورِ کونین حضرت سیّدنا و مولانا محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوں کہ جنہوں نے قوتِ توحید کے ساتھ ایمان و عمل صالح کی معطر فضا کو فروغ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد با سعادت سے پہلے‘ اولادِ آدم‘ نسل و رنگ‘ وطن‘ مال و زر‘ جائیداد اور قوت و اقتدار کی بناء مختلف طبقات میں بٹ چکی تھی‘ انسان کی ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون صرف انہی چیزوں کی بناء پر محدود ہو گیا تھا کسی انسان کی قدر و قیمت کے لیے نسل و رنگ اور مال و دولت کا سکہ نافذ تھا۔ انسانوں کی بہت بڑی تعداد کو ذات و نسل و رنگ کو اچھوت یا نیچ قرار دے دیا گیا تھا‘ دنیا کی تمام ثقافتوں میں ایسے لاتعداد انسان موجود تھے جنہیں مختلف مذہبی قوانین‘ استحصالیت اور ہوسِ زر کے پیشِ نظر‘ انسانیت کے درجہ سے بھی گرا دیا گیا تھا‘ اور یہ سلسلہ دنیا کی بعض تہذیبوں میں آج کے دورِ جدید میں بھی جاری ہے بدقسمت اچھوت و غلام نما لوگوں سے اپنے ہی ہم نسل انسانوں کی طرف سے اس قدر حقارت آمیز روّیہ صدیوں تک اپنایا گیا کہ وہ اپنے اندر محرومی و تذلت کا جذبہ محسوس کرنے پر مجبور ہو گئے۔ وہ ہندوستان کی شودر اقوام ہوں یا دنیا میں ہر جگہ موجود غلاموں کی صورت میں انسان‘ ان پر ظلم کو روکنے کے لیے کوئی قانون نہ تھا ان کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی جامع پروگرام موجود نہ تھا کہ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراپا رحمت بنا کر بھیجا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو دینِ اسلام کے رحمت بھرے دامن کی

طرف بلایا اور توحید کی تاثیر سے ظالم و جابر افراد کو دوسروں پر ہر قسم کی زیادتی سے روکا اور انہیں یہ بات ذہن نشین کرائی کہ اس کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اور کسی فرد کو دوسرے افراد پر ناحق ظلم کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی فرد کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ دوسرے انسانوں کو کسی بھی قسم کی کوئی ناجائز تکلیف دے' خواہ وہ تکلیف قولی' فعلی و بدنی ہو' نسل آدم کو رنگ و ذات کی بنا پر ننگ و عار دلانا' اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کرنا' صرف خاص نسل سے تعلق رکھنے کی بناء پر ہر قسم کی ترقی سے محروم کرنا اور معاشرے میں اخلاقِ حسنہ اور شرافت کی بناء پر باعزت زندگی گزارنے سے روکنا بھی انہیں بے جا اذیت دینا ہے۔ اسلام ایک روحانی دین ہے اس نے اپنے دائرہ کار میں سے اسے ختم کردیا' اسلام کے آغاز سے ہی اسلام کی ان انقلابی تعلیمات کی عرب کے استحصالی افراد اور دیگر اقوام کی طرف سے شدید مخالفت کی گئی کیونکہ وہ ایک ہی صف میں اپنے غلاموں' نوکروں اور اچھوتوں کے ساتھ کھڑے ہو کر عبادت کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ثابت کردی کہ اسلام کے روحانی نظام میں ذات پات کی بناء پر کوئی ذلیل و خوار نہیں' تمام مومن بھائی بھائی ہیں تمام افراد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے تخلیق کیا گیا۔ انسان کے افضل ہونے کا دارومدار پرہیز گاری پر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فرائض واحکامات میں برتری وفضیلت کا معیار ایمان وعمل صالح کو قرار دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اسے نافذ فرمایا اور واضح کردیا۔ اگرچہ اسلام کے دروازے تمام انسانوں کے لیے کھلے ہیں مگر اسلام میں داخل ہونے والا ہر فرد یہ بات سمجھ لے کہ دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد اسے لوگوں پر اپنی ذات' رنگ' نسل اور مال وزر پر تکبر کرنے کا کوئی حق نہیں اور نہ کوئی مسلمانوں کو محض ان چیزوں کی بناء پر کمتر بنانے کا کوئی خصوصی اختیار رکھتا ہے سب اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں ہاں تقویٰ کی بناء پر کوئی بھی فرد دوسروں سے افضل ہوسکتا ہے جبکہ متقی فرد بھی اسلام میں ذات' رنگ اور نسل کی بناء پر طبقاتیت واونچ ونیچ کا پرچار نہیں کرسکتا اور نہ ان

Marfat.com

خودساختہ پیمانوں کے سبب انہیں حقیر، کمینہ اور کمتر بنایا جا سکتا ہے کیونکہ کسی بھی فرد کو کسی خاص رنگ و نسل یا ذات میں پیدا ہونے کا کوئی اختیار نہیں اس لیے کسی دوسرے کو بھی اسے رنگ و نسل یا ذات کی بناء پر حقیر قرار دینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے ہاں اسلام میں کسی فرد کا صاحبِ حیثیت ہونے اور اسلامی کردار و اعمال کی وجہ سے معزز ہونے پر بھی کوئی پابندی نہیں اس کے باوجود اسلام میں برہمن ازم نہیں ہے۔ اگرچہ مسلمان قرآن کریم کے اس سنہری اصول کا اقرار ضرور کرتے ہیں کہ "اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ" "بے شک! تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔" مگر دنیا کے کئی خطوں مین خود اہل اسلام کے اندر اس خدائی میزانِ فضل و کرامت کو پوری طرح تسلیم نہیں کیا گیا اور نسب، رنگ اور وطنیت و مادیت کے تعصّبات، کئی مقامات پر مجموعی یا جزوی طور پر نظر آتے ہیں جبکہ ہندوستانی مسلمانوں میں ان چیزوں کا زیادہ ہی اثر محسوس کیا جاتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں راقم نے دینِ اسلام کے ان اقدامات کا ذکر کیا ہے جو اس نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے افراد کے مال و جان اور عزت کے تحفظ کے لیے کئے ہیں جنہیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے آغاز میں ہی اپنے ماننے والوں کو ایک ملت قرار دیا، ان کی جان و مال اور عزت کو ایک جیسا تقدس عطا کیا، ایک مومن مرد کی شان کو کعبے اور یومِ حج کی طرح معزز بنایا، کم علم، غریب، مسکین، یتیم اور بے سہارا کے لیے سہل قسم کے عملِ صالح، اخلاقِ حسنہ، اخوت و صلۂ رحمی اور اللہ تعالیٰ کے لیے محبت و بھائی چارہ جیسے ضابطے مقرر کئے، کہ جن پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنے مقام کو بلند کر سکتا ہے جبکہ دینِ اسلام نے مردِ مومن کی راہ میں حائل ہونے والے تعصبات و مظالم سے قانوناً روک دیا ہے۔ نیز ایک دوسرے کے ساتھ غیبت، حسد، بغض و عناد اور چغلی جیسے بُرے افعال سے منع کر دیا ہے تاکہ اسلامی معاشرے میں ایک مومن آدمی مکمل عزتِ نفس اور اعتماد کے ساتھ زندگی بسر کرے اور آخرت کی زندگی میں بھی عزت و شان والے مقام مین ہمیشہ کے لیے شادکام رہے۔ بس اے مردِ مسلماں! تو خود کو حقیر

Marfat.com

نہ جان اور نسل، رنگ، وطن اور مال و زر کی بناء پر قائم حقارت و نفرت کی دیوار سے بلند ہو جا اسلام کی ان تعلیمات کو اپنا لے جو تیرے مقام کو اونچا کر کے تجھے نمازی، صائم، حاجی، مجاہد، غازی، با اخلاق، بامروّت، رحیم و شفیق، سخی و کریم و مؤمن جیسے پُروقار القابات عنایت کرتی ہیں، تجھے پروردگار نے ان ناپائیدار امتیازات کی وجہ سے ہلکا و کمتر نہیں بنایا۔ اس نے تو تجھے بڑا معزز لقب یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ''اے ایمان والو!'' عطا کیا ہے اور تیرے درپئے آزار لوگ تیرا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے اگر تو اپنے خالقِ کائنات کی عطا کردہ عزت و توقیر کو سمجھ جائے اور اپنے رب تعالیٰ سے لو لگا کر اپنے اندر قوتِ اعتماد، احساسِ عزتِ نفس پیدا کرلے اور ایک مسلمان فرد بن کر مطمئن زندگی بسر کرے۔

زیرِ نظر کتاب میں راقم نے اپنی بساط کے مطابق ہر عنوان پر لکھنے کی کوشش کی ہے اگر کہیں کوئی کمی نظر آئے مفہوم پر نظر رکھتے ہوئے راقم کے لیے حسنِ ظن کا مظاہرہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ

''اے میرے مالک و خالق! میری اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرما۔ میرے حال پر خصوصی نگاہِ کرم فرما کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبانِ باوفا میں شامل فرما اور ان کے ساتھ میرا حشر فرما۔ آمین۔''

احقر

صوفی محمد نواز

9 جنوری 2007ء

Marfat.com

پہلا باب

دین اسلام میں اہل ایمان کے مال و جان اور عزت کی عظمت و تحفظ

اسلام نے ریاستی سطح پر انسانوں کے معاشی، معاشرتی حقوق کا اخلاقی و قانونی طور پر تحفظ کیا ہے اور ریاست کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ لوگوں کے بلاتفریق، مذہب وعقیدہ حقوق کا تحفظ کرے، اور اسلامی ریاست کی حدود میں رہنے والے لوگوں کے انفرادی واجتماعی حقوق کی پاسداری کرے، اور معاشرے کے کسی جابر فرد، گروہ یا ادارے کو یہ حقوق غصب کرنے کی قطعاً اجازت نہ دے۔

اسلامی ریاست کی حدود میں ہر فرد کو ذاتی ونجی زندگی میں آزادی ہو اس کے علاوہ غیر مسلم افراد کو اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ہو، اور معاشرے میں کسی بھی شخص کو اپنے اختیارات یا تسلط کی بنا پر دوسروں کی آزادی سلب کرنے کی اجازت نہ دی جائے بلکہ دین اسلام ایسے افراد کو غاصب، ظالم اور انسانی مساوات کے دشمن قرار دیتا ہے اور ان کے ظلم کی نوعیت کے اعتبار سے اُن کے مواخذے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام ایسے تمام لوگوں کے حقوق کے کے تحفظ کا حکم دیتا ہے جو اسلامی ریاست کی حدود میں رہائش پذیر ہوں، خواہ غیر مسلم ہوں اور ان کا کوئی بھی عقیدہ ہو، مگر اسلام ان کو وہ حقوق دیتا ہے جو انہیں شاید اپنے ہم مذہبوں کے ملک میں حاصل نہ ہوں۔ آیئے ہم

Marfat.com

دیکھتے ہیں کہ ان میں چیدہ چیدہ اہم حقوق کی نوعیت اسلام کے نزدیک کیا ہے۔

1- جان و مال اور عزت کی حفاظت

اسلام' اسلامی ریاست کو ہر فرد کے مال' جان اور عزت کے تحفظ کا حکم دیتا ہے اور اس تحفظ کو اخلاقی و قانونی لحاظ سے یقینی بناتا ہے اور کسی فرد کو کسی دوسرے فرد کے مال' جان اور عزت کی پائمالی کی اجازت نہیں دیتا' قرآن مجید میں اس کو صراحت/اس طرح ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ — اپنے اموال آپس میں باطل و ناجائز طریقوں سے ہڑپ نہ کرو۔

(البقرہ آیت 188)

اس آیت میں اپنے اور غیر فرد کے مال کو ناجائز طریقوں سے ہڑپ کرنے سے روک دیا گیا ہے اور کسی کے مال پر ناجائز قبضہ کرنے والے کو مجرم قرار دیکر اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت اس طرح کی ہے۔

من صلی صلاتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالك المسلم الذی له ذمة رسول الله فلا تخفروا الله فی ذمته

(بخاری' باب فضل استقبال القبلۃ)

جس نے ہمارے طریقہ پر نماز پڑھی' ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلم ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ قائم ہو چکا ہے تو اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی ضمانت میں دغا بازی نہ کرو۔

اس حدیث کے الفاظ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کوئی بھی شخص جو اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی بھی طبقے' ذات' مذہب سے تعلق رکھتا تھا وہ اسلام لانے کے بعد اسلام کے نزدیک قابل احترام ہے اور اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی زیادتی یا دغا نہ کیا جائے بلکہ یہ فعل کسی غیر مسلم کے ساتھ کرنے کی سنگینی بھی اتنی ہی ہے۔

Marfat.com

اسلام نے مسلمانوں کی عزت، جان اور مال کو کعبے کی مانند قابل احترام و مقدس بنایا ہے تاکہ کوئی کسی کی عزت خراب نہ کرے اور کسی کی جان کو ناحق تلف نہ کرے اور نہ کسی کے مال کو برباد کرے، کیونکہ جب ایسے تمام افعالِ قبیحہ کسی معاشرے میں فروغ پاجائیں وہ کسی طرح بھی روحانی معاشرہ نہیں رہتا بلکہ ایسا معاشرہ سراسر عدم توازن کا شکار اور ہر لحاظ سے قابلِ مذمت معاشرہ بن جاتا ہے اس لئے اسلام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے مال و جان اور عزت کے احترام کا درس دیتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں منیٰ کے مقام پر ہزاروں مسلمانوں کو اس بات کا درس دیتے ہوئے ان سے پوچھا کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی: اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا؟ قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، قَالَ فَاِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ حَرَامٌ اَفَتَدْرُوْنَ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا؟ قَالُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ، اَتَدْرُوْنَ اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا؟ قَالُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، قَالَ شَھْرٌ حَرَامٌ، قَالَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ دِمَاءُکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا

(مسلم کتاب الحج باب خطبۃ النبی حدیث 2846)

آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا کہ یہ دن حرمت والا ہے اور کیا تم جانتے ہو کہ یہ کونسا شہر ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا کہ یہ حرمت والا شہر ہے، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا کہ یہ حرمت والا مہینہ ہے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہارے ننگ وناموس کو اسی طرح حرام کر دیا ہے جیسے تمہارے اس دن میں تمہارے اس مہینے اور تمہارے اس شہر کی حرمت ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

Marfat.com

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهُ وَعِرْضُهُ وَدَمُهُ — مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی، اس کا مال اور اس کی آبرو بھی

(ابو داؤد جلد ۳ کتاب الادب ۱۴۵۳)

یعنی مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے قابل حرمت ہے، اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی کسی بھی چیز کے جبر کو تحت پائمال یا تلف کرے گا تو وہ اللہ کے نزدیک مجرم ہے اور شریعت کا قانون اس پر اپنی گرفت ڈالے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مسلمان کو نقصان پہنچانا کتنا بڑا جرم ہے اس بات کا اندازہ آپ کے اس ارشاد پاک سے لگایا جا سکتا ہے۔

جس نے ہم پر تلوار سونت لی وہ ہم میں سے نہیں ہے (مسلم)

یعنی جو شخص کسی مسلمان کو جانی نقصان پہنچانے کے لئے ہتھیار اٹھاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ اتنا قابلِ نفرت ہے کہ آپ نے ایسے شخص کو مسلم برادری سے خارج کرنے کی وعید سنائی نیز مسلمان کے خون کی قدر و قیمت کا احساس دلایا۔

2- انفرادی آزادی:

اسلام کی تعلیمات کے مطابق ریاست کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ کسی فرد کی آزادی نہ خود سلب کرے اور نہ کسی دوسرے شخص یا ادارے کو اس بات کی اجازت دے، کیونکہ اسلام کے مطابق ہر فرد اگر وہ مسلمان ہے تو اسلام کی حدود میں رہتے ہوئے آزادی کے ساتھ رہ سکتا ہے اور ریاست کا کوئی بھی ادارہ اس کی آزادی کو اس کے کسی مقبول جرم کے بغیر یا عدالتی تصدیق کے بغیر مجروح نہیں کر سکتا بلکہ اسلام فرد کو عدالت میں اپنے خلاف ہر قسم کی صفائی کا موقع فراہم کرتا ہے اور اسے فرد کا بنیادی حق قرار دیتا ہے اسلام کی تعلیمات کے مطابق عدالت سے باہر کسی کو تنگ یا ہلاک کرنے کی اجازت نہیں ہے، اس سلسلے میں امام ابو یوسف کی ایک تحریر ہمیں اسلام کی اصل روح سے اس طرح روشناس کرا دیتی ہے۔

Marfat.com

ولايحل ولايسع ان يحبس رجل بتهمة رجل له، كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ياخذ الناس بالقذف ولكن ينبغي أن يجمع بين المدعي و المدعى عليه فان كان له بينة على مادعى حكم بها، والا أخذ من المدعى عليه كفيل و خلى عنه فان أوضع المدعى عليه بعد ذلك شياً والا لم يتعرض له

(کتاب الخراج)

نہ یہ بات جائز ہے اور نہ اس کے جائز ہونے کی کوئی گنجائش کہ کسی شخص کو محض اس بنا پر حوالات میں ڈالا جائے کہ کسی نے اس پر الزام لگایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجرد الزام کی بنا پر کسی شخص کو گرفتار نہیں کرتے تھے لیکن مناسب یہ ہے کہ مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا جائے اگر مدعی کے پاس ثبوت موجود ہو تو اس کے حق میں فیصلہ دے دیا جائے ورنہ مدعیٰ علیہ سے ضمانت لے کر اس کو رہا کر دیا جائے اس کے بعد اگر مدعی کچھ ثبوت فراہم کرے تو خیر ورنہ مدعی علیہ سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔

اس طرح ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں امیرِ مصر عمرو بن عاص کے بیٹے نے ایک باشندے کو صرف اس وجہ سے کوڑے مارے کہ اس کا گھوڑا ابن عمرو بن عاص کے گھوڑے سے مقابلے میں آگے نکل گیا تھا جب اس مصری نے اپنی شکایت خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کی، آپ نے فوری طور پر انہیں مدینے میں بلایا اور جرم ثابت ہونے پر اس مصری باشندے کے ہاتھ میں کوڑا دیا اور اسے امیرِ مصر کے بیٹے کو بدلے کے طور پر مارنے کا حکم دیا، جب وہ شخص مجمعِ عام کے سامنے مصر کے گورنر کے بیٹے کو کوڑے مار رہا تھا تو اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاص کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ایک ایسا جملہ کہا جو اسلام کے تصورِ انفرادی آزادی کی مکمل طور پر وضاحت کرتا ہے آپ نے فرمایا:

يَا عَمْرُو! مَتَى اِسْتَعْبَدْتُمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ أَحْرَارًا

اے عمرو! تم نے لوگوں کو غلام کب سے بنایا حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو

آزاد جنا تھا۔ (عمر الفاروق ص 219)

یعنی ٹھوس وجہ کے بغیر حکومت یا کوئی فرد یا ادارہ کسی فرد کی آزادی سلب کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔

3- فرد کی عزتِ نفس کا تحفظ:

اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ فرد کو عزت عطا کرتا ہے اور ہر مقام پر اس کی عزتِ نفس کو قانونی و اخلاقی تحفظ فراہم کرتا ہے' فرد کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ وہ کسی سے کمتر یا حقیر نہیں ہے اور نہ ہی فالتو یا ہلکا ہے تاکہ ہر کوئی اس کی بے عزتی نہ کرتا پھرے' بلکہ اسلام فرد میں عزتِ نفس کا اتنا احساس پیدا کر دیتا ہے کہ پھر وہ فرد کسی کے سامنے ناحق طور پر نہ تو خود جھکتا ہے اور نہ کسی کو اس بات کا موقع دیتا ہے کہ وہ ناحق اس کی بے قدری کرتا پھرے۔

اسلام فرد میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ وہ خود بھی اپنے کسی جملے سے اپنی بے قدری نہ کرے' حدیث میں اس کی تصریح اس الفاظ میں ہے:

لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ خَبُثَتْ نَفْسِیْ — تم میں کوئی یہ نہ کہے میرا نفس خبیث

وَلٰکِنْ لِیَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِیْ — ہو گیا بلکہ یہ کہے میرا جی خراب ہو گیا۔

(بخاری سوم کتاب الادب ج 1109)

یعنی تم میں سے کوئی فرد اپنے تئیں خباثت سے منسوب نہ کرے کیونکہ اگر ایسا اظہار لوگوں کے سامنے کیا جائے گا تو لوگ ان الفاظ کو اس کے خلاف اس کی بے قدری و الزام میں کہنے کی جرأت کرینگے جو اسے کبھی بھی گوارا نہ ہو گا' اس لئے فرد کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ اپنے نفس کو حقیر الفاظ سے منسوب نہ کرے۔

اس طرح اسلام فرد کو معاشرتی زندگی میں مساویانہ حقوق عطا کرتا ہے اور اسے نشست و برخاست' لین دین' روزمرہ' معاملات' روزگار اور عبادات میں مکمل مساوات کا ماحول عطا کرتا ہے اور ریاست کو اس بات کے اہتمام کرنے کا حکم دیتا ہے کہ کسی بھی مجلس یا ماحول میں کسی فرد سے کوئی امتیازی سلوک نہ ہونے دے خواہ اس کا تعلق کسی بھی

Marfat.com

شعبے یا طبقے سے ہو جیسے کہ حدیث میں آتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْہِ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا

(مشکوٰۃ، کتاب الادب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی دوسرے بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے بلکہ خود آپس میں فراخی اور وسعت پیدا کر دیا کرو؟

اس طرح اسلام اس بات کی بھی تلقین کرتا ہے کہ کوئی فرد کسی بھی دوسرے شخص کے مادی جاہ و جلال یا مال و ثروت سے ہرگز مرعوب نہ ہو اور نہ اس کے سامنے فروتنی کا اظہار کرے اور نہ اپنی عزت کو اس کے سامنے مجروح کرے اور نہ ہی اس کے سامنے دست و بستہ کھڑا ہو بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے مسلمانوں کے کھڑے ہونے کو پسند نہ فرماتے تھے جیسے کہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا لَہٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھَا بَعْضًا

(ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الادب)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر ٹیک لگاتے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم آپ کے لئے کھڑے ہو گئے، فرمایا کہ ایسے کھڑے نہ ہوا کرو جیسے عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانُوْا اِذَا رَاَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھِیَتِہٖ لِذٰلِکَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا لیکن وہ آپ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے کیونکہ آپ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے (ترمذی)

Marfat.com

اس کے علاوہ اسلام لوگوں کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ وہ خود فریبی کا شکار نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ انسانوں سے بے جا عزت و توقیر کی توقع نہ کریں کیونکہ اس سے انسان کے اندر تکبر اور فرعونیت کا جذبہ فروغ پاتا ہے اور پھر اگر اصلاح نہ کی جائے تو ایسا انسان اپنے آپ کو فرعون، نمرود، ابوجہل کی صف میں کھینچ لے جاتا ہے اس لئے اسلام حکم دیتا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کو حقیر نہ جانے اور نہ ہی ان سے بے جا ادب و احترام کی توقع کرے اور اگر اختیار بھی رکھتا ہو تو انہیں اس اذیت سے بچائے، کیونکہ اسلام اس عمل سے روکتا ہے جس کا ثبوت اس حدیث سے ملتا ہے۔

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ، کتاب الادب)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی خوشی اس میں ہو کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوا کریں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے

گویا اسلام نے ایسے فعل کو جہنم کا باعث قرار دیا ہے جس فعل سے وہ اپنے جیسی مخلوق سے فروتنی کا اظہار کروا کر دل میں کبر و نخوت کو جگہ دے، ایسا شخص جو اپنے آپ کو اس کا مستحق و مقدس اور اعلیٰ سمجھنا شروع کر دیتا ہے، جبکہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کے حضور قابل نفرت عمل ہے اس کا انجام دوزخ ہے۔

اسلام معاشرے میں ہر مقام پر فرد کو عزتِ نفس کا درس دیتا ہے اگر وہ بزم میں ہو تو دوسرے افراد کو اس کا بحیثیت انسان احترام کرنے کا حکم دیتا ہے اور ان افراد پر یہ ذمہ داری سونپتا ہے کہ وہ ایسا کوئی فعل سرزد نہ کریں جس سے وہاں موجود کسی فرد کا تقدس مجروح ہو، مثال کے طور پر اگر کہیں تین دوست افراد موجود ہوں اور ان میں سے دو دوست افراد تیسرے کو کہیں کہ آپ ذرا یہاں سے تھوڑی دور چلے جائیں کیونکہ ہم نے کوئی راز کی بات کرنی ہے، تو اس سے لازمی طور پر تیسرے فرد کے ذہن میں یہ خیال آئے گا کہ کہیں یہ میرے خلاف ہی کوئی سازش تو نہیں بنا رہے اس کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے خدشات اسے لاحق ہوں گے، جو اس تیسرے فرد کی عزتِ نفس کو مجروح کرنے کا

باعث بنیں گے جبکہ اسلام ایسے فعل کی ہرگز تعلیم نہیں دیتا بلکہ اسلام اس قسم کی سرگوشی کرنے سے منع فرماتا ہے جس کا ثبوت اس حدیث سے اس طرح ملتا ہے:

لَا یَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا فَاِنَّ ذٰلِكَ یَحْزُنُهٗ

اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو شخص آپس میں سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ بات اسے رنج پہنچائے گی۔

(ابوداؤد جلد سوم ادب باب فی التناجی 1424)

4- فوت شدہ افراد کی عزت کا درس:

بلکہ اسلام اس سے بھی دو قدم آگے جاتا ہے اور مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ اس دنیا سے کوچ کرنے والے حضرات کی برائیوں کا تذکرہ نہ کیا کریں بلکہ ان کی خوبیوں کا ذکر کیا کریں جیسے کہ حدیث میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْهِمْ

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کیا کرو اور ان کی برائیوں سے زبان کو روکا کرو۔

(ابوداؤد جلد سوم ادب باب نہی عن السب الموتی 1468)

حاصل کلام یہ ہے کہ اسلام تو فرد کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ بحیثیت مردِ مومن اس کی عزت کعبے کی طرح محترم ہے بلکہ ایک حدیث میں مومن کی عزت کو کعبے سے بھی زیادہ قرار دیا گیا ہے، تاکہ مومن افراد اپنی عزت کی پاسداری کریں اور ایسا طرزِ عمل اختیار نہ کریں جس سے ان کی اپنی ہی عزت مجروح ہو اور نہ ہی کسی دوسرے فرد کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ کسی مومن کی ناحق بے عزتی کرے بلکہ فردِ مسلم کی حیثیت سے اس کا احترام ہی کیا جائے اور جب کسی فرد سے ہم کلام ہو تو اس سے باادب الفاظ سے بات چیت کرے۔

5- ریاست پر فرد کی عزتِ نفس کے تحفظ کی ذمہ داری:

اسلام کے نزدیک ریاست کی جملہ ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے

Marfat.com

کہ وہ ریاست کے اندر موجود ہر فرد کی عزتِ نفس کا تحفظ کرے، اور اگر کسی کمزور و لاچار کی عزتِ نفس مجروح کی جا رہی ہو تو ریاست اس کی عدل و انصاف سے مدد کرے اور جارح کو اس کے جرم کے لحاظ سے سنگین سزا دے تاکہ کسی مجرم کو اس قسم کے جرم کی دوبارہ جرات نہ ہو سکے، ریاست و حاکم کی ذمہ داریوں میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ خود اور حکومت کے کارندوں کو بھی قانون کا پابند کرے اور اس بات کا پورا پورا اہتمام کرے کہ حکومت کا کوئی ادارہ کسی بھی باشندے کے استحصال کا ارتکاب نہ کرے اور کوئی قانونی و انتظامی ادارے کا شخص عام سول آدمی کو کسی ذاتی و بے جا وجوہات کی بناء پر سزا نہ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل سے روکا ہے حدیث میں آتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ اَنْ قَوْمًا فِیْ اَیْدِیْهِمْ مِثْلُ اَذْنَابِ الْبَقَرِ یَغْدُوْنَ غَضَبِ اللّٰهِ وَیُرُوْحُوْنَ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَّ یَرُوْحُوْنَ فِیْ لَعْنَةِ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو ایسے لوگ بھی دیکھو گے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسی چیز ہوگی، وہ صبح کریں گے تو اللہ کے غضب میں اور شام کرینگے تو اللہ کی ناراضگی میں ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی لعنت میں شام کرینگے (مشکوٰۃ)

ان سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! دو قسم کے آدمی جہنمیوں سے میں ہے جنہیں ہم نے نہیں دیکھا ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جن کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی، مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر موٹی اونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہلتے ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ اس

Marfat.com

کی خوشبو سونگھیں گی جب کہ اس کی خوشبو اتنی مسافت تک پہنچتی ہے۔ (مسلم)

ایسے جو بھی صاحب اقتدار افراد تا قیامت ہوں گے اگر وہ اپنے اختیارات یا جبر کے تحت لوگوں کو ناحق ایذا دینگے ان کا مقام جہنم ہے۔

6- نجی یا گھریلو زندگی کا تحفظ:

اسلامی ریاست میں ہر شخص کو نجی زندگی کا تحفظ حاصل ہے عام حالات میں کسی بھی انتظامی و سول محکمے کے فرد کو ریاست کے کسی فرد کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے کی اجازت نہیں، اور نہ ہی کوئی شخص کسی کے بند دروازہ کے اندر جھانک سکتا ہے قرآن مجید میں اس عمل سے خصوصی طور پر منع کیا گیا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا
(سورۃ نور 24)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت نہ لے لو۔

حدیث شریف کے اندر بلا اجازت کسی کے بند دروازہ یا پردہ کو ہٹا کر دیکھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے اور صاحب خانہ کو ایسے افراد کو خود تحفظ خود اختیاری کے تحت قوت سے روکنے کا اختیار دیا ہے تا کہ کسی فرد کی نجی زندگی میں بے چینی پیدا نہ ہو اور وہ اپنی نجی زندگی مکمل خودداری سے بسر کر سکے اس بات کا ذکر اس حدیث میں موجود ہے:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَاَدْخَلَ بَصَرَهٗ فِی الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ يُّؤْذَنَ فَرَاٰی عَوْرَةً اَهْلِهٖ فَقَدْ اَتٰی حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّاْتِيَهٗ وَلَوْ اَنَّهٗ حِيْنَ اَدْخَلَ بَصَرَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ رَجُلٌ فَفَقَاَ عَيْنَهٗ مَا عَيَّرْتُ عَلَيْهِ وَاِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلٰی بَابٍ لَّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پردہ ہٹایا اور گھر میں دیکھ لیا، اجازت ملنے سے پہلے اور گھر کے چھپے ہوئے افراد دیکھ لئے تو وہ ایسی حد پر آ گیا جو اس کے لئے جائز نہ تھی جب اس نے اندر دیکھا اگر کوئی بڑھ کر اس کی آنکھ پھوڑ دے، تو اس میں میں اسے شرمسار نہ

Marfat.com

سِتْرٌ لَهٗ غَيْرَ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلاَ خَطِيْئَةَ عَلَيْهِ اِنَّمَا الْخَطِيْئَةُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ

(ترمذی)

کروں گا' اگر کوئی ایسے دروازے کے پاس سے گزرا جس پر نہ پردہ ہے اور نہ دروازہ بند ہے لہٰذا اس نے دیکھا تو اس پر گناہ نہیں بلکہ غلطی گھر والوں کی ہے۔

اگرچہ کھلے دروازے کے اندر بھی اخلاقاً جھانکنا نہ چاہئے لیکن اگر پھر بھی کسی کی نظر اچانک پڑ جائے تو اس پر حرج نہ ہوگا' مگر قصداً کھلے دروازے سے جھانکنے کی بھی اجازت نہیں' پس اس حدیث سے اسلام کے تحفظ چار دیواری کے سنہری اصول کا علم ہوتا ہے جس کی رو سے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی نجی زندگی کا خود تحفظ کرے اور کسی دوسرے فرد کو اپنی چار دیواری میں بلا اجازت نہ آنے دے۔

7- غیر کے عمل سے بریت کا حق:

اسلام کی تعلیمات کے مطابق کسی بھی فرد کو غیر کے عمل کی پاداش میں سزا نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی اسے کسی کے جرم پر محبوس رکھا جا سکتا ہے بلکہ ہر فرد صرف اپنے کئے ہوئے اعمال و جرائم کا ذمہ دار ہے اور ان پر ہی اس کی پکڑ کی جا سکتی ہے۔ جیسے فرمانِ الٰہی ہے:

وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

(فاطر ۳۵/۱۸)

''اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے پر مکلف نہیں ہے''

یعنی دنیا میں بھی یہ اصول ہے کہ کسی فرد کو غیر کے فعل میں ملزم نہ بنایا جائے اور نہ اسے کسی غیر کے عمل میں سزا دی جائے اور نہ خواہ مخواہ بغیر شہادت کے اسے مقدمات میں الجھا کر پریشان کیا جائے' اگر کسی فرد کو محض تنگ کرنے کے لئے قانونی گرفت میں جکڑا جائے گا ایک تو ایسے شخص کو اپنے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق دیا گیا ہے اور دوسرا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ظالم سے خود بدلہ لے گا اور اسے اپنے جرائم کے مطابق گرفتارِ عذاب ہونا پڑے گا جہاں اسے اپنے ظلم کی سزا سے بچنے کے لئے کوئی مددگار نہ ملے گا۔

۶۱۲۹

Marfat.com

8- شبہات پر کارروائی کی ممانعت:

اسلام کے مطابق کسی کے خلاف صرف اور صرف شبہہ پر کارروائی نہیں کی جا سکتی، تحقیق کے بغیر کسی کو ملزم نامزد نہیں کیا جا سکتا، اس میں حکمت یہ ہے کہ کہیں تم نادانی میں کسی کو اس کے ناکردہ جرم پر سزا نہ دے بیٹھو اور پھر تمہیں اپنے فعل پر شرمسار ہونا پڑے جیسے کہ قرآن کریم میں آیا ہے:

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

کثرت بدگمانی سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔ (حجرات: ۱۲/۴۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (حجرات: 12)

اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لو کہ کہیں نادانی میں تم کسی قوم کو نقصان نہ پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کئے ہوئے فعل پر پچھتانا پڑے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ محض گمان پر کسی شخص کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا جب تک کہ وہ اس پر حقائق و دلائل شہادت کی رو سے نہ ثابت ہو جائے اور نہ محض تفتیش کے رنگ میں معصوم افراد کو اذیت دی جائے، اس لئے مذکورہ بالا آیت میں مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی سے منع کیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ تم مسلمانوں کے متعلق اچھا گمان رکھو۔

9- ظلم پر احتجاج کا حق:

اسلام مظلوم کو یہ حق عطا کرتا ہے کہ وہ ظلم کے خلاف آواز اٹھا سکتا ہے اور ظالم کی مشقِ ستم سے لوگوں کو روشناس کروا سکتا ہے تاکہ وہ اس سے اپنا حق وصول کر لے جیسے کہ قرآن میں اس کی دلیل اس آیت سے ملتی ہے:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (النساء 48)

اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ آدمی (کسی کی) برائی کرنے میں زبان کھولے مگر مظلوم کو اس کی اجازت ہے۔

Marfat.com

10- برائی سے بچنے کا حق:

اسلام کے مطابق کسی شخص کو برائی کرنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی برائی کے حکم پر عمل ہی کیا جا سکتا ہے چنانچہ حدیث میں اس کا ذکر اس انداز میں موجود ہے۔

اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلٰی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْ مَا اَحَبَّ وَکَرِهَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَا اُمِرَا بِمَعْصِیَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَطَاعَةَ

ایک مسلمان پر سمع و طاعت لازم ہے خواہ رضا و رغبت کرے یا بکراہت تاوقتیکہ اسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے پھر جب اس کو معصیت کا حکم دیا جائے نہ تو سننا ہے نہ طاعت۔

(بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث 2015)

ایک دوسری حدیث ہے:

لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ (بخاری کتاب الاحکام)

معصیت میں کوئی اطاعت نہیں اطاعت تو صرف نیکی میں ہے۔

اسلام کا یہ اصول مساوات کے نظام کی تقویت کا باعث ہے کیونکہ جب کسی فرد کو برائی کا حکم دیا جاتا ہے تو اس پر عمل کرنے سے لازماً معاشرے میں کسی پر ظلم ہوتا ہے اور کسی کا جائز حق زائل کر دیا جاتا ہے اس لئے حاکم کی طرف سے حکم دینے اور اس پر عمل سے معاشرے میں زبردست بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے ایک جامع اصول اپنے ماننے والوں کو سکھایا ہے کہ وہ کسی برائی کا نہ تو حکم دیں اور نہ ہی اس پر عمل کریں' مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر حاکم وقت بھی کسی کو کوئی ایسا حکم دے جو قرآن وسنت کے خلاف ہو تو اس کے حکم کو سننا بھی ضروری نہیں چہ جائیکہ اس پر عمل کیا جائے' کیونکہ اسلامی ریاست کا حکمران بذات خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے نفاذ کا ذمہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے رعایا کو ناجائز تنگ کرنے کا اختیار نہیں دیا۔

Marfat.com

10-مذہب کی آزادی:

اسلام کی تعلیمات کے مطابق کسی شخص کا مذہب وعقیدہ جبری طور پر تبدیل نہیں کیا جا سکتا، ہر شخص کو عقیدہ و مذہب کے اختیار میں آزادی کا حق دیا گیا ہے مگر اس بات کی بھی اجازت نہیں کہ اسلامی معاشرے میں بعض افراد کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی جہالت سے اسلام میں غلط نظریات کو فروغ دیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ:256)
دین میں کوئی زبردستی نہیں ہدایت کی راہ گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔

یعنی قرآن کی تعلیمات نے اپنے براہین قاطعہ سے باطل کو حق سے جدا کر دیا ہے اب جو آخرت کے انجام کے لحاظ سے ہلاکت کا راستہ اپناتا ہے تو اس کا وبال اس پر ہی ہوگا یعنی اب صراط مستقیم کو اختیار کرے تو وہ بھی دلیل کے ساتھ اور جو جہالت کو گلے لگاتا ہے تو وہ بھی دلیل کے ساتھ مگر اسے عقیدہ بدلنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، اس لئے قرآن نے اس بات کو دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ (الروم:30/44)
جو کفر کرتا ہے تو اس کا وبال کفر اسی پر ہے اور جو کوئی نیک عمل کرتا ہے تو وہ اپنی ہی جان کے لئے سامان کرتے ہیں۔

11- حرّیت رائے اور مسلک:

اسلام میں اس بات کی بھی آزادی ہے کہ فرد دینی بصیرت حاصل کر کے ایسا مسلک اختیار کر لے جس میں اسلام کی حقانیت مکمل طور پر موجود ہو کیونکہ اسلام میں فقہی وفروعی اختلافات کی گنجائش موجود ہے یہ اختلافات صحابہ کرام کے دور میں بھی ملتے ہیں اور صحابہ کرام نے فقہ کے مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے اور پھر فقہاء کرام کے اختلافات کی بنا پر چار فقہی مسالک قائم ہوئے جن کے ماننے والے آج تک موجود ہیں، ان فقہی مسالک کے علاوہ بھی آج اسلام کے اندر دیگر مسالک قائم ہو چکے ہیں مگر گزشتہ تاریخ کے چند ادوار کے علاوہ کسی دور میں بھی کسی مسلک کو طاقت سے

ختم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی، بلکہ علماء فقہا کرام نے اپنے مخالف مسالک رکھنے والوں سے علمی و استدلالی طور پر اختلاف رکھنے پر ہی اکتفا کیا اور زبان و قلم سے حق کو واضح کیا۔

اسلام میں فقہی اختلاف تو رحمت ثابت ہوا مگر اسلام کے دور اول میں منافقین کے پیدا ہو جانے سے ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جنہوں نے مسلمانوں کے اندر غلط راہ تلاش کرنے کی کوشش کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایسا سلوک کیا جس کی مثال کسی بھی معاشرے میں نہیں ملتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف تلوار چلانے سے مسلمانوں کو منع کیا اور حتی الامکان ان سے اچھا سلوک کیا، اسی طرح خلفاء راشدین کے دور میں بھی فقہی اختلافات صحابہ کرام میں ظاہر ہوئے، مگر کسی پر جبر کے تحت اپنی رائے کو ٹھونسنے کا اصول نہ اپنایا گیا، مثال کے طور پر سعد بن عبادہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اختلاف رائے کیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کی مگر انہوں نے حضرت سعد سے کبھی بھی تعرض نہ کیا، چنانچہ ابن قتیبہ نے اس کی تصریح یوں کی ہے:

''سعد ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے نہ ان کی امامت میں جمعہ ادا کرتے بلکہ ان کو کچھ مددگار مل جاتے تو وہ ارباب اقتدار پر ہلہ بول دیتے اور اگر کوئی ان سے لوگوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بیعت کر لیتا تو وہ ان لوگوں سے بھی جنگ چھیڑ دیتے وہ اپنے اس رویے پر قائم رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے بعد وہ شام چلے گئے وہیں وفات پائی لیکن بیعت دونوں صاحبان میں سے کسی کے ہاتھ پر نہیں کی'' (اللہ ان پر رحم کرے) (الامامۃ والسیاسۃ ص 11)

اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے شدید اختلاف کیا گیا حتیٰ کہ مخالفین کے ہاتھوں آپ نے شہادت کو قبول کیا مگر مخالفین کے خلاف طاقت کو استعمال نہ کیا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف خوارج نے بغاوت کی اور ان کی اس قدر

مخالفت کی کہ آپ کو حق سے دور تک کہہ ڈالا مگر آپ نے اپنی انتہائی کوشش کی اور دلائل و براہین سے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کی مگر جب وہ حملہ آور ہوئے تو پھر ان کا تلوار سے مقابلہ کیا' یہ شواہد بتاتے ہیں کہ اسلام میں عقیدہ و مسلک کی آزادی کا خیال کس حد تک رکھا گیا ہے۔

اگر اسلامی ریاست میں غیر مسلم باشندے رہائش پذیر ہوں تو اسلام ان کو ہر قسم کی مذہبی آزادی دیتا ہے اور ان کے معاملات ان کے مذہب کے مطابق حل کرنے کا حکم دیتا ہے اور ان کو معاشی بہتری کے مواقع فراہم کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور انہیں جبراً اسلام میں داخل کرنے کی ممانعت ہے بلکہ مسلمانوں اور اسلامی حکومت کو غیر مسلم رعایا کی مکمل نگہبانی کا پابندی کیا گیا ہے۔

13- دین اسلام کا اہل ایمان کے لئے سراپہ خیر ہونا:

شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ارشادات و افعال میں اس بات کی مکمل وضاحت فرما دی ہے کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اور اس کے ماننے والے خیر خواہی کے علمبردار ہیں' اسلام اس وقت تک کسی کو مومن کامل نہیں مانتا جب تک کہ وہ اتنا امن پسند نہ ہو جائے کہ اس کی طرف سے کسی کو کسی بھی قسم کے نقصان کا خدشہ تک نہ رہے' لہٰذا اسلام نے اپنے نظام خیر و برکت کی ان الفاظ میں ترجمانی کی ہے کہ وہ کامل مومن نہیں ہو سکتا جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے افراد محفوظ نہ ہوں' جس کے شر سے اس کے ہمسائے محفوظ نہ ہوں جس کے شر سے لوگوں کو ہر وقت خطرہ رہے' یا جس کے شر سے بچنے کے لئے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو جائیں' ایسا شخص خواہ کسی بھی خاندان یا قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو وہ بدترین انسان ہے کیونکہ اس سے لوگوں کی عزت و مال محفوظ نہیں رہتے' اسلام تو ان اعمال جبریہ کا قلع قمع کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ سراپۂ خیر بن جائیں جس کا اظہار ان کی ذات سے دوسرے افراد کے لئے خیر خواہی کی صورت میں نظر آئے' وہ دکھی مسلمانوں کو سکھ پہنچا کر سکون محسوس کریں ان کا کلام رفق و نرمی پر مبنی ہو' ان کے اعمال دلوں کو توڑنے والے نہیں بلکہ جوڑنے والے

Marfat.com

ہوں جن کے ہر عملی اقدام سے رضائے الٰہی کا جذبہ ٹپک رہا ہو۔

گویا اسلام کے خیر خواہی پر مبنی دین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دائرہ کار میں ہر پیروکار کی عزت ہو' جبکہ ہر افعالِ بد کے رسیا کی معاشرہ میں تذلیل ہو اور اسے معاشرے میں کبھی بھی پنپنے کا موقع نہ ملے۔ بیمار کے ساتھ ہمدردی کی جائے مصیبت زدہ کی مدد کی جائے مظلوم کو قانونی و اخلاقی مدد حاصل ہو' لوگوں کی طبقاتی تقسیم ذات و دولت کے اثر و رسوخ پر نہ ہو بلکہ اسلام کے بتائے ہوئے ضابطہ حیات کے مطابق ہو۔ اس لئے دینِ اسلام کی وضاحت کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَ لِكِتَابِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے صحابہ کرام نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کس کی خیر خواہی' آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کی کتاب' ائمہ اسلام اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی۔

(ترمذی جلد اول ابواب البر والصلۃ باب خیر خواہی حدیث 1990)

یعنی خوب سن لو ! اگر تم عوام کے خیر خواہ ہو یا تم خیر کی دعوت دینے والوں کے ساتھی ہو اور خیر و بھلائی کے نظام کے نفاذ کرنے والوں کے سپاہی ہو تو تم اسلام کے سچے پیروکار بن جاؤ وگرنہ تم سطحی مسلمان ہو اور اسلام کے خیر خواہی کے پیغام سے یکسر نابلد ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں خیر خواہی کی اتنی اہمیت تھی کہ آپ ہر مسلمان سے دوسروں کی خیر خواہی کرنے کی بیعت لیا کرتے تھے۔

(ترمذی جلد اول ابواب البر والصلۃ حدیث 1991)

اسلام میں بیعت کا مقام بہت اونچا ہے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر یہ وعدہ لیا کرتے تھے کہ اسلام میں آنے کے بعد تم پر یہ چیز واجب کر دی گئی ہے کہ تم مسلمانوں سے خیر خواہی کرو گے کسی مسلمان کو مالی' جانی نقصان' پہنچا کر غم زدہ نہ کرو گے اور نہ کسی فرد کی عزت و ناموس کو ذات پات کے بتوں کو فوقیت دے کر خراب کرو گے' اے مسلمانو! اگر تم نے اسلام کے سراپۂ خیر ہونے کے مفہوم کو ذہن نشین نہیں کیا تو پھر سمجھ لو تم اسلام کی تعلیمات سے ابھی تک بہت دور ہو۔

14- تعلیم کے ذریعے عزتِ نفس کے تحفظ کا حق:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور ساری مخلوق میں سے اس کے سر سیادت و کرم کا تاج سجایا' دنیا کے وسائل اس کے زیر تسلط کر دیئے گئے بلکہ نوعِ انسانیت کی رفعتوں کا اقرار ملائکہ سے پہلے ہی روز کروا دیا گیا جب وہ آدم علیہ السلام کے علم کے سامنے بے بس ہو گئے اور انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو تعظیماً سجدہ کرنا پڑا گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں یہ بات بٹھائی کہ تو بے قدر' بے وقعت نہیں ہے اگر تیرے پاس علم و فراست ہو تو پھر ساری مخلوق تیری عظمت کا اقرار کرے گی لیکن اگر انسان علم و حکمت سے دور ہو جائے گا تو عزت و اکرام جاتا رہے گا۔

حصول علم کا یہ مقصد ہے کہ انسان کو اپنی عظمت کا احساس ہو اور وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کر کے اپنے وقار کا سکہ منوا لے جو اس کے اندر خالقِ کائنات نے ودیعت کی ہیں' پھر جب اسے یقین ہو جائے کہ وہ اس کائنات میں کوئی بے کار چیز نہیں بلکہ وہ تو اس کارخانۂ دنیا کی ہر چیز کو مسخر کرنے آیا ہے' وہ زمین پر اللہ کا نائب ہے وہ بے پناہ صلاحیتوں سے مالا مال ہے اور وہ اپنی قابلیتوں کا لوہا صرف علم کے ذریعے ہی منوا سکتا ہے تو پھر وہ ضرور تعلیم کے زیور سے اپنی ہستی کو آراستہ کرے گا۔

اسلام انسان کو ایسا ہی علم حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے جس سے اس میں اپنی عزتِ نفس کا تحفظ اجاگر کرنے کا شعور پیدا ہو جائے وہ دنیا میں کہنہ سال رنگ و نسل' جغرافیہ کی

Marfat.com

بیناد پر قائم حد بندیوں کو گرا کر دنیا میں اپنے لئے باعزت مقام پیدا کر سکے، ایسے مسلمان اس کائنات میں مشیتِ الٰہی کے مطابق تحفظ عزتِ نفس کیسے کر سکتے ہیں جنہیں ذات، رنگ، نسل و مادیت کے بتوں نے احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا ہو اور ان میں اعتماد و عزتِ نفس کا کوئی جوہر باقی نہ چھوڑا ہو اور وہ مہذب معاشرے میں اعتماد کے ساتھ اپنے سر کو فخر سے بلند کر کے کارہائے نمایاں ادا نہ کر سکیں۔

دنیا میں ہر دور میں جبری و استحصالی قوتوں نے بیشمار انسانوں سے صرف اس لئے عزتِ نفس کا حق چھین لیا کہ انہیں اپنے رنگ و نسل و وطن و استحصال نے دوسروں کے لئے ہر قسم کی بھلائی کو اپنے لئے کسرِ شان بنا دیا، استحصالیت کا نظام کرہ ارض کے مختلف حصوں پر صدیوں سے مشقِ ستم ڈھاتا رہا اور بے شمار انسانوں کو ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں چیختا و چلاتا دیکھ کر اپنے نفس کے لئے سامانِ تسکین فراہم کرتا رہا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیٔ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نوعِ انسانیت کو تحفظ عزتِ نفس کا گر عطا فرمایا اور دنیا میں عزت و اکرام کے لئے ایمان باللہ، کارہائے خیر اور تقویٰ کو ہی بنیاد قرار دیا اور وادیٔ عرفات میں ہزاروں کے مجمع میں فرما دیا گیا۔

"تمہاری جانیں اور تمہارے مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس شہر اور اس مہینہ میں آج کے دن کی حرمت ہے سنو! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے ان قدموں کے نیچے پامال ہے (مسلم کتاب الحج حدیث: 2846) ہر مسلمان کو یہ شعور دیا گیا ہے کہ وہ نہ تو خود اپنی اہانت کرے اور نہ ایسا رویہ اختیار کرے کہ دوسرے اس کی تذلیل کریں وہ اپنی ہستی کو معزز تو سمجھے مگر بلحاظِ تقویٰ سبقت لینے والوں کا احترام کرے، کسی مسلمان کے مال و جان اور عزت کو نقصان نہ پہنچائے اس لئے ہر مسلمان کو حکم دیا گیا ہے۔

ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، تناجش نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے روح گردانی نہ رکھو، کسی کی بیع پر بیع نہ کرو، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے، نہ اس کو رسوا کرے، نہ اسے حقیر جانے حضور والا نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تقویٰ یہاں ہے کسی شخص کی

Marfat.com

برائی کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو برا جانے' ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پورا پورا حرام' اس کا خون' اس کا مال اور اس کی عزت۔

(مسلم کتاب البر الصلة و ادب حدیث: 2418)

اللہ تعالیٰ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد میں ہر مسلمان کو دوسروں کی عزتِ نفس کا احترام کرنے کا بہت ہی خوبصورت اور جامع الفاظ میں حکم دیا ہے اگر مسلمان اس ارشاد پر عمل پیرا ہو جائیں تو اسلامی معاشرے میں کسی کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

15- دوسرے افراد کی عزتِ نفس کا خیال رکھنے کا حکم:

تحفظ عزتِ نفس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ بندہ اپنی دنیا میں مقید ہو کر مغرور و سرکش ہو جائے اور کسی دوسرے صاحبِ عزت کا خیال نہ رکھے بلکہ اسلام نے ہمیں یہ اصول دیا ہے لوگوں کی عزت کی اسی طرح پاسداری کرو جس طرح تم اپنی عزت کی پاسداری کرتے ہو اس بات کا علم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے ہوتا ہے:

1- اَلْمُؤْمِنُ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بَعْضِ مَلٰٓئِکَةِ یعنی مومن بندہ اللہ کے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی زیادہ معزز ہے۔

(ابن ماجہ جلد 2 باب العصبیة: 1745)

2- نیز فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دوسرے مسلمان کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے

(بخاری جلد 1 کتاب الایمان 12)

3- بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا' قرآن مجید کے اس عالم کی عزت کرنا جو اس میں تجاوز نہ کرتا ہو اور اس بادشاہ کی تعظیم کرنا جو انصاف کرتا ہو اللہ کی تعظیم کرنا ہے

(ابو داؤد جلد 3 کتاب الادب حدیث 1416)

4- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی دوسرے کسی جگہ بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے بلکہ خود آپس میں فراخی و وسعت پیدا کر لیا کرو۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

شارع اسلام نے اپنے ان ارشادات میں عزتِ نفس کو ایمان اور علم و عمل سے منسلک فرما دیا ہے، نیز آپ نے ان اعمال و کردار کی بناء پر حفظِ مراتب کا تعین فرمایا ہے اور ان مراتب کی بناء پر دوسروں کی عزت کو ضروری قرار دیا ہے۔

16- اپنی عزتِ نفس مجروح کرنے کی ممانعت:

دینِ اسلام اپنی تعلیمات کے ذریعے یہ بات اپنے فرزندوں کے اذہان میں نقش کرتا ہے کہ وہ ایمان کی دولت کی بناء پر معزز ہو چکے ہیں، اس لئے وہ اپنے رویوں سے اپنی عزتِ نفس مجروح نہ کریں اور نہ مادی وسائل کی کمی کی بناء پر اپنے جیسے انسانوں کی غلامی اختیار کریں بلکہ اپنے علم و عمل سے استغنائے قلبی کو اختیار کریں تھوڑے سے مادی فائدے کے حصول کے ذریعے امراء کے سامنے اپنی عزت کو خاک میں نہ ملائیں اور نہ ہی ان کے سامنے فروتنی کا اظہار کریں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عزتِ نفس کا درس اس خوبصورت انداز میں دیتے ہیں۔

اِنَّ اللهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِيْرَ الْمُتَعَفِّفَ أَبَا الْعِيَالِ

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان، فقیر، پارسا عیالدار بندے کو دوست رکھتا ہے،

(مشکوٰۃ جلد 2 حدیث 533)

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق: 5081 بحوالہ مسلم)

اسلام نے بندہ مسلم کو یہ شعور دیا ہے کہ مادیت اور رنگ و نسل و وطنیت کو اونچ نیچ کا معیار نہ سمجھ بلکہ اپنے کردار و عمل سے اپنی ہستی کا مقام پیدا کر تو اپنے خالق کے نزدیک مکرم ہی ہے اگرچہ تیرے پاس زیادہ مال نہ ہو اور تیرا چہرا حسین و جمیل نہ ہو اور تو کسی بااثر خاندان سے تعلق نہ رکھتا ہو، شاعر مشرق نے اس بات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا:

اپنے خالق کو پہچانے تو تیرے گدا دارا و جم

ایک شعر میں یوں بیان کیا:

پیام دے گئی مجھے باد صبحگاہی
خودی کے عارفوں کا مقام بادشاہی
دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اَولیٰ
ہو جس کی خودی میں بوئے اسد الٰہی

اسلام فرد کو خودشناسی و خودآ گاہی کا درس دیتا ہے اسے باخبر کرتا ہے تو اللہ کے خلیفہ اول و نبی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہے اور اللہ کی مخلوق میں سے معزز ترین ہے پس ضرورت اس بات کی ہے کہ تو اپنے آپ کو نور علم سے تابان کر لے اپنے ضمیر سے رذالت و کمتری کے جذبات کو نکال دے، خود اعتمادی کو اپنا لے اور اپنی ہستی کو مسلم معاشرے کا ایک قابل احترام فرد سمجھے تیرے قلب و روح میں چھوت چھات اور احساس کمتری نہ رہے کیونکہ جو شخص بھی عالمگیر اسلامی برادری کا رکن بن جاتا ہے ان کی عزت و مقام کا تحفظ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (پ 28 منافقون 63/8)	اور عزت تو اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کیلئے ہے اور مومنوں کے لئے ہے۔

17- دوسروں کی بے عزتی کرنے کی ممانعت:

اسلام ہر صاحب عزت کا احترام کرنے کا بھی حکم دیتا ہے اسلام نے عہدہ و اقتدار، مال و زر اور اثر و رسوخ کی بناء پر معاشرے کے دیگر افراد کی عزت پامال کرنے سے قانوناً حکماً روکا ہے اور کسی کی عزت، مال، جان کو نقصان پہنچانے والے کو ظالم و غاصب قرار دیکر آخرت میں دردناک عذاب سے ڈرایا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ (احزاب:58)	اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ناکردہ اعمال کی بنا پر دکھ دیتے ہیں تو وہ اپنے اوپر بہتان اور کھلا گناہ باندھ لیتے ہیں

یعنی مسلمانوں کو زبان، ہاتھ سے روحانی و جسمانی اذیت دینے سے منع کر دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت نہتے مسلمانوں کو ذہنی، جسمانی، روحانی اذیت دینے والے کھلے مجرم ہیں، کیونکہ وہ لوگوں کی کسی غلطی کے بغیر عزتِ نفس مجروح کرتے ہیں

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کی بے عزتی کرنے اور انہیں ہر قسم کی اذیت دینے سے منع کر دیا ہے۔

1- مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے (بخاری جلد 3)

2- سود سے بڑھ کر زیادتی یہ ہے کہ ناحق کسی مسلمان کی بے عزتی کی جائے۔

(ابوداؤد جلد 3 کتاب الاذب:1449)

جبکہ قرآن کریم میں سود لینے کو اللہ سے اعلان جنگ قرار دیا گیا ہے گویا اللہ سے لڑنے سے زیادہ گناہ یہ ہے کہ کسی کی عزتِ نفس کو مجروح کیا جائے۔

ایک جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اے لوگو! جو زبانی تو ایمان لے آئے ہو لیکن ایمان جن کے دلوں میں داخل نہیں ہوا تم مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ان کی عزت کے درپے آزار رہا کرو جو ان کی بے عزتی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت کے پیچھے پڑ جائے گا اور اسے گھر میں بیٹھے ہوئے ذلیل کر دے گا۔

(ابوداؤد جلد 3 کتاب الاداب ح 1451)

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوجری رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی کسی کو گالی نہ دینا تو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد نہ کسی آزاد کو گالی دی' نہ غلام کو' نہ اونٹ کو نہ بکری کو آپ نے فرمایا کسی معمولی نیک کام کو حقیر خیال نہ کرنا اور میں تجھے اس بات کی بھی تاکید کرتا ہوں کہ اپنے مسلم بھائی سے گفتگو کے وقت خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ (مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ ح 1823)

پس مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ علم ہی وہ زینہ ہے جس سے فرد اپنی عزتِ نفس کو اوج ثریا تک پہنچا سکتا ہے علم ہی وہ چشمہ ہے جس سے سیراب ہونے والے زمانے بھر میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اس لئے اسلام نے بھی اس کرہ ارض میں علم ہی سے عرب کے بدوؤں کو زمانے بھر کا امام و پیشوا بنا دیا اور بلال رضی اللہ عنہ صہیب رضی اللہ عنہ رومی جیسے لوگوں کو رؤساء قریش ابوبکر' فاروق' عثمان و علی کی صف میں شامل کر دیا اور انفرادی و اجتماعی سطح پر انہیں مساوی معاشرتی سٹیٹس حاصل ہو گیا اور دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجلس مشاورت کے لئے انہیں اہم ارکان کا درجہ دیا گیا۔

Marfat.com

علم نور ہے اور خوبصورتی ہے جس کے ہوتے ہوئے ہزاروں سال کی نحوست کے بادل چھٹ جاتے ہیں، علم قدیم رذالتوں، پنچ فکر کو دور کر کے فرد میں ارادی قوت پیدا کرتا ہے، علم ہی فقیروں، غریبوں کے گھر میں پیدا ہونے والے افراد کو عظیم سکالر، فاتح و حاکم کی مسند پر جلوہ فگن کر دیتا ہے، علم ایک کسوٹی ہے جو فرد سے رذالت کی آلودگی کا زنگ اتار دیتا ہے، علم ایک صیقل ہے جو خصائل خبیثہ کے زنگ کو دور کر کے بقعۂ نور بنا دیتا ہے، اس لئے اے دوست! علم کو متاع حیات جان اور زمہد تالحد اپنی ہستی کو علم سے مزین کر کے عزتِ نفس کے اعلیٰ مقام کو حاصل کر لے۔

مومن افراد کی شان کے نفاذ کیلئے اسلام کے اقدامات

اسلام میں فرد کی قدر و قیمت کا انحصار اس کے ایمان و تقویٰ، جذبہ اخوت و اخلاق، جذبہ رحم، آپس میں اللہ کے لئے محبت، دوسروں کے لئے ایثار پر ہے جبکہ اسلام نے رنگ ونسل، وطنیت و مادیت کے امتیازات و تعصّبات کی حکمرانی کو نابود فرما دیا ہے کیونکہ ان امتیازات نے نسل انسانی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور انسان نے ان تعصّبات کی بنا پر اپنے ہی ہم نسل بھائیوں کو اتنی اذیت دی ہے اور اتنا خون بہایا ہے کہ جس کی مثال کسی بھی دوسری مخلوق میں نہیں ملتی رنگ ونسل اور مادیت نے ہر دور میں بعض انسانوں کو اتنا سرکش بنا دیا کہ انہوں نے اپنے لئے دوسرے کمزور انسانوں کی عزت وخون اور مال کو تباہ کرنا جائز بنا لیا اور پھر ان باغی انسانوں نے نہتے انسانوں کو صرف وقتی اذیتوں اور تکالیف سے دوچار کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ انہیں زبردستی مستقل پست طبقات میں تقسیم کر دیا اور ہوس پرستی سے ان کے لئے ایسے مذہبی معاشی و معاشرتی قوانین مقرر کر دیئے جوان مظلوم انسانوں کے لئے فولاد سے مضبوط ذہنی جسمانی و روحانی اذیت کے ٹارچر سیل بن گئے اور جن سے نکلنے کے لئے تمام دروازے مقفل کر دیئے گئے۔ انسانی عزت و شرف کو چند خاندانوں نے اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس تخصیص و ہوس پرستی نے انہیں اپنے تئیں اتنا مقدس و اعلیٰ بنا دیا کہ انہوں نے معاشرے میں ہر عزت و احترام کے مقام کو اپنے لئے چن لیا اور ذلت و رسوائی کے تمام گڑھے ان نہتے کمزور انسانوں کے لئے مخصوص کر دیئے ان کے نام، ذات و نسب، وطن، رہائش و تمدن سے صرف اور

Marfat.com

صرف ذلت و پستی کی ننگ و عار کو منسوب کر دیا گیا حالانکہ ایسے تمام انسان مظلوم و مجبور تھے شکل و صورت میں کسی سے کم نہ تھے وہ چاہتے تھے کہ ان سے اخلاق و رحم کا سلوک ہو مگر انہیں یہ جذبات سوائے دامن اسلام کے کہیں نظر نہ آ سکتے تھے کیونکہ اسلام پوری دنیا کے نہتے، مجبور و مظلوم افراد میں خوشبوئے اخوت و اخلاق اور جذبۂ رحم و محبت بکھیرنے کے لئے آیا ہے، اسلام ایسے انسانوں کے لئے اخوت کا ایسا بے مثل آشیانہ محبت ہے جو ان کے صدیوں پرانے زخموں کے لئے لاجواب تریاق ہے، یہاں ان کے شکستہ دلوں کے لئے اخلاق کی صورت میں آب حیات ہے اور ان کے دلوں کی ڈھارس کے لئے جذبہ رحم ہے، وہ جذبہ رحم کہ جس کی موجودگی میں ان کے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کی فضائے پُرامن ہے اور ان کی بے عزتی و ذلت کے خاتمے کے لئے اقرار توحید و رسالت کا عظیم مژدہ ہے کہ جس فضائے توحید و رسالت میں آنے سے ان کی عزت واحترام کا تقدس بیت اللہ و یوم حج کی مثل ہو جاتا ہے اور کلمہ توحید کا اقرار ان کی تمام گزشتہ محرومیوں کو آنِ واحد میں دور کر دیتا ہے اور توحید کی فضائے بسیط میں ان کے لئے محبت و آشتی کی وہ حلاوت ہے جو شکر سے بڑھ کر ہے اور اس خوئے محبت کی آبیاری آپس میں ایثار برائے رضائے الٰہی سے کی گئی ہے جس میں مادیت کے جذبات کو ذرا بھی دخل نہیں، اسلام کی فضائے رحمت میں پرگداز ملت ہے جس میں رنگ و نسل کے بتوں کی ہلکی سی پرستش بھی نہیں اور اس ملت اسلامیہ کی اساس شیرنی ایثار پر ہے کہ جس کی بنا پر اخی ملت کی پسند پر اپنی پسند کو نچھاور کئے بغیر تکمیلِ ایمان نہیں ہوسکتی اور تہذیب وتمدن و معاشرت میں جب تک افرادِ ملت کے حقوق ادا نہ کئے جائیں اس وقت تک ملتِ اسلامیہ سے وابستگی متعبر نہیں ہوسکتی، اسی فضائے ایمان و ایقان کا یہ اعجاز ہے کہ اس میں حاکم وقت کا کام نفس پرستی کی بجائے رعایا کے لئے نفس گدازی ہے اور وہ اپنے اختیارات میں مشیت ایزدی کا پابند ہے اور وہ غرباء و مساکین اور یتیموں اور معذوروں کے حقوق کا پاسبان ہے، اور اپنے حقوق و اختیارات میں من مانی کی بجائے حاکم حقیقی کے روبرو جوابدہ ہے جہاں یا تو اسے اس کا عدل بچائے گا یا اس کی بے انصافی باعث پھٹکار ہوگی بس روئے زمین کے لئے اسلام ہی وہ پیامِ محبت و آشتی ہے جس

Marfat.com

میں تمام مسائل کا حل ہے اور یہ تمام انسانوں کے لئے رحمت وسکون کا مرکز ہے۔
اس لئے اے فردِ مومن تعصّبات کو ترک کر دے نسل و رنگ کی استحصالیت کو چھوڑ کر اسلام کی محبتوں اور فیوض و برکات کو عام کرنے کے لئے کمربستہ ہو جا اور بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انسان کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا
بتانِ رنگ وخون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی
یہ ہندی وہ خراسانی یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اچھل کر بیکراں ہو جا

اس لئے اے دوست! تو اسلام کی خوئے محبت کو پھیلانے کا امین ہو جا تیرے اندر محبت والفت کی وہ خوشبو ہے جو کہ پھول میں نہیں تیرا دل اللہ و رسول کی محبت کا تخت ہے تو اس محبت لافانی کا پیامبر ہے اس لئے تیرے سخنِ دلنواز سے افراد مسلم کو راحت ملے' تیرے ہر عمل سے اخوتِ اسلامی کا اظہار ہو تو جہاں سے گزرے وہاں الفت ومحبت کی مہک پیدا ہو جائے پس رنگ وخوں کی احقاقیت و استحصالیت کے جنون کو ترک کر دے کیونکہ جس ملت سے تیرا تعلق ہے اس کے فروغ کی راہ میں یہ بہت بڑے گناہ ہیں' دنیا میں اسلام کی راہ میں نشان جمود ہیں اور ان کا وجود اسلام کے اندر فتنہ وفساد کا اندیشہ ہیں اس لئے ان پر اللہ تعالیٰ کی سخت گرفت ہے بقول علامہ اقبال:

تمیز بندہ و آقا فساد آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

بفضل تعالیٰ اسلام کی اخلاقی تعلیمات کے چند اصول اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں تاکہ ایک عام قاری کو ان کی اہمیت وحقانیت سے روشناسی حاصل ہو سکے' کہ کس طرح اسلام ایک فرد مسلم کو اعمال صالحہ اور اخلاقیات کے لائحہ عمل سے اپنی عظمت وشان کو بلند کرنے کا موقع دیتا ہے اور معاشرے میں اس کا نفاذ کیسے کرتا ہے؟

Marfat.com

دوسرا باب

اہل ایمان سے قرآنی خطابات میں شانِ مؤمن

اسلام کی تمام تر تعلیمات قرآن وسنت پر مبنی ہے قرآن وسنت کا یہ اعجاز ہے کہ اس میں جہاں بھی مسلمانوں کا ذکر کیا گیا اس میں کبھی بھی انہیں کسی مخصوص ذات، نسل، رنگ، وطن کے لحاظ سے نہ تو خطاب کیا گیا اور نہ ہی اس کی بناء پر ان میں چھوت چھات اور اونچ نیچ کو پروان چڑھایا گیا بلکہ پورے قرآن میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام سے خطاب فرمایا تو انہیں صرف اور صرف ایمان کے روحانی رشتے کی نسبت سے خطاب فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان و عمل سے بڑھ کر کوئی اور تعلق معتبر ہوتا تو یقیناً قرآن کریم میں انہیں اسی تعلق کی نسبت سے مخاطب کیا جاتا ہے۔

قرآن میں جس لفظ سے تمام دنیا کے مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے وہ معنوی اور روحانی لحاظ سے بڑا ہی باعظمت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اندازِ تخاطب میں اس بات سے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو یہ شعور عطا کیا کہ تم اپنے پروردگار کے ہاں معزز ہو، خواہ تمہارا تعلق کسی بھی رنگ، ذات، نسل سے ہو لیکن تم اسلام کے دامنِ توحید میں آنے کی بنا پر ایک ہی ملتِ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہو، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری ایک ہی پہچان معتبر ہے اور وہ ایمان و عمل صالح ہے اس لئے قرآن میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خطاب کیا انہیں ایک معزز لقب سے یاد فرمایا اور وہ لقب انتہائی باعظمت ہے اور جو قرآن مجید کے الفاظ میں یہ ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا — اے ایمان والو

اے اللہ کی توحید پر ایمان لانے والو! اے رسولوں کی تصدیق اور نبی آخرالزمان پر ایمان رکھنے والو! اللہ کے احکامات' نواہی کو بجالانے والو' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والو!

اس لفظ خطاب ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' میں اللہ تعالیٰ کے اس لطف وکرم کا اظہار ہو رہا ہے جو اس خالق کائنات نے اپنے مومن بندوں پر کیا ہے یہ لفظ خطاب واضح طور پر اعلان کر رہا ہے کہ اس لفظ سے مخاطب کیا گیا دنیا کا کوئی مسلمان بھی' حقیر نہیں' رذیل نہیں' نیچ ذات نہیں' پست قوم نہیں بلکہ یہ اس بات کا اظہار ہے کہ اب جبکہ تم اللہ کی بارگاہ میں اہل ایمان کے معزز لقب سے ملقب کر دیئے گئے ہو' اب دنیا کا کوئی فرد تمہیں نہ تو اس معزز خطاب سے محروم کر سکتا اور نہ انہیں کوئی محض تعصب کی بنا پر ملتِ اسلامیہ سے نکال سکتا ہے اور نہ کسی مسلم وغیر مسلم فرد کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ جاہلیت کی بنا پر مسلمانوں میں طبقاتیت کو فروغ دے' اور مسلمانوں کو اس روحانی برادری میں بے عزت کرے۔

اللہ کے خطاب ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا '' میں ذات ونسب' رنگ ووطنیت' دولت و امارت کی وجہ سے یا دولت کی عدم موجودگی کی بناء پر موجود طبقاتیت کے نظام پر مکمل طور پر خطِ بطلان کھینچ دیا گیا ہے اور یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ نہ تو اللہ ان چیزوں کی بناء پر اونچ نیچ کا حکم دیتا ہے اور نہ کسی کو اس بات کی اجازت دیتا ہے۔

آیئے ہم ذیل میں قرآن مجید میں موجود مسلمانوں کے اس لقب کو آیات کی روشنی میں دیکھتے ہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ	اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں۔ (پارہ 2 البقرہ: 183)
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (پ 2 بقرہ 238)	اے اہل ایمان! نماز اور صبر سے مدد طلب کرو' بے شک اللہ صابرین کے ہمراہ ہے۔

Marfat.com

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○

(المائدہ 55)

بے شک تمہارے دوست اللہ اور اس کا رسول اور ایمان لانے والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(پ 11 حج 77)

اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور اچھے کام کرو تاکہ تمہاری فلاح ہو جائے۔

ان آیات میں تمام مسلمانوں کو ایک لقب سے ندا کی گئی اور دوسرا اس اہم حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ اے تمام امت مسلمہ کے افراد! تم اللہ کے احکامات' ایمان' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کی ادائیگی سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مقرب بندے بن جاتے ہو اس لئے ان اعمالِ صالحہ پر عمل کی بناء پر تم تمام قسم کی ذلت و رسوائی کے پہلو سے چھٹکارا پا چکے ہو اور اللہ کے نیک بندے بن چکے ہو اس لئے تم ذات و نسب' رنگ وغیرہ کی بناء پر خود کو معیوب نہ جانو اور نہ کسی کے کہنے میں آؤ۔

ایمان و عمل صالح کی بناء پر مسلمانوں کی شان:

قرآن میں ایمان کو عملِ صالح سے لازم ملزوم کیا گیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ جو لوگ ایمان کے بعد عملِ صالح انجام دیتے ہیں وہ اللہ کے پیارے بندے بن جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے حسنِ عمل کی بناء پر ان کا اکرام فرماتا ہے اور دنیا میں جہالتوں' گمراہیوں کو ان سے دور کر دیتا ہے انہیں اپنے بندوں کی صف میں شامل کر لیتا ہے اور انہیں ایک دوسرے کی نگاہ میں قابلِ عزت بنا دیتا ہے آخرت میں بھی ان کی شان کو روز حشر میں ظاہر فرمائے گا پھر اپنی رحمت کی جگہ جنت میں عزت کا مقام عطا فرمائے گا ان باتوں کا اظہار درجہ ذیل آیات میں کیا گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (پ 1 بقرہ 82)

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کریں وہی اہل جنت سے ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (پ مائدہ 56)

اور جو اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کو دوست بنائے گا تو بے شک وہ اللہ کے گروہ سے ہو گیا جو غالب ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (پ 14 نحل 97)

مرد اور عورت میں سے جو صالح عمل کرے اور وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ حیات میں زندہ رکھیں گے اور انہیں اچھے اجر کی صورت میں بدلہ دینگے جو بھی وہ کیا کرتے تھے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ○ (پ 16 طٰہٰ 112)

اور جو مومن ہو کر صالح عمل کرے تو کسی پر نہ ظلم ہوگا اور نہ کسی کی حق تلفی کی جائے گی۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○

بیشک اہل ایمان نے فلاح پائی، جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو فضول باتوں سے علیحدہ رہنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (پ 20 عنکبوت 7)

اور صاحب ایمان بن کر صالح عمل کرنے والوں کی برائیوں کو ہم دور کر دینگے اور ان کے احسن اعمال کی ہم ضرور جزا دیں گے۔

پہلی آیت میں اہل ایمان کو ایمان و عمل کے انجامِ آخرت سے مطلع کیا گیا ہے اور فرمایا گیا جو افراد بھی اس دنیا میں اللہ کے حکم کے تحت صالح اعمال سرانجام دیتے

Marfat.com

رہیں گے وہ سب اہل جنت ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی مہمانی میں ہوں گے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے۔

دوسری آیت میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا جو اللہ اور رسول والے ہو جاتے ہیں اور اللہ کو اپنا رب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور اہل ایمان کو اپنے دوست بنا لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے گروہ والے ہیں۔

''اللہ کا گروہ'' ایسا جماعتی تصور ہے جو اس میں شامل ہو جاتا ہے وہ اللہ والا بن جاتا ہے ذلت و رسوائی اس سے کوسوں دور ہو جاتی ہے کیونکہ ان کا تعلق اللہ کے معزز ترین گروہ سے ہو جاتا ہے اسلام کے اندر اگر کوئی گروہی تصور موجود ہے جس سے تعلق رکھنے اور نہ رکھنے کی بناء پر انسانوں کے محترم یا حقیر ہونے کو کسوٹی مانا گیا ہے۔ تو وہ حزب اللہ کا جماعتی معیار ہے جو فرد اس میں شامل ہو جائے گا وہ دنیا و آخرت میں صاحبِ عزت اور کامیاب و کامران ہو گا جبکہ جو فرد حزب اللہ میں شامل نہ ہو گا دراصل وہی حقیر و ذلیل ہے چاہے اس کا تعلق کسی بھی ذات یا نسب سے ہو۔

آیت نمبر تین میں یہ واضح کیا گیا ہے عملِ صالح وہ میزانِ شرف ہے جو فرد بھی اس کٹھالی میں پڑ کر خالص ہو گا چاہے وہ مرد ہے یا عورت اللہ برزخ و آخرت میں انہیں پرعظمت و پاکیزہ زندگی عطا فرمائے گا وہ سب جنت میں ہوں گے چاہے ان کا شمار کسی بھی ذات میں ہوتا ہو۔

چوتھی آیت میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے جو لوگ بھی صالح اعمال کرتے ہیں وہ سچے مومن ہیں ان پر ظلم و زیادتی نہ ہو گی۔

پانچویں آیت میں بتایا گیا کہ مومن ہی دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہیں یعنی حقیقی کامیابی کے لئے مومن ہونا شرط ہے کسی ذات یا نسب سے تعلق رکھنا قابل فلاح نہیں ہے اور مومن وہ ہیں جو اللہ کی عبادت میں خشیت اختیار کرتے ہیں اور برائیوں سے بچتے ہیں۔

چھٹی آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ جو مرد بھی ایمان و عمل سے اللہ کے گروہ میں

Marfat.com

شامل ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے گزشتہ گناہوں کی نحوستوں کو دور کر کے محترم بنا دے گا۔

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف ایمان و عملِ صالح کو قابلِ عزت بننے کے لئے معیار بنایا اور تمام افراد جو شریعتِ اسلامی کی عین روح کے مطابق عقیدہ و عمل رکھتے ہیں وہ سب ایک گروہ والے ہیں وہ معزز ہیں ان کا انجام بہتر ہو گا وہ آخرت میں بہشتوں میں ہوں گے دنیا و آخرت میں ان کا گروہ ہی اللہ کا گروہ ہے ایسے تمام لوگوں کو اللہ نے بلاتفریق حسب و نسب ایک امت قرار دیا ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ○

بے شک یہ امت جو تمہاری ہے ایک امت واحدہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس میری عبادت کیا کرو۔

(پ 17: انبیاء: 92)

جبکہ ایسے تمام افراد کو بلاتفریق ان کی ذات و نسب اسلامی برادری سے نکال دیا ہے جو ایمان و عمل کی کسوٹی پر کھوٹے ثابت ہوتے ہیں بظاہر تو مسلمان ہیں مگر ایمان و عمل اور اخلاق کی روش سے قطعاً مؤمن نہیں ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

اور لوگوں میں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان لے آئے ہیں اور وہ مومن نہیں ہیں۔

(پ 1 بقرہ: 8)

یعنی دل کی تصدیق اور بدن کے عمل سے اسلام کو قبول نہیں کرتے وہ مومن نہیں معلوم ہوا ایمان کامل کے لئے ایمان و عمل صالح کی ضرورت ہے نہ کہ ذات و نسب، دولت و امارت میں عظمت۔

قرآن کریم میں اہل ایمان کے لئے معزز القابات:

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایمان و عمل کے علاوہ کسی خارجی خصوصیت سے یاد نہیں کیا ہے قرآن میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اے اہلِ جاگیر!' اے اہلِ دولت و ثروت!' اے اہلِ اقتدار!' اے صنعتکارو!' اے تاجرو!' اے فلاں ذات کے

Marfat.com

لوگو! اے غریبو! اور مسکینو، تم سب یا تم میں سے کوئی ایک اپنی اس اپنی مادی یا نسبی حیثیت سے باقی افراد سے زیادہ اللہ کے نزدیک ہے یا دور ہے یا اپنی اس حیثیت سے دنیا و آخرت میں زیادہ معزز ہے بلکہ قرآن نے ہر فرد کے لئے ایمان و عملِ صالح کو لازم قرار دیا ہے اور اپنے وسائل و اختیارات کو اللہ و رسول کی مشیت کے مطابق استعمال کرنے کا حکم دیا ہے ان مذکورہ بالا افراد میں سے اگر کوئی شریعتِ اسلامیہ کی اطاعت نہ کرے گا تو اس فرد کو اس کی جاگیر، دولت اقتدار، صنعت، تجارت، ذات، غربت، بارگاہ خداوندی میں سرخرو نہیں کرے گی بلکہ وہ مزید گرفت میں ہوں گے، کیونکہ جس دین و ملت میں بھی ان مادی چیزوں کی بناء پر ہی افراد کو فوقیت دی جائے وہ روحانی دین ہونے کا دعویدار نہیں ہوسکتا، اس لئے فقط ان چیزوں کی فراوانی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی نشانی نہیں بتایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محترم بندوں کی صفات کو ان کے ذاتی عمل کی روشنی میں بیان کیا۔

اللہ تعالیٰ نے مادیت کی بناء پر طبقاتی درجہ بندیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فرمایا اے اہل جہاں! میرے معزز و مقرب بندے تو وہ ہیں جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے پابند ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں وہ تو مسلمان مرد اور عورتیں ہیں فرمانبردار مرد و زن ہیں، خشیت رکھنے والے ہیں وہ گناہوں سے دور ہیں اور وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے ہیں۔

اے اہل جہاں جو میرے اچھے بندے ہیں ان کی یہ نشانیاں ہیں:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ○

(پ10 انفال 74)

اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور انہوں نے ہجرت والوں کو اپنے پاس جگہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں اور ان کے لیے مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝

(پ13 رعد:23-22)

کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اسے خفیہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں اور وہ برائی کو نیکی سے ٹال دیتے ہیں وہی لوگ ہیں جن کے لئے عقبیٰ کا گھر ہے۔ وہ جنتِ عدن میں داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد سے جو نیک ہوئے اور فرشتے ہر دروازے میں سے ان پر داخل ہوں گے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(پ22 احزاب:35)

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشیت رکھنے والے مرد اور خشیت رکھنے والی عورتیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کا کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ان آیات میں فرمایا کہ اے مسلمانو! اگر تمہارے اندر یہ خصوصیات ہیں تو پھر کوئی شک نہیں کہ تم اللہ و رسول کے نزدیک دنیا و آخرت میں عزت والے ہو لیکن اگر تم میں یہ صفات تو موجود نہیں ہیں اور تم ایک دوسرے کے اوپر دنیاوی اور جلد گزر جانے والی

Marfat.com

چیزوں کی بناء پر شیخیاں مارتے پھرتے ہو تو پھر یقین کر لو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ تمہارے خودساختہ اصولوں کو نابود کر کے اپنا اصول سر بلند کرے گا جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات کو مذاق نہ بنائیں بلکہ تہہ دل سے انہیں اپنا لیں اور ایسے لوگوں سے دوستی نہ بڑھائیں جو سچے مسلمان نہیں اور نہ ہی کفار و اہل کتاب سے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ۝

(پ 6 مائدہ 58-57)

اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور جو کافر موجود ہیں ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور انہیں بھی دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا لیا ہے اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو اور جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو تو وہ اسے ہنسی اور کھیل بنا لیتے ہیں اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

تیسرا باب

اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں شانِ مومن

ایک انسان کا دوسرے انسانوں سے روزمرہ معاملات میں خندہ پیشانی سے پیش آنا اور اپنے زبان و فعل سے دوسروں کو اذیت سے بچانا اخلاق ہے' اسلام نے ہر مسلمان پر یہ ضروری قرار دیا ہے کہ زندگی میں جن لوگوں سے اس کا تعلق واسطہ پڑتا ہے وہ ان سے خوش اسلوبی سے پیش آئے اور اپنی طرف ہر قسم کے شر سے انہیں محفوظ رکھے۔

اگر پوری اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے یہ بات سامنے آ جاتی ہے کہ اسلام ہر فرد کو دوسرے افراد سے اخلاق سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے نیز اسلام کے ہر اصول سے مساوات کی صورت میں شانِ مومن کا پہلو روشن نظر آتا ہے چونکہ اسلام نے اپنے دائرہ کار مین انسانوں کی فضیلت کی درجہ بندی رنگ' نسل' وطن اور دولت و امارت کی بناء پر نہیں کی بلکہ اسلام نے انسانوں کے تفضّل کی درجہ بندی عقیدہ و ایمان نیکی' پرہیز گاری' خدمت خلق' اخلاق و اخلاص انفاق فی سبیل اللہ کی بناء پر کی ہے' جبکہ اسلام سے قبل دنیا کے ہر ملک میں ایمانی و اخلاقی اقدار کی وجہ سے انسانوں کے مقام کی تقسیم سرے سے موجود ہی نہ تھی' اس لئے اسلام نے اپنے پورے نظام میں مساوات کے پہلو کو اجاگر کیا' یعنی ایمان و عمل صالح میں' عبادات کی ادائیگی میں' نیکی کے عمل' عدل و انصاف' معاشیات میں مساوات کو پروان چڑھایا۔

چونکہ قانون اور عدل و انصاف سے بھی بعض حالات میں مساوات کا قیام مشکل

ہو جاتا ہے مثال کے طور پر اگر کسی ملک کے دس کروڑ افراد میں سے اکثریت لاقانونیت وظلم کے راستے پر پڑ جائیں تو قانون اتنے کثیر تعداد میں انسانوں کو مساوات کی راہ پر لانے میں ناکافی ہو جاتا ہے۔

اور دوسری اہم بات یہ بھی ہے کہ قانون سے کسی شخص سے بدلہ تو لیا جا سکتا ہے مگر اس کے قلب وضمیر کو بدلنا صرف قانون سے ناممکن ہے اس لئے اسلام نے قانون کے ساتھ ساتھ اخلاص اور آخرت میں اللہ کے حضور اپنے نامۂ اعمال کی بازپرس کا عقیدہ مسلمانوں کے قلب و وجدان میں شامل کیا ہے تاکہ وہ اس دنیا میں بھی ایک ایسی طاقت کے سامنے خشیت سے رہیں جو ہر حال میں ان کے ہر عمل کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور پھر قیامت کے روز وہ ذات ان سے اس کا حساب طلب کرے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تعلیمات کے ذریعے یہ عقیدہ مسلمانوں کے شامل حال کیا اور ان میں یہ شعور راسخ کیا کہ آخرت میں ان کے ہر عمل کے متعلق پوچھا جائے گا اس روز حقوق اللہ تو اللہ اپنی مرضی سے چاہے تو معاف فرما دے گا مگر لوگوں سے کی گئی بدسلوکی کو معاف نہیں کرے گا۔

1- قرآن کریم کے اخلاقی احکامات میں شانِ مومن:

اسلام کے علاوہ تمام ادیان میں اخلاق کو اس قدر اہمیت نہیں دی گئی جتنی کہ اسلام نے اخلاق کو دی ہے اسلام نے بداخلاق کو بدترین فرد قرار دیا ہے جبکہ اچھے اخلاق والے فرد کو بہترین کہا ہے اسلام نے اخلاق کی میزان میں ہی افراد کے مقام وتفضّل کا وزن کیا ہے اور مسلمانوں کو ہر حال میں اخلاق سے پیش آنے کا حکم دیا ہے چنانچہ قرآن میں اللہ کے خاص بندوں کی پہچان ہی حسن اخلاق سے کی گئی ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ۝
(پ 19 فرقان: 63)

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر بڑی عاجزی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل لوگ مخاطب ہوتے ہیں تو وہ ان کو سلام کہہ دیتے ہیں۔

Marfat.com

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ○ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ○

(پ21 لقمان19-18)

اور لوگوں سے بات چیت کرتے ہوئے چہرے کو ان کی طرف سے (تکبر) سے نہ پھیر اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل' بے شک اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے' خودنمائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا' اور اپنی چال میں اعتدال پسندی سے کام لے اور اپنی آواز کو پست رکھ بے شک سب آوازوں میں نازیبا آواز گدھے کی ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ عاجز و منکسر ہوتے ہیں اور لوگوں سے تکبر سے پیش نہیں آتے' بلکہ وہ لوگوں سے حسنِ اخلاق سے پیش آتے ہیں اس لئے انہیں حکم دیا کہ:

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○

(پ24 حم سجدہ:34)

برائی کو احسن طریقے سے درست کرو ایسا کرنے سے پتہ چلے گا کہ تیرے اور جس کے درمیان دشمنی تھی کہ وہ تمہارا قریبی دوست بن جائے گا۔

2- دوسرے افراد سے خندہ پیشانی سے پیش آنے کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں مسلمانوں کو یہ تاکید کی ہے کہ وہ لوگوں سے اخلاق سے پیش آئیں اور معاشرے میں نفرت کے بیج نہ بوئیں' لوگوں کو اپنی زبان سے اذیت نہ دیں اور اپنے کسی عمل سے لوگوں کے سکون کو برباد نہ کریں' کسی فرد کو بھی اس کی ذات سے متعلق طعنہ زنی سے اذیت نہ دیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ خود کو تو اعلیٰ تصور کرتے ہیں جو کہ تکبر کی علامت ہے اور اپنے مدمقابل مسلمانوں کو حقیر تصور کرتے ہیں اس کا علم ہمیں ذیل کی احادیث سے ہوتا ہے' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے:

قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَخِيْهِ ارْكَبْ اِلٰى هٰذَا الْوَادِى فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ فَرَجَعَ فَقَالَ رَاَيْتُهُ يَاْمُرُ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ

حضور کے مبعوث ہونے کی خبر سنی تو اپنے بھائی سے کہا کہ سوار ہو کر اسی وادی میں جاؤ اور اس شخص کی باتیں سنو، جب وہ واپس لوٹا تو اس نے کہا میں نے اسے اچھے اخلاق کا حکم دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

(بخاری جلد سوم کتاب الادب)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں اخلاق کو سرفہرست رکھا

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتُ وَاتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَالنَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو تم جہاں بھی ہو گناہ کے بعد نیکی کرو وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث 2053)

3- اچھی بات کہو یا خاموش رہو:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 1069)

ان احادیث میں حکم دیا گیا ہے کہ تم مسلمانوں سے اخلاق سے پیش آؤ اور اگر بداخلاقی کا اندیشہ ہو تو پھر خاموشی تمہارے لئے بہتر ہے۔

4- سکون پہنچاؤ اور نفرت نہ پھیلاؤ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

(بخاری جلد سوم کتاب الادب: 1057)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسانی کرو، لوگوں کو سکون و اطمینان پہنچاؤ نفرت نہ دلاؤ

اس فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر مسلمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے قول و فعل سے ایسا رویہ ظاہر نہ کرے جس سے دوسرے افرادِ معاشرہ کے قلوب میں نفرت و عداوت کے جذبات ابھر پڑیں کیونکہ جب کسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تو وہ فرد بھی دیکھنے والے کے بارے میں اسی قسم کے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔

5- لوگوں کو سکون پہنچا کر خوش کرنے کا حکم:

اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَمَّا بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا

(بخاری جلد سوم کتاب الادب ح 1056)

ابو بردہ کا بیان ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور حضرت معاذ بن جبل کو حاکم بنا کر بھیجا تو دونوں سے فرمایا: لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا سختی میں نہ ڈالنا' خوش کرنا' نفرت نہ دلانا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا۔

اس حدیث میں ممبرانِ حکومت کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اقتدار کے نشہ میں آ کر کہیں عام لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور نہ ہی ان کے لئے مشکلات پیدا کریں بلکہ وہ ایسا رویہ اپنائیں جس سے عوام میں سکون و مسرت کا ماحول پیدا ہو' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

اِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ

بے شک اللہ تعالیٰ نرمی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے

(بخاری جلد سوم کتاب الادب باب الرفق فی الامر کلہ 962)

عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الادب حدیث 1483)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور ہر کام میں مہربانی کرنے کو پسند کرتا ہے۔

ان احادیث میں اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ بذات خود مشفق و مہربان ہے اور وہ ہر اس فرد کو پسند فرماتا ہے جو اپنے معاملات میں مہربانی سے کام لیتا ہے اور لوگوں سے لطف و کرم کا معاملہ کرتا ہے پس جب وہ مہربان ہوگا تو کیسے دوسرے افراد کو ذات و نسل کی وجہ سے تنگ نظری سے دیکھے گا؟

6- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں شانِ مومن کا عملی اظہار:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقِ حسنہ کی عملی تعلیم کو امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا آپ سب سے زیادہ با اخلاق نرم خو تھے' آپ کی مہربانیوں سے کوئی بھی محروم نہ رہتا تھا' آپ انتہائی غصے میں بھی زبان سے نازیبا الفاظ ادا نہ کرتے تھے۔

جن سے کسی فرد مخاطب کی دل آزاری ہونے کا احتمال ہو جس کا ثبوت ہمیں اس حدیث سے ملتا ہے۔

عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَهٗ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهٗ لِمَ تَرَكْتَهٗ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ نے مجھے کبھی اف تک بھی نہیں کہا' کسی کام کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا' آنحضرت صلی

Marfat.com

مِنْ اَحْسَنَ النَّاسَ خُلُقًا وَّمَا مَسِسْتُ حَزًّا قَطُّ وَلاَ حَرِيْرًا وَّلاَ شَيْئًا كَانَ اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ شَمَمْتُ مِسْكًا قَطُّ وَلاَ عِطْرًا كَانَ اَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش خلق تھے، میں نے اون اور ریشم سے مخلوط اور محض ریشمی کپڑے کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا، میں نے مشک اور عطر کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارکہ سے زیادہ خوشبودار نہیں پایا۔

(ترمذی اول ابواب البر والصلة 2083)

دس برس کے طویل عرصے میں پیغمبرِ اسلام کا اس بچے کو اف تک نہ کہنا جو آپ کی خدمت پر مامور تھا اور کئی بار غفلت کا شکار ہو کر شکایت کا موقع فراہم کر چکا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنے طویل عرصے میں ایک بچے کی متعدد بار کی لاپرواہی پر اسے ملامت نہ کرنا احترامِ انسانیت کی ایک ایسی مثال ہے جو تا قیامت پوری انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدید غصے کے عالم میں بھی ایسے الفاظ ادا کرتے جس سے مدِمقابل کو ذہنی اذیت نہ ہوتی اس کا ثبوت ہمیں اس حدیث سے ملتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَّلاَ فَحَّاشًا وَّلاَ لَعَّانًا كَانَ يَقُوْلُ لِاَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب 968)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گالی دینے والے فحش گوئی کرنے والے اور لعنت بھیجنے والے نہ تھے، آپ ہم میں سے کسی کو غصے کے وقت صرف اتنا کہتے کہ اسے کیا ہوا، اس کی پیشانی خاک آلودہ۔

''اس کی پیشانی خاک آلودہ'' عربی میں ایسا کلمہ ہے اس میں بھی مدمقابل کے لئے محبت کے جذبات ہیں پنجابی میں اس کی مثال ہے اوئے کیہہ کرنا اے۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ آپ اس فرد کو معاف فرما دیتے جس نے آپ کو ذاتی طور پر کوئی تکلیف پہنچائی ہوتی تھی ہاں آپ اسلامی حدود کے نفاذ میں کسی قسم کی نرمی نہیں برتتے تھے۔

عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِیَّ یَقُوْلُ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَمْ یَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا صَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَعْفُوْ وَ یَصْفَحُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَّ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِیُّ اسْمُهٗ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ وَ یُقَالُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدٍ

حضرت ابوعبداللہ جدلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ مبارکہ کے بارے میں پوچھا تو ام المومنین نے فرمایا آپ نہ تو طبعاً فحش گو تھے نہ بتکلف فحش کہنے والے آپ بازاروں میں شور کرنے والے بھی نہ تھے اور آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف کر دیتے اور درگزر فرماتے

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ 2084)

7- دین اسلام میں اخلاق کی بناء پر آدمی کی قدر و قیمت:

اخلاق کے متعلق اسلام کا نظریہ انقلابی نوعیت کا ہے اسلام سے قبل اور حتیٰ کہ اب بھی غیر اسلامی ادیان میں رنگ ونسل کو برتری کا معیار مقرر کیا گیا ہے مگر اسلام نے اس کے بالکل برعکس نظریہ پیش کیا ہے اور فرمایا کہ انسان کی فضیلت کا انحصار اس کی ذات و نسل کی بجائے اس کے اخلاق و کردار پر ہے اسلام کی نگاہ میں وہ آدمی صاحبِ فضیلت ہے جس کا اخلاق عمدہ ہے جس کے معاملات دوسرے لوگوں سے بہتر ہیں اس لئے اسلام نے اخلاق کو فضیلت کا پیمانہ اور نیکی و عبادت قرار دیا ہے' اس لئے اسلام کے نزدیک سب سے بہتر وہ مسلمان ہے جس کا اخلاق بہتر ہے۔

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَ یُحَدِّثُنَا اِذْ

مسروق کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَاِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ خِيَارَكُمْ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 972)

خدمت میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے ہم سے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو اور فحش گوئی کے قریب پھٹکنے والے نہ تھے اور حضور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

اسلام کے نزدیک حسن خلق ایسی عبادت ہے جس کے ذریعے سے بندہ اللہ کا مقرب بن جاتا ہے اور اخلاق حسنہ سے وہ دائمی قیام اللیل اور روزے رکھنے والے کے درجہ کو پالیتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ

(ابوداؤد سوم کتاب الادب: 1371)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن حسن اخلاق کے ذریعے دن کو روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (ترمذی)

مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

8- بڑا نیکی کا عمل:

اَحَبُّ عِبَادِ اللهِ اَحْسَنُهُمْ اَخْلَاقًا اللہ کے بندوں میں اللہ کا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ (طبرانی)

یعنی اخلاقِ حسنہ ایک بہت بڑا نیکی کا کام ہے جس کے ذریعے ہر مرد اللہ کا محبوب اور پسندیدہ بندہ بن سکتا ہے اور یہ موقع ہر مسلمان کے لئے موجود ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ قَالَ تَقْوَی اللّٰهِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ اَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ قَالَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ

(ترمذی اول ابواب البر والصلة: 2072)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سے اعمال ہیں جو لوگوں کو بکثرت جنت میں لے جائیں گے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا خوف (تقویٰ) اور اچھے اخلاق ان چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا جو زیادہ لوگوں کو جہنم میں لے جانے کا باعث ہیں تو فرمایا: منہ (زبان) اور شرمگاہ۔

اسلام کے نزدیک حُسنِ خلق ایک نیکی ہے جبکہ بداخلاقی بہت بڑا جرم ہے خاص کر وہ بداخلاقی جس کے ذریعے سے لوگوں کو ذات، رنگ، غربت، یا کسی بھی حیثیت سے طعنہ دیکر ذہنی و جسمانی اذیت میں مبتلا کیا جائے اس لئے مذکورہ بالا حدیث میں اس بات کی وضاحت کردی گئی ہے کہ بداخلاقی کی بناء پر بکثرت لوگ جہنم میں جائیں گے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَاِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَیَبْلُغَ بِهٖ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ

(ترمذی اول ابواب البر والصلة: 2071)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو چیزیں میزان میں رکھی جائیں گی ان میں اچھے اخلاق سب سے زیادہ بھاری ہوں گے، بے شک خوش اخلاق آدمی اچھے اخلاق کے ذریعے روزہ دار اور نمازی کا درجہ پالیتا ہے۔

عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ حسن اخلاق سے بڑھ کر

فِی الْمِیْزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ — میزان میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوگی

(ابوداؤد سوم کتاب الادب ح 1372)

یعنی حسنِ خلق ایک ایسا صالح عمل ہے کہ جس کا وزن قیامت کے روز میزانِ عمل میں سب سے زیادہ ہوگا گویا لوگوں سے خوش روی سے پیش آنا بہت بڑا ثواب کا کام ہے اخلاق کو یہ بلندی صرف اسلام میں ہی حاصل ہے اور طے شدہ بات ہے کوئی فرد دوسرے فرد کو ذات، رنگ، غربت کی بناء پر طعنہ دے کر رنجیدہ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل بہت بڑی بداخلاقی ہوتا ہے وہ بااخلاق نہیں ہے اس لئے وہ اس حدیث کا مصداق نہیں ہے۔

9- بااخلاق افراد کے لئے جنت میں محلات:

اسلام کی تعلیمات کے مطابق ایسے افراد کو جنت میں بہت بلند درجات عطا کئے جائیں گے جنہوں نے دنیا میں کسی کو ذہنی و جسمانی اذیت نہ دی ہوگی بلکہ لوگوں سے مسکراہٹ کے ساتھ ملے ہوں گے اور اپنے حسنِ عمل سے لوگوں کو سکون پہنچایا ہوگا، جس کا ثبوت اس حدیث سے ملتا ہے:

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ غُرَفًا ظُھُوْرُھَا مِنْ بُطُوْنِھَا وَبُطُوْنُھَا مِنْ ظُھُوْرِھَا فَقَامَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ لِمَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث 2050)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بالاخانے ہیں جن کے بیرونی حصے اندر سے اور اندر کے حصے باہر سے نظر آتے ہوں گے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس کے لئے ہوں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزہ رکھے، اور رات کو نماز ادا کرے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

Marfat.com

کیونکہ روزہ ونماز، حج زکوٰۃ سے بھی انسان کا دل نرم ہوتا ہے اور اس میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے ہر عمل میں ایسا رویہ اختیار کرتا ہے جس سے اسے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی اس کے کسی شر کا خطرہ نہیں رہتا۔

10- با اخلاق ہی اعلیٰ ذات ہیں:

اسلام نے اخلاق کے متعلق ایک جدید نظریہ یہ بھی پیش کیا ہے کہ انسان کی عظمت کا دارومدار اس کی ذات، رنگ، نسل، وطن پر نہیں ہے بلکہ اسلام کے مطابق ہر وہ فرد عالی نسب ہے جس کا اخلاق عمدہ ہے، جو ظالم ومتکبر نہیں بلکہ اللہ کا عاجز بندہ بن کر رہتا ہے اور لوگوں کو اپنے حسنِ عمل سے سکھ دیتا ہے اور خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَسَبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اخلاق عمدہ ہوں تو اس سے بڑھ کر کوئی حسب ونسب نہیں۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد باب الورع والتقویٰ حدیث 2021)

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ اللہ اس فرد کا درجہ بلند کر دیتا ہے جو اللہ کے لئے عاجز رہتا ہے لہٰذا اس کے عمل سے اللہ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، بندے کے معاف کرنے سے اللہ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص بھی اللہ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔

(شرح مسلم ج 7 کتاب البر والصلۃ حدیث 6468)

11- با اخلاق جنت میں اور بیہودہ گو جہنم میں:

اسی طرح جو فرد ہر معاملے میں لڑائی کے پہلو سے دور رہتا ہے اور اپنے ہر معاملے کو لڑائی کے بغیر حسنِ اخلاق سے سلجھانے کی کوشش کرتا ہے اسے جنت میں اعلیٰ درجہ عطا

Marfat.com

کیا جائے گا، مگر پورے قرآن و حدیث میں ایک بھی ایسا قول نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آخرت میں رنگ ونسل کی بناء پر اعلیٰ درجہ حاصل ہوگا جس کی بنیاد تکبر و عصبیت پر ہو، آیئے احادیث پڑھیں:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِیْ رَبْضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَآءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا وَ بِبَيْتٍ فِیْ وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكِذْبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا بِبَيْتٍ فِیْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهٗ

(ابوداؤد جلد سوم حدیث 1373 ادب)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جھگڑنا چھوڑ دے میں اس کے لئے جنت کے اندر ایک مکان کا ضامن ہوں، اگرچہ حق پر ہو اور اس کے لئے جنت کے درمیان میں مکان کا جو جھوٹ کو ترک کر دے، خواہ وہ ہنسی مذاق میں ہی کہتا ہو اور جنت کے اعلیٰ درجے میں اس کے لئے جو اچھا اخلاق پیش کرے۔

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَالْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ

(ابوداؤد سوم کتاب الادب 1374)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیہودہ بکنے والا اور حرام کے مال سے پلنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، راوی کا بیان ہے کہ الجواظ بدکلامی کرنے والے کو کہتے ہیں۔

12- اخلاق بہترین عبادت ہے:

اسلام کے نزدیک اخلاق ایک بہت بڑی عبادت و نیکی کا عمل ہے جبکہ ہر گناہ ناپسندیدہ عمل ہے جو انسان کے دل میں کھٹکا پیدا کرے یعنی باخلاق نیک و محسن ہے جبکہ بداخلاق برا آدمی ہے چاہے اس کا تعلق کسی بھی خاندان سے ہو وہ اپنی بداخلاقی کی بناء پر ذلیل ہے اس موضوع پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پاک دیکھیں:

Marfat.com

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالْاِثْمُ فِیْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسِ

نیکی اچھا خلق ہے اور گناہ وہ چیز ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم یہ ناپسند کرو کہ لوگ اس سے مطلع ہوں۔

(شرح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب: 6394)

اسلام نے مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کا حکم دیا ہے یعنی یہ نہ کرو کہ ان کے معاملات میں دخل اندازی کرتے پھرو ذرا ذرا سے معاملات پر ان کے بارے میں برے خیالات کو اپنے ذہن میں نہ بٹھاؤ اور نہ ہی ان کی کسی ذاتی سرگرمی میں دخل اندازی کرو نہ ان سے ان کی ذات ونسب کی بناء پر بدگمانی کرو جس کی اجازت تمہیں اللہ ورسول نے نہیں دی بلکہ تم ان کے بارے میں عمومی طور پر حسنِ ظن رکھو یاد رکھو یہ بھی ایک عبادت کا حصہ ہے کیونکہ جب تم بدگمانی کرو گے تو ممکن ہے اس کی بنا پر تم غیبت و حسد کا ارتکاب کرو اور پھر عملاً ان کے معاملات میں دخل اندازی کے ذریعے سے کوئی برا فعل سرزد کر بیٹھو۔ اس لئے اس سے یوں روکا گیا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے متعلق حسنِ ظن رکھنا بہترین عبادت کا ایک حصہ ہے۔

(ابوداؤد جلد سوم کتاب الادب حدیث: 1557)

13- مومن بداخلاقی نہ کرے

اسلام کے مطابق مومن کامل کی یہ نشانی ہے کہ وہ بداخلاق نہیں ہوتا وہ لوگوں کو لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا' یہ بات قابل غور ہے کہ لعن طعن صرف اور صرف کسی چیز کی کمی یا کسی فرد میں کسی خامی پر کی جاتی ہے جہاں تک جسمانی خامی کا تعلق ہے یا کسی خاص ذات میں پیدا ہونے کا تعلق ہے اس میں انسان محض بے بس ہے اسی طرح حسن و

جمال دولت کے متعلق بھی انسان بے بس ہی ہے اس لئے مسلمان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو ایسے معاملات میں ملعون نہ کہے جس میں وہ اختیار نہیں رکھتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلاَ اللَّعَّانِ وَلاَ الْفَاحِشِ وَلاَالْبَذِئِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت طعن کرنے والا' بہت لعنت کرنے والا' بے حیاء اور بیہودہ بکنے والا (کامل) مومن نہیں ہوسکتا۔

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث 2043)

اس لئے فرمایا گیا کہ مومن کی شان نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

14- دوسروں پر لعن طعن نہ کرو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِن لَعَّانًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

(ترمذی اول ابواب البر الصلۃ 2087)

تم کسی کو خواہ مخواہ ملعون نہ کہو اگر وہ ملعون نہ ہوگا تو تم خود ملعون ہو جاؤ گے۔

عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلاَعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلاَ بِغَضَبِهٖ وَلاَ بِالنَّارِ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت' غضب اور دوزخ کی پھٹکار نہ بھیجو۔

(اندرن اول البر والصلۃ 2042)

چونکہ لعنت کرنے سے آپس میں تعلق ٹوٹتا ہے اس لئے اہل اسلام کو حکم دیا گیا کہ وہ آپس میں اچھے تعلقات کو فروغ دیں۔

15- رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا رحم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

ابو صالح نے حضرت ابوھریرہ رضی

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّحِمَ شِجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث:926)

اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک مہربانی ایک ایسی شاخ ہے جو رحمٰن سے ملی ہوئی ہے پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تجھ سے ملے گا میں اس سے ملوں گا اور جو تجھ سے تعلقات توڑے گا میں اس سے قطع تعلق کرلونگا۔

یعنی تم آپس میں جذبہ رحم کو فروغ دو کسی پر لعنت نہ بھیجو کیونکہ لعنت کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے دور گویا کسی پر لعنت بھیجنے والا' بدگمانی' حسد اور بغض اور بددعا کرتا ہے جو کہ کسی سچے مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔

16-بداخلاقی کی بناء پر بدترین لوگ

اسلام کے نزدیک وہ لوگ بدترین ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے گرے ہوئے ہیں جو یا تو گفتگو بڑی گندی کرتے ہیں' مسلمانوں کو اپنی گفتگو سے اذیت دیتے ہیں یا اپنی دولت و امارت کی بنا پر انسان کو انسان ہی نہیں سمجھتے اور اپنے ماتحتوں سے حسنِ سلوک سے پیش نہیں آتے جبکہ وہ گمنام لوگ اللہ کے نزدیک مقرب ہیں جو بااخلاق ہوں۔

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبِ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَاعِفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اِنْ كَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اِمَاءِ اَهْلِ

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بتا دوں کہ جنتی کون ہیں؟ ہر وہ کمزور اور گمنام آدمی کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اسے سچا کردے' کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ جہنمی کون ہیں؟ ہر اکھڑ' بداخلاق اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا حمید الطّویل کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

Marfat.com

الْمَدِيْنَةِ لَتَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَائَتْ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 1008)

نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ کی لونڈیوں میں سے اگر کوئی لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پکڑ کر کہیں لے جانا چاہتی تو لے جا سکتی تھی۔

حدیث میں ایسے افراد کو رذیل ترین افراد کہا گیا ہے جو اکھڑ اور بداخلاق ہوں ایسے بدصفت لوگوں کی بدزبانی اور شر سے بچنے کے لئے دوسرے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اور ان کی مار دھاڑ سے محفوظ رہنے کے لئے ان سے دور رہتے ہیں اسی لئے فرمایا:

عَنْ عَآئِشَةَ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَتْ فَقَالَ تُعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَآئِشَةَ اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ الَّذِيْ يَكْرِمُوْنَ اتِّقَآءَ اَلْسِنَتِهِمْ

مجاہد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ واقعہ کو روایت کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! بیشک وہ برے آدمی ہیں جن کی بدزبانی سے بچنے کی خاطر لوگ ان کی عزت کریں۔

(ابوداؤد سوم کتاب الادب 1365)

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگ دولت وقوت کے حامل ہو سکتے ہیں کہ جن کا مقابلہ عام مسلمان کرنے کی حالت میں نہیں ہوتے لہٰذا وہ یہی طریقہ اختیار کرتے ہیں اور ان سے نقصان کے اندیشے سے اعراض کرتے ہیں اور ان کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔

وَقَدْ قُلْتُ لَهٗ مَا قُلْتَ قَالَ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ وَدَعَهُ اَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ لِاِتِّقَآءِ فُحْشِهٖ

حالانکہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ قیامت کے روز لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب سے برا آدمی ہے جس کو اس کی بدزبانی کے باعث لوگ

ترک کر دیں۔ (ابوداؤد سوم کتاب الادب 1364)

معلوم ہوا برا آدمی وہ نہیں جنہیں لوگ ادنیٰ ذات کہیں بلکہ اسلام کے مطابق تو کوئی مسلمان بھی ادنیٰ ذات نہیں ہے بلکہ سب قابلِ عزت ہیں ہاں برا وہ ہے جس کی بدزبانی اور برائی سے بچنے کی خاطر لوگ اس سے کنارہ کش ہو جائیں اس کا راستہ چھوڑ دیں اس کا محلّہ وگلی ترک کر دیں اور اس کے شر سے بچنے کے لئے کسی پرسکون گوشے میں چلے جائیں۔

اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ مَنْ تَرَكَهُ اَوْ دَعَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءِ فُحْشِهٖ (بخاری سوم کتاب الادب حدیث 1663)

اللہ کے نزدیک سب سے برا آدمی وہ ہے جس کی بے حیائیوں کے باعث لوگ اسے چھوڑ دیں یا اس سے کنارا کش ہو جائیں۔

پس یہ احادیث ایسے لوگوں کیلئے گراں قدر سرمایہ ہیں جنہیں لوگوں کی طرف سے خاندانی ونسبی وجہ سے حقارت آمیز نگاہوں کا سامنا ہو یہ ارشادات ان کی عزتِ نفس محفوظ کرتے ہیں اور ان سے ہر قسم کی رذالت کو دور کر کے قوت اعتماد عطا کر رہے ہیں۔

17- بداخلاقی کی بناء پر قابلِ نفرت افراد

اسلام کی نظر میں جو لوگ بدترین اور شریر ہیں وہ اپنی ذات، رنگ ونسل کی بناء پر برے لوگ نہیں بلکہ اپنے تکبر، ظلم، بے جا فخر کرنے اور لوگوں کو ذہنی و جسمانی اذیت پہنچانے کی وجہ سے ذلیل ترین ہیں، اسلام نے اس نظریے پر ضرب کاری لگائی ہے کہ افراد ذات ونسب کی بناء پر برے ہوتے ہیں اسلام نے اس نظریے کو فرسودہ اور باطل قرار دیا ہے اور واضح طور پر فرما دیا کہ قابل نفرت وہ ہے جو زبان درازی کرنے والا متکبر ہے اور لوگوں پر فخر کرنے والے ہیں جبکہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بااخلاق ہر لحاظ سے معزز ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

اِلَیَّ وَاَقْرَبِکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَحَاسِنکُمْ اَخلَاقًا وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدِکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالْمُتَشَرِّقُوْنَ وَالْمُتَفِیْهِقُوْنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارِیْنَ وَالْمُتَشَدِّقِیْنَ فَمَا الْمُتَفَیْهِقُوْنَ قَالَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ اَلثَّرْثَا رُهُوَ کَثِیْرُ الْکَلَامَ وَالْمُتَشَدِّقُ هُوَ الَّذِیْ یَتَطَاوَلُ عَلَی النَّاسِ فِی الْکَلَامِ وَ یَبْذُوْا عَلَیْهِمْ

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ 2082)

فرمایا میرے نزدیک تم میں سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ خوش اخلاق ہیں اور میرے نزدیک تم میں سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور ہونے والے وہ لوگ ہیں جو بہت بولنے والے' لوگوں سے زبان درازی کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! بہت باتونی اور زبان دراز کا تو ہمیں علم ہے ''متفیهقون'' چھلکنے والے کون ہیں؟ فرمایا تکبر کرنیوالے اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مذکور ہے یہ حدیث حسن اس طریق سے غریب ہے ''الثرثار'' بہت کلام کرنیوالا ''متشدق'' گفتگو کے ذریعے لوگوں پر فخر کرنیوالا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں اس شخص کو اپنے قرب کی خوش خبری دی ہے جس کا اخلاق عمدہ ہو' اس کا کردار شفاف ہو' چاہے اس کا تعلق کسی بھی خاندان یا علاقے سے ہو' دراصل یہ ارشاد مسلمانوں کو اللہ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قُرب کو پانے کے لئے ایک نئے معیار ''اخلاق'' اپنانے کی ترغیب دے رہا ہے جس سے ان کی شان میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔

18- اخلاق میں دوغلے پن کی مذمت

اسلام نے ایسے شخص کو دوغلا قرار دیا ہے جو قلب وضمیر کے لحاظ سے تو بااخلاق

Marfat.com

نہیں ہوتا مگر زبان کی چرب بیانی سے خود کو بااخلاق ظاہر کرتا ہے ایک فرد کے سامنے کچھ بات کرتا ہے اور دوسرے کے سامنے کچھ اور لہٰذا یہ آدمی بدترین ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَالْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یَأْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم ان تمام لوگوں کو بدترین دیکھو گے جو ایک منہ پر کچھ کہتا ہے اور دوسرے منہ پر کوئی اور۔

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 995)

یعنی وہ ایک آدمی کو اس کی موجودگی میں بہت اچھا کہتا ہے مگر اس کی غیر موجودگی میں برا کہتا ہے ایسا شخص نہ تو اپنی قدر کرتا ہے اور نہ کسی دوسرے فرد کی۔

19- خوشامد کی ممانعت

اس طرح وہ شخص بھی قابلِ اعتناء ہے جو لوگوں کی بے جاء خوشامد کرتا ہے اور اپنے مقام و مرتبہ کو گرادیتا ہے جبکہ اپنے مخاطب کو بڑھاتا ہے اور اپنی عزتِ نفس کی پاسداری نہیں کرتا ایسا شخص معاشرے میں اپنے عمل سے بگاڑ کا باعث بنتا ہے اور لوگوں کی بے جا آہ و بکت کر کے ان میں یہ احساس پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بڑے معزز بن چکے ہیں اور تمام لوگوں کو ان کی عزت کرنی چاہیئے اور پھر وہ تکبر کرنے لگتے ہیں جو کہ اللہ کو بہت ہی ناپسند ہے اس لئے ایسے شخص کو اس فعل سے روک دیا گیا ہے۔

جب تم خوشامد کرنے والے کو پاؤ تو ان کے منہ پر مٹی ڈال دینا۔(1)

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دوسرے آدمی کی تعریف کی تو آپ نے اس سے تین مرتبہ فرمایا تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔(2)

(حوالہ 1 تا 2 ابوداؤد کتاب الادب حدیث 78-1377)

20- غصے کے وقت دوسروں کی عزتِ نفس کا خیال رکھو

اسلام نے تمام مسلمانوں کو سختی سے ہر قسم کی بداخلاقی سے روک دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ کسی بھی شخص کو اپنی زبان و ہاتھ سے اذیت نہ دیں وہ لوگوں کو طعنہ زنی سے

Marfat.com

اذیت نہ دیں وہ کسی کو گالی غلوت نہ بکیں اور نہ ہی عملاً ہاتھ سے تکلیف پہنچائیں کیونکہ ایسا کرنا مسلمان کی شان نہیں ہے بلکہ بداخلاقی ہے ان احادیث میں اس سے منع کر دیا گیا۔

عَنْ اَنَسِ الْجُهْنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنَفِّذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَآءَ هٗ

(ترمذی اول ابوباب البر والصلۃ 2089)

انس جھنی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غصہ پی لے حالانکہ وہ اس کے نفاذ پر قادر ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلوان وہ آدمی نہیں جو لوگوں کو بچھاڑ دے پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت خود کو قابو میں کرے۔

(شرح مسلم ح کتاب البر والصلۃ حدیث 6519)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا وَّلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ لَعَلِّيْ اَعِيْهُ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا تَغْضَبْ

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث 2088)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے کچھ سکھایئے لیکن زیادہ نہ ہوتا کہ میں یاد رکھ سکوں آپ نے فرمایا غصہ نہ کھانا آپ نے یہ بات چند مرتبہ دہرائی کہ غصہ نہ کھانا۔

21- مسلمان کو گالی دینا گناہ اور قتل کرنا کفر ہے:

مسلمان کو گالی دینا گناہ کا کام ہے اور اسے قتل کرنا صریح کفر ہے یعنی ہر وہ عمل جس سے کسی مسلمان کو دکھ پہنچتا ہو وہ گناہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّ قِتَالُہٗ کُفْرٌ

روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث 2049)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندوں کے علاوہ وصال شدہ افراد کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا ہے:

قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِیْرَۃَ بْنَ شُعْبَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّو الْاَمْوَاتِ فَتُؤْذُو الْاَحْیَآءَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو گالی نہ دو اس طرح زندوں کو ایذاء پہنچاؤ گے

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث 2048)

22- مسلمانوں کو اذیت دینے والا مومن نہیں:

اسلام نے زبان و فعل کی عملی بداخلاقی سے منع فرما دیا ہے۔

کیونکہ ایسا فردِ اسلامی برادری سے نہیں ہوسکتا جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے لوگ محفوظ نہ ہوں۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اٰمِنَہُ النَّاسُ عَلٰی دِمَآءِ ھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ

(نسائی جلد سوم کتاب الایمان والشرائع باب صفۃ المومن ص 368)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے دوسرے مسلمانوں کے جان اور مال امن میں رہیں۔

مزید براں مسلمانوں کو کینہ، بغض، حسد سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ لوگوں کے اعمال ہر ہفتہ میں دوبار پیش کیے جاتے ہیں پیر اور جمعرات کو اور ہر مسلمان کی مغفرت کر دی جاتی ہے بجز اس بندے کے جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو اور کہا جاتا ہے کہ اسے چھوڑ دو حتیٰ کہ یہ دوبارہ کینہ کو ترک کر دے۔

(شرح مسلم ح کتاب البر والصلۃ حدیث 6424)

23- اہل ایمان کو ڈرانے والا مومن نہیں:

مسلمان کو مذاق میں بھی کسی ہتھیار وغیرہ سے ڈرانے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ان میں سے ایک آدمی سو گیا کوئی آدمی ان کی رسی کے پاس گیا اسے پکڑنے لگا تو وہ ڈر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُرَوِّعَ مُسْلِمًا ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے (ابوداؤد جلد سوم کتاب الادب حدیث 1569)

یعنی ہنسی مذاق میں بھی کسی فرد کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے یا دھمکائے یا اسے ذہنی وجسمانی اذیت دے۔

مزید فرمایا کہ ایسا شخص مسلمان ہی نہیں ہے جس نے ہم مسلمانوں پر اپنا ہتھیار اٹھایا۔

مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

(ابن ماجہ ابواب الحدود باب من شھر السلاح حدیث 350)

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

24- اہل ایمان پر ہتھیار اٹھانے والا جہنم میں گرے

نہ صرف اسلام نے بداخلاقی سے مسلمانوں کو روکا ہے بلکہ انہیں ہاتھ وقوت سے ہونے والی تمام بداخلاقیوں سے منع کیا ہے اور سختی سے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی قوت واقتدار سے دوسرے مسلمان کو ناحق تنگ کرے خواہ یہ اذیت دینا ہاتھ سے ہو یا ہتھیار سے ہو اس سے تمام مسلمانوں کو روک دیا گیا

Marfat.com

ہے۔

حضرت ابوموسیٰ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص ہماری مسجد یا بازار میں جائے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہو تو وہ اس کے پیکان کو ہاتھ سے پکڑے تا کہ کسی مسلمان کو کوئی چیز چبھ نہ جائے۔(1)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس اشارہ کو ترک کر دے خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔(2)

نیز فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے تم میں سے کوئی شخص نہیں جانتا کہ مبادا شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار چھین کر کسی کو لگا دے اور وہ جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔(3)

(1 تا 3 بحوالہ شرح مسلم ج کتاب البر والصلۃ: 44-6541)

پس مذکورہ بالا آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ اخلاق ہی وہ عمل ہے جس سے انسان ادنیٰ یا اعلیٰ بنتا ہے جو بااخلاق ہے وہ اعلیٰ و افضل ہے اور جو بداخلاق ہے وہ رذیل ہے آخرت میں بھی اخلاق ایک بھاری عمل ثابت ہو گا اخلاق کی بناء پر لوگ بکثرت جنت میں جائیں گے جبکہ بداخلاقی کی بناء پر جہنم میں۔ اسلام کا نظریہ اخلاقِ حسنہ ایک طرف تو مسلمانوں کو دوسروں کی عزتِ نفس مجروح کرنے سے روکتا ہے' انہیں دوسروں افراد کو ان کی ذات' نسل' رنگ' غربت کا طعنہ دے کا احساسِ کمتری پیدا کرنے سے روکتا ہے کیونکہ اس سے ان مسلمانوں کا استحصال ہوتا ہے معاشرے میں ذلت سے واسطہ پڑتا ہے ان کا ذہنی و جسمانی سکون بربادِ ہوتا ہے اس لئے اس عمل کو روک دیا گیا جبکہ انہیں یہ عملی نظریہ دیا گیا کہ بہترین مسلمان وہ ہے جو دوسروں سے اخلاق سے پیش آئے کیونکہ بااخلاق انسان سے لوگوں کو اذیت حاصل نہیں ہوتی بلکہ سکون و حوصلہ افزائی کا پیام ملتا ہے۔ اب لئے عمدہ اخلاق شانِ مومن کا عملی پہلو ہے اور خود اعتمادی اور عزتِ نفس کا مرکز ہے۔

Marfat.com

25- خُلقِ حسنہ سے معاشرے میں فضائے امن وسکون کا قیام

خُلقِ حسنہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ لوگوں سے انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آئے اور اپنی زبان و ہاتھ اور رویے سے معاشرے کے دوسرے افراد کو ناحق دکھ نہ دے ان کے معمولی معاملات سے درگزر کرے اگر کوئی دل توڑنے والی بات کرے تو یہ دل موہ لینے والی گفتگو کرے اگر کوئی ترش روئی سے پیش آئے تو اس کا جواب میٹھے بول سے دے، بڑوں کا احترام کرے اور چھوٹوں پر دستِ شفقت رکھے اور ان کی غلطیوں کو نظر انداز کر کے بطریقِ احسن اصلاح کرے، الغرض گالی گلوچ، لڑائی، جھگڑا و فساد کو ترک کر کے خوئے کریمانہ کا مظاہرہ کرے۔

اخلاق حسنہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ فردِ مسلمان اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق اپنی ذات کو ڈھال لے اور جس طرح معاشرتی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے کو اپنے اخلاقِ حسنہ کی مہک سے معطر کر دیا اور لوگوں کی طرف سے ذاتی زیادتیوں سے نظر انداز کیا زمانہ، جنگ وامن میں اپنے مخالفین سے ایسا بہتر سلوک کیا کہ وہ بھی آپ کی عظمت کے قائل ہو گئے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا ہی اثر تھا، کہ کفارِ مکہ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے پناہ اذیتیں دی تھیں حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر اس خلق عظیم سے متصف ہستی نے فتح مکہ کے موقع پر تمام خونخوار دشمنوں کو جب یہ مژدہ سنایا کہ آج تم سے کوئی مواخذہ نہ کیا جائے گا تو اس کا اثر یہ ہوا کہ تمام اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وشریعت پر مر مٹنے کے لئے تیار ہو گئے عکرمہ بن ابوجہل اور ہندہ زوجہ ابوسفیان کا مسلمان ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی رفعتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آج دور جدید میں معاشی و معاشرتی مسائل نے لوگوں کو آگ بگولہ کر دیا ہے معمولی بات پر ایک کلمہ توحید پڑھنے والا دوسرے کلمہ گو کی زندگی کے چراغ کو گل کرنے

کیلئے تیار ہو جاتا ہے ذرا سے ترش رویے پر مدمقابل کی فحش گالیوں اور مار دھاڑ سے تواضع کرنے پر فخر کیا جاتا ہے کسی کی تذلیل کر کے دلی سکون محسوس کرنا انتہائی افسوناک المیہ ہے' مال و زر کی حرص و ہوس سے اندھا ہو کر نہتے افراد معاشرے پر ظلم ڈھانا عام ہوتا جا رہا ہے چھوٹے چھوٹے معاملات پر طاقت واقتدار کے بل بوتے پر کمزوروں پر مشقِ ستم ڈھانا معاشرتی ابتری کی دلیل ہے۔

معاشرے کو اخوت و بھائی چارے اور امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لئے اخلاق حسنہ کی ضرورت ہے اخلاق حسنہ کی فضا قائم کر کے ہم معاشرے کو جنت نظیر بنا سکتے ہیں اور اپنے بدترین دشمن کے دل کو جیت سکتے ہیں غور کیجئے اسلام نے ہمیں کتنے احسن پیرائے میں اخلاق حسنہ اپنانے کا حکم دیا اور فرمان الٰہی ہے کہ:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ اور لوگوں سے بات چیت کرتے ہوئے چہرے کو ان کی طرف سے (تکبر) سے نہ پھیرو اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل' بے شک اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے' خودنمائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی چال میں اعتدال پسندی سے کام لے اور اپنی آواز کو پست رکھ بے شک سب آوازوں میں نازیبا آواز گدھے کی ہے۔

(لقمان:18 تا 19)

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ
برائی کو احسن طریقے سے درست کرو ایسا کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ تیرے اور جس کے درمیان دشمنی تھی کہ وہ تمہارا قریبی دوست بن جائے گا (حم سجدہ:34)

Marfat.com

پانچواں باب

اللہ تعالیٰ کیلئے محبت میں شانِ مومن

محبت ایک جذبہ ہے جس کے تحت ایک فرد دوسرے افراد کی کسی خوبی یا کسی قدر مشترک کی بنا پر قدر کرتا ہے اور وہ اپنے مطلوبہ افراد کی مجلس میں خاص قسم کا سکون محسوس کرتا ہے محبت کی ضد نفرت ہے کسی سے نفرت کا سبب بھی کوئی اس کا خاص نقص ہی ہوتا ہے دنیا میں لوگوں نے آپس میں مشترک مادی اغراض، رنگ، نسل وطنیت کی بناء پر محبت کو مخصوص کر لیا ہے جبکہ اپنے مخالفین کے لئے نفرت کی دیواریں قائم کر لی ہیں، محبت و نفرت کی ان حد بندیوں نے کروڑوں کی تعداد میں انسانوں کو تہس نہس کر دیا ہے اور ممکن ہے یہ خود ساختہ امتیازات کی بناء پر نفرت موجودہ جدید تہذیب و تمدن سمیت اربوں انسانوں کو آنِ واحد میں ملیا میلٹ کر دے۔

انسانی تاریخ گواہ ہے مادیت و نسل پرستی اور خود ساختہ مذاہب کے سبب انسانوں کے گٹھ جوڑ نے انہیں زیادہ دیر تک آپس متحد نہ رکھا اور انہوں نے آپس میں یا دیگر اقوام سے کشت و خون کر کے لاکھوں انسانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا دنیاوی لوازمات میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو ابنِ آدم کو اکٹھا رکھ سکے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوازمات جلد ہی انسان کو ذاتیات تک محدود کر دیتے ہیں، چشم عالم نے شاید ہی ایسا کوئی منظر دیکھا ہو کہ جب مادی لوازمات کی بناء پر متضاد خیالات رکھنے والے یا دو دشمن آپس میں شیر و شکر ہو گئے ہوں اور آپس میں بھائیوں کی طرح امن و صلح جوئی سے رہنے لگے ہوں اگر ایسا

Marfat.com

ممکن ہوتا تو اہلِ عرب ہم نسل غلاموں کو جانوروں سے بدتر نہ بناتے اور پاپائے روم اپنے خلاف لاکھوں لب کشائی کرنے والوں کو تختہ دار پر نہ لٹکاتا' اہلِ ایران اپنے سوا دوسری اقوام کی بے قدری نہ کرتے اور امریکن ریڈانڈین کو کتے نہ کہتے اور ہندوستان کے برہمن زدہ لوگ کل آبادی کے تیسرے حصے کو ہم مذہب ہونے کے باوجود کیڑے مکوڑوں کی طرح نجس وا چھوت کا نام نہ دیتے دورِ جدید میں بھی ان کے مندر اور بستیاں الگ نہ ہوتیں۔

آخر وہ کون سی محبت کی فضا ہے جو ان تمام مسائل کا تدارک بھی کرے اور اس محبت میں اتنی تاثیر اور قوت بھی ہو کہ وہ مقتول سردار باپ کے بیٹے عکرمہ بن ابوجہل کو بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خدائے واحد کے حضور سجدہ ریز کردے اور وہ محبت اتنی اخوت آمیز ہو کہ جس نے غلام زادے صُہیبؓ رومی کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے معاشرتی و قانونی حقوق عطا کر دیئے اور جس محبت کی شیرینی نے یثرب کے دو قبائل کو برسوں پرانی جنگوں کو ترک کر کے ایک دوسرے کے غمخوار بنا دیا' اسی محبت کی چاشنی نے ہندوستان کے چار ہزار سال سے بتوں کے پجاریوں کو صوفیاءِ کرام کے ذریعے خدائے واحد کے پرستار بنا دیا اسی محبت کے فیضان نے لاکھوں مسلمانوں کی قاتل اور بغداد کو تباہ کرنے والی ملتِ چنگیزی کو ایک اللہ کے فقیر کی نگاہ کے تیر نے از سرِنو پاسبانِ حرم بنا دیا بقول شاعر مشرق ہے:

عیاں شورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسبان مل گئے حرم کو صنم خانے سے

اے دوست: وہ محبت سخت کڑوے دل کے سمندر کو شہد سے بھی شیریں کر دیتی ہے وہ محبت مخلوق کی خالق سے محبت ہے' وہ عبد کی معبود سے مودت ہے وہ انسان کی اپنے مالکِ حقیقی سے انتہائی محبت ہے وہ بندے کا اپنے اللہ کی قدرت وعظمت کے سامنے تعظیم و ادب سے جھک جانا ہے' وہ ایک غلام کا اپنے شہنشاہ کی مکمل اطاعت کرنا ہے اور پھر اس شمع کے پروانوں سے اس کی نسبت کی بناء پر محبت ہے اور باقی دیگر

انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے بندے سمجھ کر ان سے اچھے اخلاق سے پیش آنا ہے۔

اللہ سے اللہ کے لئے محبت اور مخلوق سے اللہ کے لئے محبت ہی ایک پاکیزہ جذبہ ہے جس کی بناء پر اپنے مخالف، رنگ، نسل اور عقیدہ رکھنے والے سے حسن سلوک سے پیش آنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول ہے یہی وہ فکر ہے کہ جس کی بناء پر مخالف عقیدہ یا مسلک رکھنے والے کو دنیا میں کسی ملک، شہر، محلّہ، گھر یا عبادت گاہ میں برداشت کیا جا سکتا ہے اور اپنے مخالفین سے بھی کسی قدر مشترک پر معاہدہ و اشتراک کیا جا سکتا ہے۔

'اللہ سے محبت اور اللہ کے لئے محبت' کا سب سے بڑا چشمہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو مرکز اسلام مدینہ میں اپنے خونخوار دشمنوں سے حالت امن میں بے مثل خلق سے پیش آئے، اسی محبت کا مظاہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس بدترین دشمن سے کیا جب وہ بے خطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر یا کسی مقام پر ملاقات کرنے آئے، یہودیوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقاتیں، صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑنے کے بعد ابوسفیان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے مدینہ آنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے اچھے انداز میں گفتگو کرنا، کیا ہمارے لئے موجودہ دور میں فریقِ مخالف سے حسن سلوک کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک، مقدس، معزز ہے اور اللہ سے محبت اور اللہ کے لئے محبت بھی پاکیزہ ہے اس لئے آج دنیا میں نفرتوں کے طوفانوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے ہمیں چاہئے کہ اسے فروغ دیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے:

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (اعراف: 7/56)	بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنیوالوں کے قریب ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اپنے ساتھیوں پر احسان کرتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ فقط مومنوں کو دوست بنائیں اور ایسے لوگوں سے دلی الفت پیدا نہ کریں جو ایمان

Marfat.com

باللہ سے خالی ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ (پ6 المائدہ 51)

اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی کی پینگیں نہ بڑھاؤ۔

وہ اس لئے کہ یہود و نصاریٰ کے ایمان، اللہ پر خالص بنیادوں پر قائم نہیں بلکہ ان کے ایمان میں کفر و شرک کی آمیزش ہو چکی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے دوستی سے منع کر دیا اور حکم دیا کہ اے ایمان والو! تم فقط اسی رشتے یا تعلق کو مزید مستحکم کرو جس کی بنیاد خالص اللہ تعالیٰ کی محبت پر مبنی ہو۔

اللہ کے لئے محبت سے ایمان کی تکمیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اسی اللہ کے لئے محبت کو پروان چڑھاتے ہوئے گزری آپ نے قدم قدم پر اور ہر فعل میں اللہ کی محبت کو مقدم رکھا حتیٰ کہ آپ پر ایمان لانے والے اس محبت کی چاشنی کو اپنے دلوں میں محسوس کرنے لگے اور اس چاشنی کی بدولت وہ تمام قسم کے نسلی و علاقائی برتری کے تصورات کو ہیچ سمجھنے لگے اور باہم شیر و شکر ہو گئے آیئے ہم محبتِ الٰہی کو فروغ دینے والے ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھیں جنہوں نے صحابہ کرام کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَجِدُ اَحَدٌ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ حَتّٰى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب باب الحب فی اللہ حدیث 978)

کہ کوئی آدمی ایمان کی لذت اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک اس کا کسی آدمی سے محبت کرنا اللہ کے لئے نہ ہو۔

یعنی اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک واضح دستور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس دین حق کا تم دم بھرتے ہو اس کے مطابق تمہارا ایمان کامل اسی وقت ہو گا جب تم آپس میں تمام مادی وسائل کو چھوڑ چھاڑ کر صرف اللہ

کے لئے محبت کرو اور آپس کے تعلقات میں للّٰہیت کو فروغ دو' کیونکہ جب تم بحیثیتِ انسان برادری و خاندان کی بنیاد پر آپس میں محبت کر سکتے ہو' دنیاوی مال و متاع کی بنا پر ایک دوسرے کے قریب آ سکتے ہو' اقتدار کی کوشش میں ایک دوسرے کے غمخوار بن سکتے ہو' تو پھر ان سے بڑی ذات اللہ کی ہے اور سب سے زیادہ طاقت اسی کے پاس ہے ذولت کے خزانے اس کے ہیں حقیقی مالک وہی ہے تو پھر تمہیں ان لوازمات کو اتحاد و الفت کا سامان بنانے کی بجائے ذاتِ الٰہیہ کو اپنی محبتوں کا محور بنانا چاہئے۔

2- نیک اعمال کی بناء پر آپس میں محبت کی ترغیب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ لوگ بہت بھلے لگتے تھے جو صرف اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے' چنانچہ آپ نے ایک شخص کے اللہ کے لئے محبت کے دعوے پر بہت خوشی کا اظہار کیا وہ حدیث شریف اس طرح سے ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو کسی بات پر خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے اس بات پر خوش ہوئے کہ ایک شخص عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ایک آدمی دوسرے سے اس کے نیک کاموں کی وجہ سے محبت کرتا ہے اور اس کی طرح عمل نہیں کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہے۔ (ابوداؤد جلد سوم ابواب النوم حدیث 1688)

3- اللہ کے لئے محبت کرنے والے پر اللہ کی خوشنودی

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر بہت خوش ہوتا ہے جو صرف اس کی ذات بابرکات کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اس بات کی دلیل ہمیں اس حدیث سے ملتی ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَہٗ فِیْ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

قَرْيَةٍ اُخْرٰى فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا فَلَمَّا اَتٰى عَلَيْهِ قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ اُرِيْدُ اَخًا لِّيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ اَنِّيْ اَحْبَبْتُهٗ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ

(شرح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب جلد 7 حدیث 6426)

— فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے کے لئے ایک دوسری بستی میں گیا' اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ کو اس کے انتظار کے لئے بھیج دیا جب اس شخص کا اس کے پاس گزر ہوا تو فرشتے نے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں اپنے مومن بھائی کو اس بستی میں ملنے جا رہا ہوں فرشتہ نے پوچھا کیا تم نے اس پر کوئی احسان کیا ہے جس کی تکمیل مقصود ہے اس نے کہا اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ مجھے اس سے صرف اللہ کے لئے محبت ہے' تب اس فرشتہ نے کہا میں تمہارے پاس اللہ کا پیغام لایا ہوں کہ جس طرح تم اس شخص سے محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔

یعنی جو مسلمان فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی مسلمان سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بندہ بنا لیتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ذاتی و خاندانی نخوت کی بنا پر مسلمانوں سے نفرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

4- اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کو فروغ دینے کا حکم

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کو فروغ دینے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ محبت مسلمانوں کے لئے باعثِ رحمت ہے اس سے دلوں میں راحت پیدا ہوتی ہے اور جس مسلم معاشرے میں اللہ کے لئے محبت کا سکہ چلتا ہو وہ معاشرہ ہر لحاظ سے جنت نظیر ہوتا ہے اس میں دکھوں اور تکالیف کا شائبہ تک نہیں ہوتا بلکہ ایسے معاشرے میں ہر طرف سکھ ہی سکھ ہوتا ہے

Marfat.com

اس لئے اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم اس انداز میں دیا ہے کہ واقعی اس کا بول بالا ہو چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ (پ۱۱ توبہ 9/119)

اللہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں سچے لوگوں کی سنگت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور سچے وہ لوگ ہیں جو اللہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کو اختیار کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافَحُوْا يَذْهَبِ الْغِلُّ وَتَهَادُوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبِ الشَّحْنَاءُ

(موطا امام مالک بحوالہ مشکوۃ جلد دوم کتاب الادب حدیث 4486)

عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو کہ دل کی کدورت جاتی رہے گی تحفے دیا کرو تو محبت ہو جائے گی اور عداوت جاتی رہے گی۔

یعنی شارع علیہ السلام تو اس بات کا حکم دے رہے ہیں کہ تم اس محبت کو مزید بڑھاؤ اور اس کے لئے تحفے تحائف اور آپس میں مصافحہ کیا کرو تا کہ اگر کسی وجہ سے تمہارے دلوں میں کوئی گلہ شکوہ پیدا ہو تو وہ اس عمل سے زائل ہو جائے جبکہ ہندو دھرم کی پاسبانی کرنے والے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے کی بجائے ذات ونسب اور مادیت کے لئے اس محبت کو محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب وہ کسی مومن کو محض ذات و نسب کی بناء پر حقیر سمجھ کر اس سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے پر آخرت میں انعامات

اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر محبت کرنے کا دنیا میں تو فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ اس سے مومنوں کے دلوں سے ایک دوسرے کے خلاف کدورتیں نابود ہو جاتی ہیں اور دلوں پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور بڑی عجیب وغریب کیفیات قلب پر وارد ہوتی

Marfat.com

ہیں، گویا یہ محبت دنیا میں بے شمار فوائد کی حامل ہے اور آخرت میں تو ہر طرف اسی کا ہی پرچار ہوگا اور ایسے لوگوں کو بڑے بلند درجات عطا ہوں گے چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ

(شرح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب ج حدیث 6425)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا میری جلالِ ذات سے محبت کرنیوالے آج کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں رکھوں گا، میرے سایہ کے علاوہ آج کسی کا سایہ نہیں۔

ایک اور حدیث میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے (قیامت کے روز) نور کے منبر ہوں گے۔

(ترمذی جلد دوم ابواب الزہد باب الحب فی اللہ حدیث 275)

اس لئے اے دوست! تو کس طرح ان نور کے منبروں پر بیٹھ سکتا ہے اگر تو نے ابھی تک اپنے دل سے ذات ونسب اور مادیت کی بناء پر محبت کو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قربان نہیں کیا اور تیری الفت کی حدود ابھی تک فانی چیزوں تک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ان اعلیٰ مراتب کے حصول کے لئے مومنین سے ذات و نسب و مادیت سے بالاتر ہو کر محبت کر۔

اللہ کے لئے محبت بڑھانے کی ترغیب

دین اسلام نے اللہ تعالیٰ کے محبت کو بڑھانے کا گُر بھی بتایا ہے وہ گُر یہ ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں ہمکلام ہوں تو اسلام انہیں اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ وہ پاکیزہ اسلامی برادری سے تعلق رکھنے کی بناء پر گفتگو کا آغاز بڑے احسن الفاظ سے کریں

جن سے مخاطب کے لئے اچھے لقب کا استعمال بھی ہو نیز اس کے لئے سلامتی کی دعا بھی ہو جائے، یعنی پہل کرنے والا کہے اسلام علیکم اے میرے اسلامی بھائی (بھائیوں) تم پر سلامتی ہو، دوسرا شخص جواب میں بھی یہی الفاظ واپس لٹائے یعنی اسلام کی اصل تعلیم ہی امن و آشتی کو پھیلانا ہے جو دین مسلمانوں کو معمولی گفتگو یا ملاقات میں ایک دوسرے کی عزت واحترام کرنے کا حکم دیتا ہے وہ کب ان میں تفریق ڈالنے کی کسی کو اجازت دے سکتا ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک دوسرے کو سلام کرنے کے فضائل یوں بیان فرماتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو گے اور تم اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو گے، جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جس پر عمل کر کے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو ایک دوسرے کو بکثرت سلام کیا کرو۔ (مسلم)

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ یَّفْتَرِقَا

(ابوداؤد جلد سوم ابواب السلام باب فی المصافحہ حدیث 1770)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو مسلمان آپس میں ملیں اور دونوں مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کو بخش دیا جاتا ہے

یعنی آپس میں محبت بڑھانے کے لئے کثرت سے ایک دوسرے پر سلامتی کی دعا

Marfat.com

بھیجا کرو اس کی بدولت اللہ تمہارے دلوں کو اپنی رحمت سے جوڑ دے گا نیز اس سلام و مصافحہ کی بناء پر اللہ اتنا خوش ہوگا کہ تمہارے گناہوں کو ہی مٹا دے گا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی دوسروں پر سلامتی بھیجا کرتے تھے' چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو پہلے سلام کرتے ہیں۔

(ابوداؤد جلد سوم ابواب السلام حدیث 1756)

حضرت انس بن مالک کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا۔

(ابوداؤد جلد سوم ابواب السلام حدیث 1761)

7- آپس میں سلام کرنے میں شانِ مومن کا پہلو

دین اسلام نے آپس میں سلام کرنے میں بھی مساوات کے پہلو کو مدنظر رکھا ہے اور اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَى الْكَثِیْرِ ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو' چلنے والے بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں ایک اور حدیث میں آتا ہے چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

(بخاری جلد دوم کتاب الاستئذان حدیث 1163)

اس حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ بہتر حالت والا شخص دوسرے مسلمان کو سلام کرنے میں پہلے کرے یہ نہیں فرمایا کہ پیدل سوار کو سلام کرے کیونکہ اس سے یہ ممکن تھا سوار آدمی کے دل میں تکبر پیدا ہو جاتا اور شاید وہ یہ سوچتا کہ یہ جو مجھے سلام کیا جا رہا ہے وہ میری عالیشان سواری اور ٹھاٹھ باٹھ کی بناء پر کیا جا رہا ہے اس لئے اسلام نے اس کا رد کیا اور سوار کو حکم دیا کہ وہ پیدل کو سلام کہے تا کہ اس کے دل کے اندر

Marfat.com

عاجزی اور مسلمانوں کے لئے محبت پیدا ہو جبکہ پیدل شخص کے دل میں سوار کا احترام پیدا ہو اس طرح حقیقی روحانی اقدار کا دور دورہ ہو۔

مذکورہ بالا احادیث وقرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ دین اسلام نے آپس میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کو بڑھا کر نسلی، لسانی اور رنگ و جغرافیہ کی بنیاد پر قائم کبر ونخوت کو مسلمانوں میں پسند نہیں فرمایا۔ اور مسلمانوں میں حقیقی روحانی مساوات پر مبنی پروگرام نافذ کیا ہے۔

Marfat.com

(ب) اسلامی اخوت و بھائی چارہ میں شانِ مومن

اسلام نے جس معاشرے کی اصلاح کا سردست بیڑا اٹھایا اس معاشرے میں عداوت و دشمنی، حسد و کینہ پروری، باہمی منافرت و منافقت، ڈاکہ زنی، قتل و غارت گری، جیسے گھناؤنے جرائم اپنے عروج کو پہنچ چکے تھے، روزمرہ کی قبائلی و خاندانی رقابتوں نے ان لوگوں کے دلوں کو شیوۂ انسانیت سے کوسوں دور کر دیا تھا،

نیز باہمی جنگ و جدل نے دلوں سے انسانی ہمدردی کے جزبہ کو یکسر مفقود کر دیا تھا آپس میں اخلاص و محبت کی چاشنی بالکل معدوم ہو چکی تھی بھائی چارہ اور باہمی تعاون صرف اپنے قبیلہ تک محدود ہو کر رہ گیا تھا اور عام انسانوں سے محبت کو روحانی نظر سے دیکھنے کا کوئی رواج نہ تھا، غرضیکہ ان اعمالِ قبیحہ نے انسانی بستی کو حیوانی ماحول سے زیادہ دگرگوں بنا دیا تھا اور انسانی دلوں کو آپس کی اخوت و بھائی چارہ کی فضا سے بالکل ناآشنا کر دیا تھا اور وہ ایک دوسرے سے رنجش و نخوت کے ساتھ اتنے دور ہو چکے تھے کہ دنیا کی کوئی چیز ان کو ایک دوسرے کے قریب نہیں لا سکتی تھی قرآن مجید نے اس ہولناکی کا ذکر اس انداز میں کیا ہے:

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

(پ10 انفال 63)

اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں محبت پیدا کر دی اگر تم زمین کے تمام خزانے خرچ کر دیتے مگر انکے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو باہم شیر و شکر کر دیا بے شک وہ غالب حکم والا ہے

یعنی اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانوں تمہیں جواب ایک برادری و اخوت کے رشتے میں منسلک کر دیا ہے تو یہ فقط اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے ہے وگرنہ تم اس طرح باہمی طور پر شیر وشکر نہ ہو سکتے تھے یعنی اس نے تمہارے درمیان سے ذات پات کی بناء پر اونچ نیچ' مالی لحاظ سے اعلیٰ و ادنیٰ ہونے رنگ وجغرافیہ کی بناء پر تفاخر کے مضبوط قلعوں کو یکسر طور پر سرنگوں اور منہدم کر دیا ہے نیز تمام تعصباتی سامانِ رقابت کو ختم کر دیا ہے۔اور اب تمہیں اللہ تعالیٰ نے مختلف قبیلوں خاندانوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود بھائی بھائی بنا دیا ہے اور سامانِ رنجش و عداوت کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت کریمہ میں اس کا ذکر اس انداز میں کیا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(پ 4 آل عمران 103)

اور تم سب اللہ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کو الفت ومحبت سے جوڑ دیا اور تم اس کے فضل و کرم سے آپس میں بھائی بن گئے (جبکہ) تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا' اللہ تم سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تا کہ تم راہ ہدایت پر آ جاؤ

یعنی تم باہمی نفرت کی بناء پر جہنم کے گہرے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہیں اس سے نکال لیا اور تمہارے دلوں کو بھائی بند کے رشتے میں ہمیشہ کے لئے جوڑ دیا اب تم ہمیشہ کے لئے اس اخوت کو اپنے دلوں میں برقرار رکھو اور تمہاری مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی اس دوستی کی طرح

Marfat.com

ہونی چاہئے جس کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (حجرات 48/29)

: محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ پر ایمان لانے والے کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں۔

1- مسلمانوں کا ایک جسم کی مانند ہونا:

اسلام نے مسلمانوں کو ایک جسم سے تشبیہ دی ہے یعنی جب پورے جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کا احساس پورے جسم کو ہوتا ہے اسی طرح ایک مسلمان جب تکلیف میں گرفتار ہوتا ہے تو تمام مسلمان اس کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور اسے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس طرح ایک عضو جسم کے دوسرے عضو کی طاقت کا باعث بنتا ہے اسی طرح مسلمان بھی ایک دوسرے کی طاقت کا سرچشمہ اور سہارا ہیں، ظاہر ہے کہ جب مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے تو وہ باہمی عداوت و دوری پیدا کرنے والے عوامل ذات پات اور کئی دوسرے اسباب کا قلع قمع کرینگے اور ایک دوسرے کو ان کی بنا پر دور نہیں کرینگے وگرنہ وہ ایک جسم یا عمارت کی طرح نہیں رہ سکتے جس کا ذکر ذیل کی احادیث میں کیا گیا ہے:

اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی رَأْسُہٗ تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمّٰی وَالسَّھَرِ

مسلمان باہم ایک شخص کی طرح ہیں اگر اسکے سر میں تکلیف ہو تو بخار اور بے خوابی میں سارا جسم اس کا شریک ہوتا ہے۔

(شرح مسلم کتاب البر جلد ہفتم حدیث 6464)

صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے اور صحیح حدیث میں ہے جب کوئی مسلمان اپنے غیر حاضر بھائی مسلمان کے لئے اس کی پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین، اور تجھے بھی خدا ایسا ہی دے اس بارے میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں، صحیح حدیث میں ہے مسلمان سارے کے سارے اپنی محبت رحمدلی اور میل جول میں مثل ایک جسم کے ہیں جسم کے کسی

Marfat.com

حصے کو تکلیف ہو تو سارا جسم تڑپ اٹھتا ہے کبھی بخار چڑھ آتا ہے کبھی شب بیداری کی تکلیف ہوتی ہے ایک اور صحیح حدیث میں ہے مومن مومن کے لئے مثل دیوار کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا ہے اور مضبوط کرتا ہے پھر آپ نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا مسند احمد میں ہے مومن کا تعلق اہل ایمان سے ایسا ہے جیسے سر کا تعلق جسم سے ہے' مومن اہل ایمان کیلئے وہی دردمندی کرتا ہے جو دردمندی جسم کو سر کے ساتھ ہے پھر فرماتا ہے دونوں لڑنے والی جماعتوں اور دونوں طرف کے اسلامی بھائیوں میں صلح کرادو اپنے تمام کاموں میں خدا کا ڈر رکھو یہی وہ اوصاف ہیں جن کی وجہ سے اللہ کی رحمت تم پر نازل ہوگی پرہیزگاروں کیساتھ ہی رب کا رحم رہتا ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَسُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا (شرح مسلم کتاب البر جلد ہفتم حدیث 6461)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے بہ منزلہ عمارت ہے' جس طرح اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے

2- ایک دوسرے کی تکلیف میں اخوت کا عالم

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنَ بَشِیْرٍ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِھِمْ وَتَوَادِّھِمْ وَتَعَاطُفِھِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْرًا تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ جَسَدِہٖ بِالسَّھَرِ وَالْحُمّٰی (بخاری کتاب الادب جلد سوم حدیث 950)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو دیکھو گے کہ وہ ایک دوسرے پر رحم کرنے' دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ثابت ہوں گے جس طرح جسم کے کسی بھی حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم جاگنے اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

Marfat.com

گویا مسلمانوں کی یہ آپس میں دوستی صرف ایک نسل یا ذات کے لئے محدود نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے وسیع ہے جب تمام مسلمان کی مثال ایک عمارت کی سی ہے اور وہ قومیت کے لحاظ سے ایک جسم کی حیثیت رکھتے ہیں تو پھر ذات ونسب پر تفوق بعید از قیاس ہے اور اس کی بناء پر تعصب کی تو اسلام کسی سطح پر بھی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔

3- آپس میں اخوت قائم کرنے کا حکم

اسلام نے اخوت کا اس قدر تاکیدی حکم دیا ہے اگر خدانخواستہ مسلمانوں کے درمیان کسی بناء پر کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو اس کو فوری طور پر دور کرنے کا حکم دیا اور مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیا ہے' چنانچہ قرآن مجید میں حکم ہے کہ:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (پ 26 حجرات 10)

بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں پس اپنے مسلمان بھائیوں میں صلح کروا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

یعنی جب دو مومن بھائیوں میں کسی وجہ سے نزاع پیدا ہو جائے تو ان کی صلح کروا دو اس عمل سے اللہ تم پر رحم فرمائے گا مسلمانوں کے درمیان رنجش بھی مساوات کے قیام میں رکاوٹ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دور کرنے والوں کو مستحقِ رحمت بنایا ہے۔

اس آیت کریمہ میں تمام مومنوں کو بھائی قرار دیا ہے مومن بھائی ہونے کا رشتہ اتنا گہرا ہے جو رنگ ونسل و وطنیت کی دیواروں کو اپنے درمیان فروغ نہیں پانے دیتا' جوان کو ایمان کے لحاظ سے بھائی بند کے رشتے سے دور رکھنے کا باعث ہیں۔

4- مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے

مسلمانوں کے درمیان اخوت و بھائی چارے کے کچھ تقاضے بھی ہیں وہ یہ کہ وہ ایک دوسرے سے مصیبتوں کو دور کرتے ہیں' اپنے حاجت مند بھائیوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور ان کی پردہ پوشی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیر موجودگی میں بھی ایک دوسرے کی عزت و مال کا تحفظ کرتے ہیں اگر یہ چیزیں اسلامی اخوت کے چارٹر پر اصول وضابطے کے

Marfat.com

طور پر نہ ہوں تو اسلامی اخوت بے معنی رہ جاتی ہے اس لئے اسلام نے مسلمانوں کو اسلامی اخوت کے تقاضے پورے کرنے کا تاکیداً حکم فرمایا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ مِرْءَ ةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ یَکُفُّ عَلَیْهِ ضَیْعَتَهٗ وَیَحُوْطُهٗ مِنْ وَّرَآئِهٖ

(ابوداؤد جلد سوم ادب باب النصیحۃ حدیث 1487)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے جو نقصان کو اس سے ہٹاتا ہے اور عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف میں اس کی مدد نہیں کرتے۔ بلکہ الٹا خوشی کا اظہار کرتے ہیں وہ بالکل اسلامی اخوت کے جذبے سے عاری ہیں اور وہ سچے مسلمان ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے' اس لئے ایک دوسری حدیث میں اسی بات کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یُسْلِمُهٗ مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ کَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا کُرْبَةً مِّنْ کُرَبِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

(ابوداؤد جلد سوم ادب باب المواخات حدیث 1462)

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے بے یارومددگار چھوڑے' جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے جو کسی مسلمان کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے اس کی تکلیف کو دور کریگا جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکی پردہ پوشی فرمائے گا۔

5- اہل ایمان میں اخوت کا عملی مظاہرہ

اوپر قرآن مجید نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ اسلام نے جس معاشرے کی

Marfat.com

بنیاد رکھی تھی وہ بالکل اخوت و محبت کے اصولوں پر قائم تھا لیکن کٹھن' حالات میں پیغمبر اسلام اور صحابہ کرام کی زندگی میں اس کا بار بار عملی مظاہرہ ہو چکا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی اور مدنی زندگی اخوت کی سنہری مثالوں سے لبریز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اسلام میں داخل ہونے والے ہر فرد سے اس بات کی بیعت لیتے تھے کہ وہ فرد تا حیات اللہ و رسول و مسلمانوں کا خیر خواہ رہے گا اور اسلام کے نظام ''وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى'' کا ایک متحرک فرد بنے گا' یہی بیعت مدینہ کے مسلمانوں سے عقبہ اولیٰ و ثانیہ پر لی گئی تھی' اور اس کا اظہار عملی طور پر مدینہ کی زندگی' غزوات بدر' احد' خندق' تبوک وغیرہ میں ہوا اور مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے اس سودے کا پورا پورا لحاظ رکھا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے مسلمانوں سے ان کے جان و مال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔

چنانچہ غزوہ خندق کے موقع پر مسلمان اس معاہدے کا اظہار ان الفاظ سے کرتے کہ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِيْنَا اَبَدًا

بک گئے ہیں ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اپنا تازہ ہی رہے گا عمر بھر عزم جہاد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب میں فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةَ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

اے اللہ ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے' پس انصار اور مہاجرین کو باعزت بنا۔

(بخاری کتاب المناقب جلد دوم حدیث 982)

یعنی صحابہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے آپس کے اختلافات مٹا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر معاشرتی ناانصافیوں کو دور کرنے اور جہاد کے لئے کوشاں رہنے کی بیعت کر لی ہے اور اپنے آپ کو اس مقصد کے لئے وقف کر دیا ہے اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے اے اللہ مسلمانوں کو باعزت بنا اور یہ معزز رہیں'

Marfat.com

معلوم ہوا اسلام کا مقصد ہی مسلمانوں کو معزز بنانا ہے اگر وہ اس کے اصولوں پر عمل کریں۔

مکی دور میں مسلمانوں میں رشتہ مؤاخات کا قیام

جب قریش مکہ نے نہتے مسلمانوں پر ہر قسم کے ظلم وستم کی انتہا کر دی تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان ایک رشتہ مواخات قائم فرمایا جس کی وضاحت پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے احسن انداز میں یوں فرماتے ہیں:

اہل مکہ میں قبائلی عصبیت کا جنون زوروں پر تھا باقاعدہ حکومتی نظام کے فقدان کی وجہ سے ہر فرد مشکل اوقات میں اپنے قبیلہ کی پناہ لینے پر مجبور تھا' اگر کسی کا قبیلہ اس کی امداد سے دست کش ہو جاتا تو وہ مظلوم اپنی دادرسی کیلئے کسی کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا' اپنے بیٹے بھائی اور باپ کے قاتل سے بھی وہ انتقام نہ لے سکتا' اس سماجی ضرورت نے ہر قبیلہ کے افراد میں اپنے قبیلہ کی عصبیت کے جذبہ کو ناقابل شکست بنا دیا تھا کیونکہ اس کے بغیر وہ اس جاہلی معاشرہ میں باعزت زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے قُوْلُوْا لَآ اِلٰـهَ اللّٰهُ تُفْلِحُوْا کا نعرہ بلند کیا کئی سعید روحیں لبیک لبیک کہتی ہوئی لپکیں اور اس دعوت کو قبول کر لیا اس کا ردعمل یہ ہوا کہ ان کے قبیلہ والوں نے ان لوگوں سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لئے اور ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے یہ نومسلم اپنے خاندانوں سے کٹ کر تنہا رہ گئے وہ اپنے شہر میں رہتے ہوئے غریب الوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے جاں نثار ساتھیوں کی یہ بے بسی اور بے کسی دیکھی نہ جا سکی' نبوت کی دور رس نگاہوں نے ایک نئی برادری کی تشکیل کی اہمیت کو محسوس کیا جس کی بنیاد اس دین توحید پر استوار ہو اس میں قرشی غیر قرشی' عربی عجمی' فقیر اور امیر' اسود واحمر کے تمام امتیازات مٹا دیئے گئے' ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آتا وہ اس برادری میں شامل ہو سکتا تھا چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو اس اسلامی اخوت کے رشتہ میں پرونے کے لئے دو مرتبہ عملی قدم

Marfat.com

اٹھایا ایک بار ہجرت سے پہلے مکہ میں دوسری بار ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں۔

(سبل الہدیٰ جلد 3 ص 527)

مکہ مکرمہ میں جتنے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے ان میں سے دو دو کو آپس میں بھائی بنا دیا اس طرح وہ شیر وشکر ہو گئے باہمی محبت کا جذبہ یوں امڈ کر آیا کہ غیرت کی ساری بنیادیں منہدم ہو گئیں جو لوگ اسلام قبول کرنے کے باعث اپنی برادری سے کٹ گئے تھے اور اپنے آپ کو تنہا تنہا اور بے سہارا محسوس کرتے تھے اب وہ اپنے آپ کو عالمی برادری کا ایک معزز رکن تصور کرنے لگے' ان تمام اراکین میں اپنائیت کا وہ جذبہ پیدا ہو گیا کہ تنہائی اور بے بسی کا خیال پھر کبھی انہیں پریشان نہ کر سکا' یہ اسلامی بھائی چارہ ایسا بھائی چارہ تھا جس کی بنیاد' خون رنگ' نسل و زبان اور علاقائیت جیسی انسانی وحدت کو پارہ پارہ کر دینے والی عصبیتوں پر نہ رکھی گئی تھی بلکہ اس کی اساس عقیدہ توحید تھا ایک خدا ایک رسول' ایک کتاب' ایک قبیلہ اور ایک کلمہ' اس بھائی چارہ کے دروازے بلا امتیاز ہر انسان کے لئے ہر وقت کھلے تھے جس کا جی چاہے جس وقت جی چاہے ''اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلَ اللّٰہِ'' دل کے یقین کے ساتھ زبان سے کہے اور اس برادری میں شامل ہو جائے' اس میں شامل ہونے والوں سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تم کس قبیلہ کے فرد ہو' تم کس ملک کے باشندے ہو تمہاری مادری زبان کون سی ہے؟ تمہاری مالی حالت کیسی ہے؟ یہ سب امتیازات مصنوعی ہیں انسانیت کی عزت وشرف کی قبا کو تار تار کر دینے والے ہیں' ہادی برحق نے بے شمار عصبیتوں کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی اور تڑپتی ہوئی انسانیت کو دعوت دی کہ اٹھو ان مصنوعی امتیازات کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہوئے آگے بڑھو اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کی وحدانیت کا اقرار کرو جو رب العالمین ہے اور اس نبی مکرم کا دامن پکڑ لو جو رحمت العالمین ہے اور اس اسلامی برادری میں شامل ہو جاؤ۔

جن حضرات صحابہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں اسلامی رشتہ اخوت میں پرو دیا ان سب کے نام تو مجھے دستیاب نہیں ہو سکے جن

Marfat.com

حضرات کے اسماء گرامی کتب سیرت و تاریخ میں محفوظ رہ گئے ہیں ان کی فہرست پیش خدمت ہے:

ابویعلیٰ نے صحیح سند سے عبدالرحمٰن بن صالح الاسدی کے واسطے سے زید بن حارثہ سے روایت کیا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل حضرات کو آپس میں بھائی بنا دیا''۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب	حضرت زید بن حارثہ
حضرت عثمان بن عفان	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف
حضرت زبیر بن العوام	حضرت ابن مسعود
حضرت عبیدہ بن الحارث	حضرت بلال
حضرت معصب بن عمیر	حضرت سعد بن ابی وقاص
حضرت ابوعبیدہ بن جراح	حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ
حضرت سعد بن ابی زید	حضرت طلحہ بن عبیداللہ
حضرت ابوبکر صدیق	حضرت عمر فاروق
حضرت سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ (سبل الہدیٰ جلد 3 ص 50)

یہ بھائی چارہ بڑی برکتوں کا باعث بنا' پہلی برکت تو یہ ہوئی کہ جن حضرات سے اسلام قبول کرنے کے باعث ان کے بھائی بندوں نے سلام وکلام تک ختم کر دیا تھا اور احساس تنہائی جنہیں بار بار ڈستا رہتا تھا' انہیں اس سے نجات مل گئی' وہ اب اپنے محدود خاندانوں کے بجائے اپنے آپ کو ایک عظیم پاکیزہ اور ترقی پذیر برادری کا رکن سمجھنے لگے' قرشی غیر قرشی' ہاشمی' اموی' مخزومی وعدوی وغیرہ چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹ جانے سے اس معاشرہ میں جو رقابتیں پیدا ہوگئی تھیں جن کی جڑیں دن بدن گہری ہوتی چلی جاتی تھیں ان سب کا قلع قمع ہوگیا اور ان کی جمعیت ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی

مانند مستحکم ہوگئی جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کا سہارا بن گئی۔ (ضیاء النبی جلد اول)

7- مؤاخات مدینہ کا حال

جب مسلمان مکہ سے لٹے پٹے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آئے تو ان کے پاس سوائے تن کے لباس کے اور کوئی چیز نہ تھی لیکن وہ تو اپنے ان اسلامی بھائیوں کے پاس آئے تھے جو اسلامی برادری کے رکن بن چکے تھے اگر چہ ان دوشہروں میں بسنے والوں میں خونی رشتہ ناطہ موجود نہ تھا مگر انہوں نے اس بات کو سچ کر دکھایا کہ اصل رشتہ تو اسلام کا رشتہ ہے اس کے ہوتے ہوئے انہیں کسی اور مضبوط رشتے ناطے کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا انصار مدینہ نے اپنے مکی مسلمانوں کو اس انداز میں اپنے درمیان آباد کیا اور ان کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کیں جن کا تذکرہ رہتی دنیا تک ہوتا رہے گا اور نہ ہی اس کی مثال دنیا کے دیگر مذاہب میں مل سکتی ہے مفسر قرآن پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مؤاخات کو بڑے احسن انداز میں اس طرح پیش کیا ہے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ طیبہ میں ورود مسعود فرمایا تو یہاں کے مخصوص ماحول کے اپنے مسائل تھے جن کا حکیمانہ اور بروقت حل ضروری تھا یہاں جن حضرات نے اسلام قبول کیا تھا وہ کسی ایک قبیلہ کے افراد نہیں تھے ان کا تعلق مختلف قبائل سے تھا' ایسے قبائل جو صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ خونریز جنگیں لڑتے چلے آئے تھے' بعض کا تعلق بنوخزرج سے تھا اور کچھ بنواوس کے افراد تھے دونوں قبائل کی دیرینہ عداوت محتاج بیان نہیں ان کے علاوہ چند لوگ یہودیت کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے فرزندان اسلام ایک ایسا انسانی جسم غفیر تھا جن میں مختلف قسم کے اختلافات کے جراثیم موجود تھے کسی وقت بھی کوئی طالع آزما اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کر سکتا تھا کیونکہ اسلام اللہ کا آخری دین تھا اس لئے ضروری تھا کہ اس فقید المثال انسانی معاشرہ کو ان عوامل کی غارت گری سے بچایا جائے جو اس کے شیرازہ کو پراگندہ کر سکتے ہیں نیز ضروری تھا کہ مغائرت اور منافرت کے امکانی اسباب وعلل کو قبل از وقت غیر موثر بنا دیا جائے تاکہ یہ امت کتاب الٰہی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھے

Marfat.com

حالات کتنے ہی اشتعال انگیز ہوں یہ رسی ان سے چھوٹنے نہ پائے۔

نیز لٹے پٹے مہاجرین کے قافلوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا ان کی آرومندانہ آباد کاری کے لئے ایسا ماحول تیار کرنا لازمی تھا جس میں انصار کو جو میزبان تھے اس بوجھ کی گراں باری کا احساس نہ ہو اور مہمانوں کو بھی ممکنہ آرام و راحت پہنچائی جا سکے ان کے علاوہ مستقبل قریب میں ملت اسلامیہ کو متعدد شدید چیلنجوں کا سامنا کرنا تھا اس کے لئے اسلامی معاشرہ جو متعدد مختلف النوع طبقات سے عبارت تھا اس میں ایسی یک رنگی اور یگانگت پیدا کر دی جائے کہ جو طاغوتی قوت ان سے ٹکرائے مسلمانوں کی اتحاد کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔

ایک اہم اور فوری وجہ یہ بھی تھی کہ مہاجرین اپنے وطن اپنے اہل و عیال اپنے حلقہ احباب اور اپنے اموال و اسباب سب چھوڑ کر یہاں آئے تھے یہاں کے رہنے والوں سے ان کی کوئی جان پہچان نہ تھی سوائے چند ایک کے ان میں باہم رشتہ داریاں بھی نہ تھیں وہ یہاں آ کر اپنے آپ کو بے یار و مددگار خیال کرتے تھے وطن کی جدائی اہل و عیال کا فراق اس پر بے یار و مددگار ہونے کا احساس ان کے لئے بڑا روح فرسا تھا۔

ان تمام مقاصد کے حصول کے لئے نبی رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اسلامی مواخات (بھائی چارہ) کا نظام قائم کیا علامہ سہیلی لکھتے ہیں:

لِيُذْهِبَ عَنْهُمْ وَحْشَةَ الْغُرْبَةِ وَيُؤَانِسَهُمْ مِنْ مُفَارَقَةِ الْأَهْلِ وَالْعَشِيْرَةِ وَ يَشُدُّ اِزْرَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ (سبل الہدیٰ ج2 ص530)

"تاکہ انکے غریب الوطنی کے احساس کو دور کیا جائے اور اپنے اہل و عیال سے جدائی کے وقت ان کی دلجوئی کی جائے اور ایک دوسرے سے ان کو تقویت پہنچائی جائے"

Marfat.com

(ج) اسلام کے حکمِ رحم میں مومن کی عظمت کا پہلو

رحم انسان کی فطرت میں ایسا مادہ ہے جس کی بناء پر وہ دوسرے انسانوں پر شفقت کرتا ہے وہ انہیں تکلیف میں مبتلا دیکھ کر خود مغموم ہو جاتا ہے یا جب خود تکلیف میں مبتلا ہو وہ دوسرے افراد سے رحم کی توقع کرتا ہے اگر انسان کے دل سے رحمل نکال دیا جائے تو پھر اس کے اور جنگل کے چیڑنے پھاڑنے والے درندوں میں کوئی فرق نہیں رہتا' جو بھوک میں اپنی ہی نسل کے کمزور جانور کو مار کر کھا جاتے ہیں جبکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کی فطرت میں رحم کو شامل کیا گیا ہے اس لئے اگر انسان اس رحم سے محروم ہو جائے تو وہ جانوروں سے زیادہ اپنے ہم جنس انسانوں کو اذیت دینے والا اور ہلاک کرنے والا بن جاتا ہے ایسا انسان اسلام کے نزدیک جانوروں سے بدتر ہے جیسے کہ قرآن کریم میں آیا ہے ''اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ'' وہ جانور سے بدتر ہیں۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے خونی رشتے کی طرح یا بعض حالات میں خونی رشتے سے بھی زیادہ مومنوں پر رحم کھانے کا حکم دیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ اسلامی ملت سے تعلق رکھنے والے افراد پر رحم کھائیں ان کے بچوں سے شفقت کریں اور ان کے ضعیفوں کا اکرام کریں اور آپس میں تعلقات کو توڑنے کی بجائے مزید پختہ کریں' دوسرے مسلمان افراد کے ساتھ رشتہ تراحم میں ایک جسم کی مانند رہیں اور جس طرح جسم کے ایک عضو میں تکلیف ہو تو اس کو پورا جسم محسوس کرتا ہے اسی طرح اہل اسلام پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی مسلمان کو اس کی کسی خامی کی بنا پر اذیت نہ دیں اور نہ انہیں دشمنوں کے حوالے اکیلا کریں بلکہ ہر حالت میں وہ ایک دوسرے پر رحیم و کریم بنے رہیں قرآن مجید میں مومنوں کی یہی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ آپس میں بہت رحم کرنے والے ہوتے ہیں:

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح : 29:48)

اور جو اس کے رسول کریم (ﷺ) کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں قوی اور آپس میں رحم کرنے والے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

عَلَيْكَ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكَ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَايَكُوْنَ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ (مشکوٰۃ)

تم نرمی کو اپنے اوپر لازم کرو اور سختی اور گالی گلوچ سے بچو کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کے لئے زینت کا باعث ہے جس چیز سے نرمی کھینچ لی جاتی ہے وہ اس کو عیب دار کر دیتی ہے

یعنی نرمی سے انسان کی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے آپس میں محبت بڑھتی ہے اور ذات و نسل کی بنا پر موجود تعصب کا خاتمہ ہوتا ہے اور مسلمانوں میں ایک عالمگیر برادری سے تعلق کا احساس پیدا ہوتا ہے جبکہ نرمی سے محروم شخص بذات خود خامیوں کا مرقع ہوتا ہے۔

1- مسلمانوں پر رحم کرنے کا حکم

اسلام نے آپس میں رفق و نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور مسلمانوں کو یہ باور کرایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دوست و خیر خواہ ہیں اس لئے یہ بات قابل نفرت ہے کہ تم بعض مسلمانوں کو ذات و نسب کی بناء پر تعصب کی نگاہ سے دیکھو جو کہ اسلام کے رحم کے اصول کے خلاف ہے اور اس سے مسلمانوں میں موافقت کی بجائے دشمنی کی فضاء پیدا ہوتی ہے اس بات کو ذیل کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے:

تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى

تو دیکھے گا کہ مسلمان ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور ایک دوسرے کو دوست رکھنے اور باہم شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے

Marfat.com

(بخاری جلد سوم کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم)

تو جسم کے باقی اعضاء بیداری اور بخاری میں موافقت کرتے ہیں

ایک فرمان میں حکم دیا کہ آپس میں عاجزی سے پیش آؤ اور تعصب سے بچو

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا وَلَا يَبْغِيْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے عاجزی سے پیش آئیں اور ایک دوسرے کے خلاف بغاوت نہ کریں۔

اسلام میں رحم کی اس قدر اہمیت بیان کی گئی ہے کہ جانوروں پر رحم کھانے کو بھی فعلِ نیکی قرار دیا گیا ہے اور فرمایا گیا جو جانور کے ساتھ نیکی کرے اور رحم کرے اس کی نجات ہو جائے گی۔

2- کتے پر رحم کرنے سے جنت کا حصول

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنا راستہ طے کر رہا تھا کہ اس پر پیاس نے بہت غلبہ کیا چنانچہ اس نے ایک کنواں دیکھا تو وہ اس کے اندر اتر گیا اور پانی پی لیا جب وہ باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ کتا ہانپ رہا ہے اور مارے پیاس کے مٹی چاٹ رہا ہے اس آدمی نے اپنے دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگی ہوئی ہو گی جس طرح مجھے لگی تھی چنانچہ وہ کنویں میں اترا' اپنے موزے میں پانی بھرا اور اس کے منہ میں ڈال دیا کتے نے پانی پی لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی' لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا جانوروں کے ساتھ احسان کرنے پر بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ فرمایا تر جگر والے ہر جانور کے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب ہے؟

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 948)

Marfat.com

3-رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی عطائیں

اے اہل اسلام جب تم ایک دوسرے پر رفق ونرمی سے پیش آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی عطاؤں کے دروازے کھول دے گا اور تمہیں اپنی ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز کرے گا کیونکہ اس زمین پر انسان کی خلافت کا مقصد یہی ہے کہ اللہ کے حکم کے تحت اپنے فرائض سرانجام دے اور آپس میں محبت کی فضاء کو قائم کرے، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی وضاحت یوں ہوتی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور رفق ونرمی کو پسند کرتا ہے وہ نرمی کی بناء پر اتنی چیزیں عطا کرتا ہے، جو سختی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے عطا نہیں فرماتا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق 6477)

قَالَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ (شرح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق 6478)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسکو خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال دی جاتی ہے اس کو بدصورت کر دیتی ہے

یعنی ہر انسان جو نرمی سے محروم ہے، وہ اصل میں بدصورت وحقیر ہے کیونکہ وہ فطرت اسلام سے دور ہے اگرچہ اس کا تعلق کسی بھی خاندان یا ذات سے ہو، اور اس کے پاس دولت کے ڈھیر ہوں جبکہ رحم کرنے والا بندہ، اللہ ورسول اور مسلمانوں کی نگاہ میں بہترین ہے اس کا سبھی احترام کرتے ہیں۔

4- بے رحمی سے اللہ کی ناراضی

اللہ تعالیٰ خود بھی رحیم ہے اس لئے وہ ہر اس فرد کو پسند کرتا ہے جو مخلوق پر رحم کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تعلقات کو توڑنے والے سے خود تعلق توڑ لیتا ہے خواہ یہ تعلق نزدیکی رشتہ داروں سے توڑا جائے یا بعض کمزور مسلمانوں سے توڑا جائے۔

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ

Marfat.com

عَنۡهَا زَوۡجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ : الرَّحِمُ شِجۡنَةٌ فَمَنۡ وَصَلَهَا وَصَلۡتُهُ وَمَنۡ قَطَعَهَا قَطَعۡتُهُ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 927)

صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم ایک شاخ ہے جو اس سے ملے گا تو میں اس سے ملوں گا اور جو اس سے تعلقات توڑے گا تو میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا۔

اے انسان! اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ سے تعلق والا ہو جائے تو پھر انسانوں سے تعلق قطع نہ کر کیونکہ انسان کو اس کی ذات، رنگ، نسل، کام کی بناء پر حقارت کی نگاہ سے دیکھنا تعلق توڑنے کے زمرے میں آتا ہے لہٰذا ایسا شخص یاد رکھے کہ اس کا اپنا تعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ٹوٹ سکتا ہے کیونکہ اس نے مادی اشیاء کی بدولت روحانی تعلق کو توڑ دیا ہے اور رحم کا معاملہ نہیں کیا۔

5- اہل ایمان سے تعلق توڑنے کی ممانعت

اسلام نے مسلمانوں میں اخوت و بھائی چارہ قائم کرنے کے لئے انہیں بغض، عناد، حسد سے منع کیا ہے کیونکہ یہ رحم سے متضاد چیزیں ہیں جبکہ اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان نہ تو خونی رشتے توڑیں اور نہ اسلامی تعلق ناطہ توڑیں بلکہ بے سہاروں، غمزدوں کی مدد کریں، ان میں ایمان کی بنیاد پر ہر قسم کے تعصبات سے پاک فضا موجود رہے جہاں کسی قسم کا کھچاؤ اور لڑائی جھگڑا نہ پایا جائے۔

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عَمۡرٍو قَالَ سُفۡيَانُ لَمۡ يَرۡفَعۡهُ الۡاَعۡمَشُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَّ فِطۡرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيۡسَ الۡوَاصِلُ بِالۡمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الۡوَاصِلَ الَّذِيۡ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے سفیان کا بیان ہے کہ اعمش نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوعاً روایت نہیں کیا جبکہ حسن اور فطر نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا بدلہ

Marfat.com

اِذَا قَطَعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 929)

لینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں تعلق نہ توڑو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو نہ ایک دوسرے سے بغض و عداوت رکھو اور نہ آپس میں حسد نہ کرو اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق قطع رکھے۔ (ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث 2000)

6- بے رحمی دوزخ کے قریب ہے

اسلام نے اس بات کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ جو شخص صلہ رحمی سے محروم ہے وہ اللہ کے غضب سے قریب ہے اور جو رحم سے مالا مال ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جگہ جنت سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے۔

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يُحَرَّمُ عَلَى النَّارِ وَتُحَرَّمُ عَلَيْهِ النَّارُ عَلٰى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ

(ترمذی ابواب الزہد)

کیا میں تم لوگوں کو بتادوں کہ کون شخص آگ پر حرام ہے اور کس پر آگ حرام ہے ہر اس شخص پر جو لوگوں سے قریب ہو، نرم ہو اور آسان ہو۔

انسانوں پر رحم کھانا ایک ایسا عمل ہے جس سے رزق و عمر میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَلَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 924)

حضرت انس بن ملک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو جائے اور اس کی عمر دراز ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کیا کرے۔

Marfat.com

7- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور افراد

اسلام نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ جو شخص اپنے سے کمزور انسانوں پر رحم نہیں کھاتا اور انہیں اذیت دینے سے باز نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے بے رحم آدمی پر نگاہِ رحم نہیں ڈالے گا بلکہ اس سے پورا پورا حساب لے گا کیونکہ تمام مخلوق کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا مخلوق پر رحم اس کی ذات کریمہ سے عین محبت ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحم کرنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا''

(ترمذی ابواب البر والصلۃ حدیث 1989)

مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ — جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

(بخاری سوم کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم)

مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللهُ تَعَالٰى — جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا خدا اس پر رحم نہیں کرتا۔

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث 1987)

یعنی جو فرد لوگوں کی پریشانیوں میں رحم کا اظہار نہیں کرتا تو اس کی تکلیف میں کوئی رحم کرنے والا نہ ہوگا بلکہ اسے لوگوں کی طرف سے بے رخی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

8- ہر بھلائی سے محروم افراد

اسلام کے نزدیک ایسے شخص کا انجام بہت ہی برا ہوگا جو لوگوں پر گفت وشنید اور معاملات طے کرنے میں رحم سے کام نہیں لیتا اور اپنی قوت واقتدار پر تکبر کرتے ہوئے نہتے مسلمانوں میں اونچ نیچ کی بناء پر طبقانیت کو ہوا دیتا ہے، اور اس بات کو نہیں سوچتا کہ میرے زبان وہاتھ کے عمل سے دوسرے مسلمانوں کو کس قدر ذہنی وجسمانی اذیت مل رہی ہے ایسا شخص رحم سے محروم ہے۔

اس کی بناء پر وہ ہر قسم کی بھلائیوں سے محروم ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنۡ یُّحۡرَمُ الرِّفۡقَ یُحۡرَمُ الۡخَیۡرَ — جو نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فی فضل الرفق 64741)

9- جنت سے محروم لوگ

اس لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلقات کو توڑنے والے اور بے رحمی کرنے والے کو جنت سے محروم قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَدۡخُلُ الۡجَنَّةَ قَاطِعٌ — رشتہ داری توڑنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث 1974)

اسلام نے جانوروں پر ظلم وزیادتی سے روکا ہے اور خبردار کیا ہے. جو لوگ جانوروں سے رحم نہ کریں گے ان کا آخرت میں ٹھکانہ بہت برا ہوگا. جب جانوروں پر رحم سے اللہ راضی ہوتا ہے تو پھر نہ جانے اللہ تعالیٰ انسانوں پر رحم کھانے پر کتنا خوش ہوتا ہے کیونکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایک دوسرے سے اسباب سے جوڑ دیا ہے اگر دنیا میں سب کو انسان کی خدمت کے لئے مسبب کی رضا کے لئے اختیار کیا جائے اور اس میں رحم اپنایا جائے تو کوئی شک نہیں کہ انسان پر مسبب کا رحم ہو جائے۔

جانوروں پر رحم کرو

حضرت ابوواقد لیثی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت لوگ (زندہ) اونٹوں کی کوہان اور بھیڑ بکری کی سرین کا گوشت (کھانے کیلئے) کاٹ لیا کرتے تھے آپ نے فرمایا جو گوشت کسی زندہ چوپائے سے کاٹا جائے وہ مردار ہے کھانا نہ چاہئے (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت ایک بلی کے سبب دوزخ میں گئی جسے اس نے باندھ رکھا اور کھانا نہ کھلایا اور نہ چھوڑا تاکہ حشرات الارض کو کھاتی (ترمذی، ابوداؤد)

Marfat.com

د۔ اہلِ ایمان پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کریں

انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہمسایہ ہے اگر یہ اکائیاں کسی جگہ اکٹھی ہو جائیں تو بستیاں اور شہر تشکیل پاتے ہیں لہٰذا پورے معاشرے کے امن وسکون کا دارومدار ان معاشرے کی اکائیوں کے آپس میں تعلقات پر منحصر ہے اگرچہ ہمسایہ سے بہتر تعلقات قائم کرنے کا ذکر ہر مذہب وملت میں ملتا ہے مگر اسلام نے ہمسائے سے اچھے تعلق کو اتنی اہمیت دی ہے کہ جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی، اسلام ہمسائے سے حسنِ سلوک کو تکمیلِ ایمان سے مشروط کرتا ہے اور اہلِ ایمان کو واضح طور پر حکم دیتا ہے کہ ان کی وابستگی اسلام سے اس وقت تک پختہ ومکمل نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنے ہمسائے سے بہتر سلوک نہ کریں، اور خود کو اتنا امن پسند نہ بنالیں کہ اس سے کسی کو بھی اور خاص کر ہمسائے کو ذرا بھر نقصان کا خدشہ نہ رہے، یعنی وہ اپنے ہمسائے کے اپنے خونی رشتہ دار سے زیادہ ہمدرد ہوں اس کی عزت کے پاسدار ہوں اور ہمسائے کی ماں، بہن بیٹی کو اپنی ماں، بہن، بیٹی کی طرح خیال کریں، تو ایسے افراد اسلام کے نزدیک مومن ہیں لیکن اگر اس کے برعکس ہمسائے کو کسی شخص سے کسی بھی قسم کی ناحق اذیت پہنچ رہی ہو تو وہ بلاشبہ اسلام کے مطابق مومن نہیں ہے اسلام نے ایسے شخص کا ٹھکانہ دوزخ بتایا ہے جس کے شر سے اس کے ہمسائے محفوظ نہ ہوں اگرچہ وہ اپنے تئیں عبادت گزار ہی کیوں نہ ہو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں ہمسائے سے حسنِ سلوک کی جو تربیت دی ہے وہ کسی مذہب کے دامن میں نظر نہیں آتی چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

عَنْ اَبِی شَرِیْحٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ وَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَایِقَہٗ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 954)

سعید نے ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں، خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں، عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! کون؟ فرمایا کہ جس کا ہمسایہ اس کی ایذا رسانی سے

Marfat.com

بے خوف نہیں۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا وہ شخص مؤمن نہیں جو اپنے ہمسائے کو ناجائز تنگ کرتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک اور ارشاد میں ہمسائے کو تکلیف نہ دینے کا حکم اس طرح فرمایا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ، وَّمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ

(بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث 1395)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ عایہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے، اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

1۔ ہمسائے کی تحقیر کی ممانعت

اسلام نے ہمسائے کو حقیر تصور کرنے سے سختی سے منع کیا ہے اگر چہ ہمسائے کا تعلق کسی بھی ذات یا خاندان یا مذہب سے ہو اس کا رنگ کیسا ہی خسیس کیوں نہ ہو اس کی ہرگز بے جا رسوائی نہ کی جائے اس بات کی دلیل ہمیں اس حدیث سے یوں ملتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَا نِسَآءِ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 955)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی عورت اپنی پڑوسی کی تذلیل وتحقیر نہ کرے اگر چہ وہ بکری کے کھر جیسی ہو۔

اس حدیث میں خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ عورتوں کو قطعاً حقیر تصور نہ کریں، یہ نہ ہو کہ پڑوسن کی شکل وصورت کی بناء پر یا کسی اور وجہ سے تعصباً نفرت اختیار کر لی جائے بلکہ حکم تو یہ ہے کہ کسی بدصورت پڑوسن کو بھی حقیر نہ جانو اس سے الفت کو بڑھاؤ اس کے لئے اگر بڑا تحفہ نہ دے سکو تو معمولی تحفہ سے ہی اس سے تعلقات کو درست کرو، پڑوسی کو تحفہ بھیجنے کے بارے میں ایک اور حدیث میں آتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! میرے دو ہمسائے ہیں پس ان میں سے کس کے لئے تحفہ بھیجا کروں؟ فرمایا ان میں سے جو دروازے کے لحاظ سے تمہارے زیادہ قریب ہے۔ (بخاری جلد 3)

2- پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کا حکم

پڑوسی کے حقوق کی تاکید کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب باب الوصاۃ بالجار حدیث 953)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جرائیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے متعلق حکم پہنچاتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ عنقریب اسے اس کا وارث بنا دیا جائے گا۔

یعنی حضرت جرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پڑوسی کے متعلق اتنی تاکید فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ عنقریب ہمسائے کو وارث بنا دیا جائے گا مطلب یہ کہ خونی رشتہ کی طرح ہمسائے سے بہتر تعلقات استوار کرو، اور ان سے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

3- پڑوسیوں کی مالی معاونت کی ترغیب

اسلام کی تعلیمات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہر مسلمان اپنے ہمسائے کی مالی خدمت سے بھی دریغ نہ کرے اگر ہمسایہ تنگ دست ہو جائے تو اس کی ادھار وغیرہ کے

Marfat.com

علاوہ اللہ کے نام پر مالی خدمت کرنا عمل صالح ہے اگر ہمسائے کی مالی مدد کیلئے تگ و دو کی جائے تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا کو حلال طریقے سے سوال سے بچنے کے لئے عیال پر سعی کرنے کے لئے، اپنے ہمسائے پر احسان کرنے کے لئے طلب کرے گا قیامت کے روز اللہ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ ''وَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ'' اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا اور جو کوئی دنیا کو حلال طریقہ سے طلب کرے، اس حال میں کہ وہ مال میں زیادتی کرنے والا اور فخر کرنے والا ہے اور ریا کرنے والا ہے لَقِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے وقت اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا (بحوالہ مشکوٰۃ جلد دوم کتاب الرقاق حدیث 4978)''

ان مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمسایہ کو تکلیف نہ دی جائے خواہ وہ غیر مسلم ہی ہو اس لئے کسی ہمسائے کو ذات ونسب رنگ اور مادیت کی پر طعن و تشنیع سے اذیت دینا بھی اس میں داخل ہے، اس لئے ہر قسم کے ہمسائے کی تحقیر سے اسلام نے منع کر دیا ہے جبکہ مومن ہمسائے کو ذہنی و جسمانی اذیت دینا تو کفر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کو جو اس مومن کو اذیت دینے کے فعل سے توبہ کئے بغیر مر جائیں گے ان کے لئے دردناک عذاب کا ڈر سنایا ہے۔

اس سے یہ حقیقت بھی معلوم ہوئی کہ جب اسلام ہمسائے کی صورت میں کسی سچے مومن و غیر مومن کو ناحق اذیت دینے والے شخص کو اپنا پردکار ماننے سے انکار کر رہا ہے تو پھر اسلام اس بات کو کیسے پسند کر سکتا ہے کہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے حصے کو ذات ونسب، رنگ و مادیت کی بناء پر اذیت دی جائے۔

Marfat.com

(ز) مفلس ولاچار اہلِ ایمان کو ظالموں سے بچانا

اسلام نے تمام مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ بے کس و بے سہارا مسلمان کی مدد کریں اور اسے کسی جابر اور ظالم شخص کے رحم وکرم پر نہ چھوڑیں بلکہ وہ اس کی ہر ممکن دادرسی کریں اگر مظلوم وضرورت مند مسلمانوں کی مدد نہ کی جائے تو معاشرہ میں ایک استحصالی گروہ پیدا ہو جائے گا جو اپنی دولت وقوت کے بل بوتے پر نہتے مسلمانوں کی عزت ومال کو لوٹنا شروع کر دے گا جو کہ اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے اور مساوات کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہے اس لئے دینِ اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ چوکس رہیں اور اپنے اردگرد اپنی قوت کے مطابق ان زیادتیوں کو رضائے الٰہی کی خاطر روکیں تاکہ اسلام کے نظام میں شانِ مومن کا بول بالا ہو چنانچہ احادیث میں مسلمانوں کی حمایت کے بارے میں ان الفاظ کے ساتھ تاکید کی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی منافق کے مقابلے میں مومن کی حمایت کی تو اللہ قیامت کے روز اس کی حمایت میں ایک فرشتہ کھڑا کرے گا جو اسے دوزخ کی آگ سے بچائے گا اور جو کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس پر الزام عائد کرے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے پل پر اسے روک لے گا یہاں تک کہ اپنے کہنے کے مطابق عذاب پالے۔ (ابوداؤد جلد سوم کتاب الادب حدیث 1454)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا	حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی مسلمان سے کوئی

Marfat.com

نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ یَّسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ فِی الدُّنْیَا یَسَّرَاللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ فِی الدُّنْیَا سَتَرَاللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ

(ترمذی جلد اول ابواب البر والصلۃ حدیث 1995)

دنیوی سختی دور کرے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور فرمائیگا اور جو آدمی دنیا میں کسی تنگدست کو آسانی پہنچائے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں خوش حال فرمائیگا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسکی پردہ پوشی فرمائیگا اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں رہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں سے سختیوں کو دور کرنا' ان کی حاجات میں معاونت کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ عمل ہے اور جو تنگدستوں کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو آخرت میں خوش حال فرمائے گا لیکن یاد رکھیں یہ حمایت و مدد خاندانی و ذاتی اغراض سے پاک ہونی چاہئے اگر یہ افعال ظاہری نمود ونمائش یا دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے ہوں گے تو ریا کاری کی بنا پر ان کا صلہ عطا نہ فرمائے گا۔

ظالموں پر اللہ کی گرفت

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے:

مَنْ ضَارَّ اَضَرَّ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الاحکام حدیث 110)

ابوصرمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی کو نقصان پہنچائے گا اللہ اس کو نقصان پہنچائے گا اور جو کسی پر سختی کرے گا اللہ اس پر سختی کریگا۔

یعنی جو شخص ناجائز کسی پر سختی کرتا ہے اسے تکلیف دیتا ہے وہ تکلیف خواہ بدنی ہو یا ذہنی اذیت ہو ایسے شخص پر آخرت میں اللہ کا غضب ہوگا اور اسے عذاب میں گرفتار کیا

Marfat.com

جائے گا۔

اگر کسی شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف طاری ہو جائے اور وہ مسلمانوں کی حمایت میں کمر بستہ ہو جائے اور ان کی مدد کرے جہاں وہ مدد کر سکتا ہے تو اس سے معاشرہ میں امداد باہمی کا جذبہ پیدا ہو گا اور ظلم و ستم کے بادل چھٹ جائیں گے یہی اسلامی مساوات میں شانِ مومن کا طرہ امتیاز ہے۔

2- اہل ایمان کی عیب جوئی سے رسوائی کا ملنا

اسلام کسی مسلمان کے ذاتی معاملات کو اچھالنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسلام تو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ اگر کسی کے اندر کوئی چھوٹے موٹے عیوب ہوں تو ان کی تشہیر نہ کی جائے بلکہ پردہ پوشی کی جائے وگرنہ کسی کے ذاتی معاملات کی کھوج لگانے اور اس کے خلاف غلط پراپیگنڈا کرنے سے اس کی عزت معاشرے میں کم ہو گی اور وہ لوگوں کی نگاہوں میں رسوا ہو جائے گا اس سے ایک طرف تو ذاتی دشمنی کے فروغ کے خدشات پیدا ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف یہ عمل اللہ کے ہاں بھی قابلِ نفرت ہے کیونکہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تم پردہ پوشی سے کام لو کیونکہ اللہ تعالیٰ چھوٹی چھوٹی لغزشوں کو اکثر نظر انداز فرما دیتا ہے ہاں اگر کسی شخص کے کسی عمل سے کسی مسلمان کے مال و جان و عزت کو خطرہ پیدا ہو تو اس سے لوگوں کو خبردار کرنا پردہ پوشی کے زمرے میں نہیں آتا' چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

مَنْ سَتَّرَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ حَتّٰى يُفْضِحَهُ بِهَا فِيْ بَيْتِهٖ

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الحدود حدیث)

ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ اس کی قیامت کے روز پردہ پوشی کرے گا' اور کوئی کسی مسلمان کے عیب پر پردہ نہ ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا پردہ فاش کر دے گا اور دنیا میں اسے اس کے گھر رسوا کر دے گا۔

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا: اے وہ گروہ! جو زبان سے اسلام لائے ہو مسلمانوں کو ایذا مت لگاؤ اور ان کے عیبوں کے پیچھے مت پڑو، جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کے پیچھے پڑتا ہے (یعنی ظاہر فرماتا ہے) اور اللہ تعالیٰ جس کے عیوب کے پیچھے پڑا اسے ذلیل کیا اگرچہ وہ اپنی منزل میں ہو۔ (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مومن کی عزت کو معتبر بنا دیا ہے اور کسی بھی فرد کو ان کی بے عزتی کرنے کا حق نہیں دیا بلکہ جو ایسا فعل کرے گا اسے اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا پڑے گا۔

Marfat.com

(س) اسلام کے اصولِ ربط و تنظیم میں شانِ مؤمن کا اظہار

اسلام نے مسلمانوں کو آپس میں محبت و اخوت سے رہنے کا حکم دیا ہے اور تمام مسلمانوں کو اسلامی برادری کے عالمگیر رشتہ میں جوڑ دیا ہے اور فرمایا کہ مسلمان بحیثیت ملت ایک جسم کی مانند ہیں اس لئے حکم دیا کہ وہ آپس میں مکمل ربط و تنظیم سے رہیں آپس میں قطع تعلقی اور بغض و عناد کو راہ نہ دیں، اسلام کا ربط و تنظیم سے رہنے کا حکم اس وقت تک عملی صورت اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ ان میں باہمی منافرت کی تمام دیواریں نہ گرا دی جائیں اگر ایک معاشرے میں نصف کے قریب لوگوں کو نیچ ذات قرار دے دیا جائے تو پھر نہ تو اعلیٰ ذات سے تعلق رکھنے والے لوگ نیچ ذات لوگوں سے الفت و محبت والا تعلق پیدا کرینگے جبکہ دوسری طرف نیچ ذات قرار دیئے گئے لوگوں کے دلوں میں اعلیٰ ذات سے تعلق رکھنے والوں کے لیے کوئی قلبی ہمدردی نہ ہوگی چونکہ گروہی و نسلی تعصّبات لوگوں کیلئے ربط و تنظیم سے رہنے کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہیں اس لئے اسلام نے پہلے ان کا خاتمہ کیا اور پھر تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ معاشرے میں مکمل ربط و ضبط سے زندگی بسر کریں ایک دوسرے کی خوشی و غم میں برابر شریک ہوں اور آپس میں الفت و پیار کی فضا کو قائم کریں۔ جیسے کے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اے ایمان والو! صبر کرو اور صابر بناؤ اور ربط سے رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (پ4 آل عمران 200)

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو حکم دیا کہ وہ آپس کے معاملات میں صبر سے رہیں اور اگر بتقاضائے بشری کسی مسلمان کی طرف سے کوئی زیادتی ہو بھی جائے تو اس پر صبر کریں اور آپس میں خوش اخلاقی سے رہیں اپنے درمیان تعلقات کو مزید مستحکم بنائیں اور آپس میں قطع تعلقی اختیار نہ کریں اور اپنے ہر کام کی جوابدہی کے سلسلے میں پروردگار عالم سے خائف رہیں یہی وہ اعمال ہیں جن کی بناء پر آخرت میں ان کی نجات ہوگی' اسی بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں حکم دیا۔ کہ تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور دوسروں کے عیب تلاش نہ کرو' نہ کسی کی جاسوسی کرو اور نہ کسی سے حسد کرو اور نہ کسی سے بغض و کینہ رکھو اور اے اللہ کے بندو! بھائیوں کی طرح ہو جاؤ۔

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 1003)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

اور وہ جو خوش حالی اور غربت میں اللہ کیلئے خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ احسان کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

(پ 4 آل عمران 134)

یعنی اللہ ایسے افراد کو پسند فرماتا ہے جو اللہ کی رضا کے لئے مسلمانوں کی مدد کی خاطر اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور لوگوں کی ایذا رسانیوں پر درگزر سے کام لیتے ہیں اور غصہ پی لیتے ہیں۔

دنیاوی معاملات میں مسلم افراد کو صبر اور درگزر کا حکم دیا گیا ہے مگر انہیں دوسروں کو ذہنی و جسمانی اذیت پہنچانے سے بھی سختی سے روک دیا گیا ہے اس لئے غصے کے وقت تحمل سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ احادیث میں آتا ہے۔

Marfat.com

قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (بخاری ج 3 ص 381)

پہلوان وہ نہیں جو کسی کو بچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہی ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہیں ایک بردباری ہے اور دوسری آہستگی۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ)

جو شخص باوجود قدرت کے غصہ کو دبا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سب کے سامنے بلا کر انعام خاص کا مستحق ٹھہرائے گا (ترمذی)

قرآن پاک میں حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بردباری کا ذکر بڑے اہتمام سے کیا ہے۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ (پ 12 ھود 75)

بے شک ابراہیم علیہ السلام بردبار، نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے

اسلام نے معاشرے میں مکمل ربط وضبط کے لئے ایک طرف تو یہ حکم دیا کہ وہ آپس میں الفت ومحبت سے رہیں بغض وعناد کو ترک کر دیں تو دوسری طرف یہ بھی حکم دیا کہ ناسمجھ لوگوں کی ذرا ذرا سی باتوں سے درگزر کرو تاکہ تم مکمل بھائی چارے سے رہ سکو۔

(ص) ایک دوسرے پر حقوق میں شانِ مومن

اسلام نے مسلم معاشرے میں شانِ مومن کے نفاذ کے لئے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمانوں کے حقوق مقرر کر دیئے ہیں یہ حقوق ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے لئے واجب ہیں، مقصد یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے سے محبت کریں، اتحاد و اتفاق بڑھے محبت و الفت کی فضا قائم ہو، کہیں بھی کج روی دیکھنے میں نہ آئے اور لطف کی بات یہ ہے کہ جب ہم ان حقوق پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہی تو عملی مساوات کے ستون ہیں جن کا ہونا فضائے امن کے نظام کے لئے اشد ضروری ہے گویا اسلام نے یہ حقوق مقرر کر کے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کے عملی بندھن میں باندھ دیا ہے مزید لطف کی بات یہ ہے کہ ان کی ادائیگی مسلمانوں کے لئے عبادت و ثواب کا باعث ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان حقوق کی بجا آوری پر بے پناہ ثواب و درجات عطا فرمائے گا چنانچہ حدیث شریف میں ان حقوق کا ذکر اس طرح ملتا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَی الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ یَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَیَشْهَدُهٗ اِذَا مَاتَ وَیُجِیْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِذَا لَقِیَهٗ وَیُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَ یَنْصَحُ لَهٗ اِذَا غَابَ اَوْشَهِدَ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک ایمان والے کے دوسرے ایمان والے پر چھ حقوق ہیں، جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، مر جائے تو جنازے میں شریک ہو، بلائے تو اس کی دعوت قبول کرے، جب اس سے ملے تو سلام کرے،

Marfat.com

چھینکے تو اس کا جواب دے اور اس کی خیر خواہی کرے خواہ وہ غائب ہو یا موجود۔ نسائی بحوالہ مشکوٰۃ جلد دوم کتاب الأدب حدیث 4423)

مسلمان کے مسلمان پر حقوق تو اس کے علاوہ بھی ہیں مثلاً کمزوروں کی مدد' غریبوں محتاجوں کی حاجت مندی' مظلوم کی دادرسی' یتیم و بیوگان کی خدمت' مسافروں و لاچاروں کی مدد' ہم نے یہ تمام حقوق کسی نہ کسی عنوان کے تحت بیان کر دیئے ہیں کیونکہ جس کا ایمان مکمل ہو چکا ہے وہ مومن ہے خواہ وہ محتاج' مسکین' یتیم' مسافر' لاچار' بیوہ' بوڑھے' کمزور یا بیمار کی صورت میں ہو ان کی تعظیم کرنا عین اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے تحت ہے اور انہیں رسوا کرنے والوں کی قیامت کے روز رسوائی ہو گی' کچھ مکافات عمل کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہو گی۔

1- مسلمانوں کے ایک دوسرے پر دیگر حقوق

اسلام نے کچھ حقوق مسلمانوں پر مجموعی طور پر عائد کئے ہیں جن کی ادائیگی ہر مسلمان پر لازم ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان حقوق کی بجا آوری سے اسلام کے نظامِ مساوات کو تقویت ملتی ہے آپس میں محبت بڑھتی ہے دلوں سے کینہ و نفرت نکل جاتی ہے اور حقیقی بھائی چارہ واخوت کی فضاء قائم ہوتی ہے جس کا معاشرے میں شرفِ مومن کے قیام کے لئے ہونا ازحد ضروری ہے' اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حقوق کی خصوصی طور پر تاکید فرمائی جس کا ثبوت اس حدیث سے ملتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم فرمایا بیمار کی عیادت کرنا جنازے کے ساتھ جانا چھینکنے والے کو جواب دینا' کمزور کی مدد کرنا' مظلوم کی مدد کرنا' سلام پھیلانا اور قسم کا پورا کرنا' علاوہ بریں چاندی کے برتنوں میں پینے' سونے کی انگوٹھی پہننے ریشمی گدوں پر بیٹھنے اور ریشم دیباج' قسّی' استبرق کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری جلد سوم کتاب الاستیذان حدیث 1165)

اگر اس حدیث پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اسلامی مساوات کے تمام اہم ضابطے اس میں بیان کر دیئے گئے ہیں اور مسلمانوں پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ بیمار کی

Marfat.com

عیادت کریں جنازے کے ساتھ جائیں کمزور کی دادرسی کریں' سلام پھیلائیں اور ناجائز سامان تعیش سے اپنا ہاتھ روک لیں' اگر کسی معاشرے میں ان اصولوں پر عمل کیا جاتا ہو تو وہ معاشرہ شرف مومن کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔

2- مریضوں کی دیکھ بھال کا حکم

مریض خواہ ہمسایہ' عزیز رشتہ دار یا دوست ہو تو اس کی تیمارداری سے اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے' اس کے حالات سے واقفیت حاصل کر کے اس کی مدد کرنے کا موقع ملتا ہے جو کہ اسلام کے نزدیک بڑا عظیم نیکی کا کام ہے۔ اس لئے احادیث میں مریض کی عیادت کے لئے جانے کو جنت میں جانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَّمْ یَزِلِ الْخُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا خُرْفَۃُ الْجَنَّۃِ قَالَ ھَنَاھَا

(شرح مسلم کتاب البر والصلۃ ج 7 باب فضل عیادۃ المریض 6431)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مریض کی عیادت کی وہ ہمیشہ خرفہ جنت میں رہیگا آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرفہ جنت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جنت کا باغ۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حقوق کو ادا نہ کرنے والے سے قیامت کے روز ان الفاظ میں باز پرس فرمائے گا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی' وہ شخص کہے گا اے میرے رب میں تیری کیسے عیادت کرتا حالانکہ تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا' اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے

مجھے کھانا نہیں کھلایا وہ شخص کہے گا اے میرے رب میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا حالانکہ تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو تو اس کو میرے پاس پاتا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا وہ شخص کہے گا اے میرے رب میں تجھ کو کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اگر تو اسکو پانی پلا دیتا تو تو اسکو میرے پاس پاتا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل عیادۃ المریض حدیث 6433)

3- مریضوں کی عیادت کے فضائل

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوضا فاحسن الوضوء وعاد اخاه المسلم محتسبا بوعد من جهنم منسيرة سبعين خريفا قلب يا ابا حمزة و ما الخريف قال انعام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کیلئے گیا اسے ستر سال کی مسافت کے برابر دوزخ سے دور کیا جاتا ہے (ابوداؤد)

عن علی قال مامن رجل يعود مريضا عمسيا الاخرج معه سبعون الف ملك يستغفرون له حتى يصبح و من اتاه مصبحا خرج معه سبعون الف ملك يستغفرون له حتى يمسى و كان له خريف فى الجنة

(ابو دائود)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کیلئے جاتا ہے تو اس کے ساتھ 70 ہزار فرشتے جاتے ہیں جو صبح تک اس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور جو شخص صبح کے وقت مریض کی عیادت کیلئے جاتا ہے تو اس کے ساتھ 70 ہزار فرشتے جاتے ہیں اور شام تک اس کیلئے استغفار کرتے رہتے ہیں

Marfat.com

اور اسکے لئے جنت میں ایک باغ ہوگا

ہارون بن ابی داؤد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوحمزہ! آپ کا گھر دور ہے اور ہمیں آپ کی عیادت کرنا پسند ہے' حضرت انس نے اپنا سر اٹھا کر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جوشخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے اور جب وہ مریض کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اس تندرست کا اجر ہے جو مریض کی عیادت کرتا ہے تو بیمار کا کیا اجر ہوگا؟ آپ نے فرمایا اس کے گناہ جھڑ جائیں گے۔ (احمد)

مسلمان کے مسلمان پر دیگر حقوق کو علامہ غلام رسول سعیدی ملب نے قدرِ اختصار سے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وہ افعال جن کی وجہ سے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے محبت ہو سکتی ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان فرمائے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے ملاقات کے وقت سلام کرنے میں پہل کرنا اگر وہ سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دینا چھینک آنے پر جب وہ الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہنا' بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنا اور اس کے بال بچوں کی خبرگیری کرنا اور مدد کرنا موت پر اس کے جنازہ میں شریک ہونا' موت کے بعد اس کے حق میں دعائے مغفرت کرنا' اگر کوئی مسلمان قسم کھا لے تو قسم پوری کرنے میں اس کی مدد کرنا ہر حال میں اس کی خیرخواہی چاہنا' اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر کی حفاظت کرنا' آپس میں اگر ناچاقی ہو جائے تو تین دن سے زیادہ سلام و کلام نہ چھوڑنا' کسی زیادتی پر انتقام لینے کی بجائے معاف کر دینا' جو مسلمان کی دینی یا دنیاوی معاملہ کا علم نہ رکھتا ہو اس کو وہ علم سکھانا چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم کرنا اپنی ذات سے کسی مسلمان کو ضرر اور تکلیف نہ پہنچنے دینا' ہر مسلمان سے عاجزی اور انکساری سے پیش آنا ہر مسلمان سے مسکراتے ہوئے خوشگوار حال میں ملنا سچ بولے' وعدے وفا کرے' امانت ادا کرے' اپنے لئے جو پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کرے'

Marfat.com

اگر دو مسلمان آپس میں ناراض ہوں تو ان کی صلح کرادے، کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے نہ چغلی کھائے، نہ اس پر افترا باندھے، نہ اس کے بارے میں بدگمانی کرے، نہ اس سے شخصی احوال کی کھوج میں لگا رہے، اگر کسی مسلمان کے عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کرے بیماری، تنگدستی یا کسی بھی ضرورت کے موقع پر اس کی مدد کرے، مسلمان سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ کسی مسلمان کو دشوار کام کے لئے نہ کہے بلکہ دشوار کاموں میں اس کی مدد کرے، اس سلسلہ میں اپنی جان اور مال سے دریغ نہ کرے مال سے خدمت کرنے کے تین مراتب ہیں اول یہ کہ ایک مسلمان کو اپنے ملازم کی جگہ پر سمجھے تو اس کی ضرورت کے وقت اس کے سوال سے پہلے اپنا بچا ہوا مال اسے دے دے اور یہ ادنیٰ درجہ ہے دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اس کو اپنی ذات کے مرتبہ میں رکھے اور اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت سمجھے اور اپنے مال میں اس کو شریک رکھے، تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھے اور اپنے آپ پر اس کو ترجیح دے اسی طرح اپنی ذات سے بھی ان تین مراتب سے اس کی مدد کرے۔ (شرح صحیح مسلم)

Marfat.com

پانچواں باب

اسلامی حکمران پر رعایا کے حقوق

دینِ اسلام میں حکومت کے قیام کا مقصد معاشرے سے ہر قسم کے ظلم و زیادتی کو دور کرنا ہے اسلامی حکمران شریعتِ اسلامیہ کا سپاہی و رکھوالا ہے وہ معاشرے میں عدل و انصاف کے نظام کو قائم کرنے کا پابند ہے اس کے سامنے ظالم کمزور تر ہو اور مظلوم انتہائی طاقتور جب تک کہ وہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ نہ لے لے' اسلامی حکمران غریبوں' مسکینوں' یتیموں' بیماروں' اپاہجوں' بیواؤں کا رکھوالا ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی غریب سے غریب تر کو اپنی عزت و مال کے لٹنے کا ڈر نہ ہو' اور وہ صرف امراء و وزراء تک محدود نہ ہو اس کی نوازشات ساری کی ساری صرف منظورِ نظر لوگوں تک نہ رہیں بلکہ اس کے اندر خلفاءِ راشدینِ کی طرح مفلس لوگوں کا پورا پورا خیال ہو' اس کے ہوتے ہوئے کسی جابر شخص کو کسی غریب و مسکین کو میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ ہو' کیونکہ اسلام نے اسے پوری رعایا کا نگران مقرر کیا ہے نہ کہ صرف چند مخصوص لوگوں کا۔

اسلامی حکومت کے تمام کارندوں کی انتہائی غرض و غائت تو تمام رعایا کی اخلاقی' قانونی' معاشی خدمت کرنا ہے اس لئے ان کی تمام توانائیاں اللہ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے تحت لوگوں کی ہر ممکن حد تک خدمت میں صرف ہونی چاہئیں' انہیں اس وقت راحتِ قلبی محسوس ہو جب وہ قومی و ملی فرائض کو درست ادا کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ تعلیم' سرکاری ملازمتیں' سرکاری معاشی وسائل اقرباء پروری کی بھینٹ چڑھ جائیں اور غرباء کے پڑھے لکھے بچوں کے لئے مناسب ملازمتیں میسر نہ ہو۔

اسلامی ریاست ہر بدی کو ختم کرنے پر مامور ہے جبکہ معاشرے میں امن وسکون کا اسلامی ماحول پیدا کرنا اس کا پہلا فرض ہے اخلاقیات کو فروغ دینا اس کے لئے اہم کام ہے جواب طلبی کا نظام ایسا سستا' آسان اور قریب ہو کہ کسی حاجتمند کو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے دشواری نہ ہو کیونکہ پیچیدہ اور مہنگے انصاف سے کوئی غریب آدمی اپنا حق وصول نہیں کر سکے گا اور پھر اس کا ایک محروم و بے سہارا رہ کر دھکے کھانا حکمرانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کا باعث بنے گا۔

اسلامی حکومت مظلوموں کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے' دکھیوں کے لئے ایک ٹھنڈا باغ ہے مریضوں' اپاہجوں کے لئے سکون کا مقام ہے بیواؤں اور یتیموں کے لئے مکمل معاشی' اخلاقی' قانونی بحالی کا نظام' بے سہارا عصمتوں کے لئے آہنی محافظ' حادثات کا شکار ہونے والوں کے لئے رحمدل طبیب و کریم' اونچ نیچ' چھوت چھات کے علمبرداروں کے لئے نظام عدل ومساوات ہے۔

غرضیکہ اسلامی حکومت اہل ایمان کی ایمانی وروحانی بنیادوں پر مالی و جانی تحفظ اور ان کی عزت وتعظیم کی پاسدار ہے اس کی نگاہ میں تمام رعایا کی بلالحاظ رنگ ونسل اہمیت و وقعت ہے اس کی موجودگی میں معاشرے کا کوئی فرد بھی کسی دوسرے فرد کی غربت' رنگ و نسل کی بناء پر تذلیل نہیں کر سکتا اگر اسلامی حکومت ان ذمہ داریوں کو پورا کر نہ کر سکے تو پھر رعایا کے محروم طبقات کا کون سہارا ہو گا؟

رعایا پر شفقت کرنے والا حاکم ہو:

اسلامی حکمران میں ان خوبیوں کا ہونا ضروری ہے جن کا ذکر احادیث میں کیا گیا ہے:

1۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے خلیفہ وہ ہے جو کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرے اور رعایا پر اس طرح شفقت کرے جس طرح آدمی اپنے اہل وعیال پر شفقت کرتا ہے۔ (کتاب الاموال لابی عبید ص 6)

جو مسلمان حکمران رعایا کی مناسب خبر گیری نہ کرے گا وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ

کے حضور قابل سزاوار ہو گا اور اس کا انجام حدیث کی رو سے بد ہو گا اس بات کی وضاحت اس حدیث میں یوں کی گئی ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (بخاری کتاب الاحکام)	کوئی بندہ نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے رعیت کا حکمران بنایا ہو اور وہ خیر خواہی کے ساتھ ان کی نگہبانی کا فریضہ ادا نہ کرے مگر وہ جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا۔

ایک اور حدیث میں حاکم کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا خبردار ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا پس امام لوگوں پر نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا (بخاری) اس سے معلوم ہوا حکمران سے نا صرف خود بلکہ اس کے مقرر کردہ اہم وزراء اور عہدیداروں کے متعلق بھی سوال ہو گا۔

حدیث میں حکمران کی ایک خوبی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ اقتدار کو عیش وعشرت اور ہوسِ دولت کے لئے حاصل نہ کرنا چاہتا ہو بلکہ اسے یہ عہدہ رعایا کی خدمت کے لئے قبول کرنا چاہیے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حکومت کا سوال نہ کرنا کیونکہ اگر مانگنے پر تمہیں دی گئی تو تم اس کے سپرد کر دیئے جاؤ گے اور اگر بغیر مانگے تمہیں دے دی گئی تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی (بخاری) اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے امراء کو عیش وعشرت سے منع فرماتے اور سادگی کی تلقین کرتے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ تقرر کے وقت فرماتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا میدے کی روٹی نہ کھانا' باریک کپڑے نہ پہننا اور ضرورت مندوں کے لئے اپنے دروازے بند نہ کرنا اگر تم نے ان میں سے کوئی کام کیا تو تمہیں: فَقَدْ حَلَّتْ بِكُمُ الْعُقُوْبَةُ ثُمَّ يُشَيِّعُهُمْ سزا دی جائے گی پھر انہیں رخصت کرتے (بیہقی)

آپ کا مقصد یہ تھا کہ جو حالات رعایا پر وارد ہو رہے ہوں حاکم کو بھی ان حالات میں رہنا چاہیے تا کہ وہ ان کی تکالیف ومسائل کا صحیح ادراک کر کے ان کی مدد کر سکے۔

Marfat.com

اسلامی حاکم میں امانتداری کی خوبی کا ہونا:

اسلامی ریاست کے حکمران کے لئے دیانت دار ہونا ہر حالت میں ضروری امر ہے حکومت کے جملہ کاموں کی انجام دہی کے عوض جو وظیفہ اسے ملتا ہو اس کے لئے اتنا ہی وصول کرنا جائز ہے اس سے زیادہ وصول کرنا یا حکومت کے وسائل دولت کا غیر ضروری استعمال اس کے لئے آخرت میں بازپرس کا سبب ہو گا اس بات کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تم میں سے جس کو ہم کسی کام کے لئے عامل بنائیں پس وہ ہم سے فَکَتَمَنَا مِنْهُ مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهٗ فَهُوَ غَالٌّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سوئی یا اس سے زیادہ چیز بھی چھپائے تو وہ خائن ہے قیامت کے روز اسے لیکر حاضر ہو گا۔ (مسلم)

یعنی وہ ریاست کے وسائلِ دولت سے اپنے لئے ناجائز طور پر وصول نہیں کر سکتا اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ خیانت کا ارتکاب کرتا ہے اس کا اسے قیامت کے روز جواب دہ ہونا پڑے گا اس بات کی وضاحت ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو ہم کسی کام کا عامل بنائیں اور اس پر جو روزی (تنخواہ) اسے دیں تو جو اس کے بعد اور لے گا تو وہ خیانت ہے (ابوداؤد کتاب القضاء) اسلام کے مطابق حاکم کے لئے دیانت داری اس لئے بھی ضروری ہے کہ جب تک حاکم خود سادگی اور ایمانداری کا عملاً ثبوت پیش نہیں کرے گا وہ کس طرح غریب رعایا کی خدمت کر سکتا ہے۔

حکمران کی ذمہ داریاں

اسلام نے حکمران پر رعایا کی کچھ اہم ذمہ داریاں بھی ڈالی ہیں ہم قدرے اختصار سے ان کا ذکر کرتے ہیں:

Marfat.com

3- رعایا کو امن وسکون پہنچانے کی ذمہ داری

اسلامی ریاست میں حکمران کی حیثیت ایک باپ کی سی ہوتی ہے اس کی شفقت و لطف تمام رعایا کے لئے بلا تخصیص ہونا چاہئے یہ نہ ہو کہ وہ اپنے کنبہ واحباب کے لئے تو ہر قسم کی حمایت کے دروازے کھولے رکھے لیکن غریب و بے سہارا افراد کو ان تک رسائی بھی ممکن نہ ہو بلکہ اسلام حکمران پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ براہِ راست تمام لوگوں کے حالات سے واقفیت رکھے اور ان کے مسائل کو بذات خود ہمدردانہ حل کرے۔

حکمران کی رعایا پر شفقت ومحبت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ حکومت کے تمام ذیلی اداروں کی کارکردگی بہتر بنائے جن کا مقصد کسی نہ کسی صورت میں رعایا کی خدمت کرنا ہے، مثلاً تعلیم، صحت، انتظامیہ، واپڈا، واسا، ذرائع آمدورفت وغیرہ یعنی تمام حکومت کے کارندے وافسران جو کسی بھی قسم کی عوامی خدمت پر مامور ہیں وہ عوام کے کام بروقت بلاسفارش ورشوت کریں اگر حکومت کے کسی بھی ماتحت ادارے میں عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے تو اس کی ذمہ داری متعلقہ لوگوں کے ساتھ حکومت پر بھی عائد ہو گی کہ وہ اسے درست کرے۔

اس کے متعلق ارشادات نبوی حسب ذیل ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مَنْ وُلِّیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْفُقْ عَلَيْهِ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ

(مسلم کتاب القضاء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اے اللہ! جس کو میری امت کا حاکم بنایا جائے اور وہ لوگوں پر شفقت کرے تو تو بھی ان پر شفقت فرما اور جو میری امت کا کسی کام کے لئے حاکم بنایا جائے تو وہ لوگوں کے ساتھ نرمی سے سلوک کرے تو تو بھی اس پر نرمی فرما

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ اور ابوموسیٰ کو یمن کے امراء بنا کر بھیجتے

ہوئے فرمایا: آسانی پیدا کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا' خوش کرنا اور نفرت نہ ڈالنا' دونوں اتفاق سے رہنا اور اختلاف نہ کرنا (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا آسانی پیدا کرنا مشکل میں نہ پھنسانا تسکین دینا اور نفرت پیدا نہ کرنا۔ (بخاری کتاب القضاء)

ان احادیث میں حکمران کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ عوام کے حکومت سے متعلق مسائل حل کرتے ہوئے آسانی کے پہلو کو مدنظر رکھے۔ اور ان کی دعائیں لے کر اپنے اللہ کو راضی کرے اور عوام کے بارے میں نیک تمنائیں دل میں رکھے کیونکہ ان کے بارے میں شک وشبہ میں پڑنے سے مبادا انہیں تکلیف میں ڈال دے گا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جب حاکم لوگوں میں شک وشبہ تلاش کرنے لگے تو انہیں خراب کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

نظام عدل واحسان سے رعایا کی خدمت

اسلام نے حکمران پر یہ بھی ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ اپنی رعایا میں عدل و انصاف کے میزان کو قائم کرے ان کے آپس کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اسلام کے بیان کردہ ضابطوں پر عمل کرے' غریب لوگوں کے مال وعزت کی حفاظت کرے تا کہ کوئی بھی جابر وظالم شخص کسی کمزور کی عزت و جان کو پامال نہ کر سکے' اور اگر کہیں ایسا واقعہ ہو جائے تو ظالم کی قانون کے آہنی ہاتھوں سے مکمل بیخ کنی کرے' غریب کے لئے سستہ ومفت عدل مہیا کرے اگر ملک میں کسی غریب کو آسانی سے انصاف نہ ملے تو اس ملک کا نظام مساوات پر مبنی نہ ہوگا بلکہ وہ نظامِ عصبیت ہوگا جس پر اللہ کی ناراضی حلال ہو جاتی ہے اگر حکمران اسلام کے نظامِ عدل کی پاسداری نہ کرے تو آخرت میں قصوروار ہوگا اور اس صورت میں اسلام نے ایسے ظالم وسفاک حاکم کے خلاف صدائے جہاد بلند کرنے کی اجازت دی ہے تاوقتیکہ وہ درست ہو جائے چنانچہ حکمران کی انصاف

Marfat.com

پسندی و بے انصافی کے متعلق اسلام کا موقف ذیل کی احادیث سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَمِیْرٍ عَشَرَۃٍ اِلَّا یُؤْتٰی بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَغْلُوْلاً حَتّٰی یَفُکَّ عَنْہُ الْعَدْلُ اَوْ یُوْبِقَہُ الْجَوْرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دس آدمیوں کا بھی امیر ہو وہ قیامت کے روز طوق پہنا کر لایا جائے گا یہاں تک کہ انصاف اسے چھڑا دے گا یا ظلم اسے ہلاک کر دے

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے کچھ عرصہ بعد حکام ہوں گے جو جھوٹ پر بھی ان کی تصدیق کرے اور ظلم پر ان کی مدد کرے وہ مجھ سے نہیں اور میں ان سے نہیں ہوں وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہیں آ سکیں گے، جو ان کے پاس نہ جائے جھوٹ پر ان کی مدد نہ کریں تو ایسے لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور یہی لوگ ہیں جو حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ (ترمذی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک قیامت کے روز مرتبے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ کے بندوں میں انصاف اور نرمی کرنے والا حکمران افضل ہوگا اور:

اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِمَامٌ جَابِرٌ خَرِقٌ

قیامت کے روز مرتبے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا آدمی ظالم اور سختی کرنے والا حکمران ہوگا۔

(بیہقی، بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الامارہ والقضاء)

بلکہ ظالم حاکم کی معصیت کے کاموں میں اطاعت کی بھی ممانعت ہے۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَۃَ فِیْ مَعْصِیَۃٍ اِنَّمَا الطَّاعَۃُ فِی الْمَعْرُوْفِ

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں اطاعت تو نیک کاموں میں ہے (بخاری)

5- میرٹ پالیسی کا نفاذ اور ظلم کا خاتمہ کرنے والا

اسلام نے اسلامی حکمران پر یہ بھی ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ ریاست کے مختلف شعبوں میں اہل و دیانت دار افراد کا تقرر کرے، ریاستی عہدوں پر تقرری کے سلسلے میں ذات، قبیلہ، اثرورسوخ اور سفارش و رشوت کو یکسر نظرانداز کرے تاکہ معاشرے کے غریب اہل و تعلیم یافتہ افراد کو ملازمت کے مساوی مواقع مل سکیں اگر اس سلسلے میں اہلیت کو پیش نظر نہیں رکھا جائے گا تو ریاستی معاملات بدعنوان لوگوں کے ہاتھوں میں آ جائیں گے جو معاشرے میں سے اخلاقی اقدار کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ملک کی جغرافیائی ونظریاتی سرحدوں کو کھوکھلا کر دینگے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تقرر کے سلسلے میں اہلیت کو مدنظر رکھنے کا حکم دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (پ5 النساء 58)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے سپرد کردو جو انکے اہل ہیں

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ (پ29 معارج 32)

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں

جبکہ رشوت وناجائز سفارش کے بارے میں فرمان رسول ہے:

عَنْ اَبِیْ اَمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْـہِ وَسَلَّـمَ قَالَ مَنْ شَفَعَ لِاَحَدٍ شَفَاعَۃً فَاَھْدٰی لَہٗ ھَدِیَّۃً عَلَیْھَا فَقَبِلَھَا فَقَدْ اَتٰی بَابًا عَظِیْمًا مِّنْ اَبْوَابِ الرِّبٰوا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کی سفارش کی اور وہ اس کے لئے تحفہ بھیجے جس کو وہ قبول کرلے تو وہ سود کے دروازوں میں سے بہت

Marfat.com

بڑے دروازے پر آ گیا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الامارہ والقضاء)

اور فرمایا رشوت دینے اور لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

6- کفالتِ عامہ

کفالتِ عامہ کا مفہوم یہ ہے کہ اسلامی ریاست کی حدود میں رہنے والے ہر فرد کی بنیادی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کا معقول بندوست کیا جائے یہ انتظام اس قسم کا ہونا چاہئے کہ کوئی فرد بھی محروم نہ رہے، ان ضروریات زندگی میں خوراک، لباس، رہائش، تعلیم وعلاج شامل ہوں اس سے یہ مراد نہیں کہ اسلامی ریاست اس بات کی پابند ہو جاتی ہے کہ وہ ہر فرد کو یہ ضروریات وخدمات بہم پہنچاتی رہے قطع نظر اس کے کہ وہ خود اپنی دولت ومحنت کے ذریعے ان ضروریات کو پورا کر سکتا ہے یا نہیں بلکہ عام حالات میں عام لوگ ان ضرورت کو اپنے ذرائع سے خود پورا کریں گے جبکہ بقدرِ ضرورت مال حاصل نہ کر سکنے والے افراد کو یہ امداد اپنے خاندان والوں یا صاحبِ حیثیت لوگوں سے حاصل ہو سکے گی، جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں فیکٹریوں میں مزدوری کرنے والے محنت کشوں کو عارضی بے روزگاری یا حادثہ ومعذوری کی صورت میں معقول مدد کا اصول وضع کیا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ کسی وجہ سے معاشرے کا کوئی فرد اس انتظام کے باوجود اس طرح کا ہو کہ وہ اپنی کوشش اور محنت سے اپنی بنیادی ضروریات کو پورا نہ کر پائے تو وہ ثبوت پیش کر کے حکومت سے مدد حاصل کر سکے گا جس سے وہ اپنی اہم ضروریات کا بندوست کر سکے گا اسی طرح پوری اسلامی ریاست میں کوئی شخص بھوکا، پیاسا یا ننگا نہ رہے بلکہ حکومت اس طرح کے افراد کی ہر قسم کی دادرسی کی ذمہ دار ہے اور اس ذمہ داری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

مَنْ وَلاهُ عَزَّوَجَلَّ شَيْئًا مِّنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ اِحْتَجَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ دُوْنَ	جسے اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے بعض امور کا نگہبان بنایا ہے اور وہ انکی ضروریات اور فقر سے بے پرواہ ہو کر بیٹھ رہا اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات اور فقر

حَاجَةٍ وَّخَلَّتَهُ وَفَقْرَهُ — سے بے نیاز ہو جائے گا (ابوداؤد کتاب الخراج)

قال عمرو بن مرة لمعاوية انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : مَامِنْ اِمَامٍ یَغْلُقَ بَابَهُ دُوْنَ ذَوِی الْحَاجَةِ وَالْخَلَّةِ وَالْمَسْکَنَةِ اِلَّا اَغْلَقَ اللّٰهُ اَبْوَابَ السَّمَآءَ دُوْنَ خَلَّتَهُ وَ مَسْکَنَتَهُ

عمرو ابن مرہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو امام ضرورت مندوں، فقراء اور مساکین پر اپنے دروازے بند کر دیتا ہے اللہ اسکی ضروریات، فقر اور مسکینی پر آسمان کے دروازے بند کر لیتا ہے۔ (ترمذی کتاب الاحکام)

یہ حدیث صاحب اختیار کو ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا پابند بنانے کے لئے کافی ہے وگرنہ اللہ کی سخت ناراضگی مول لے گا۔

7- بے سہاروں کی سرپرستی

دارالاسلام کا حکمران بے سہارا افراد کا ولی بھی ہوتا ہے ان کے سرپرستوں کی چھوڑی ہوئی ذمہ داریاں مثلاً بے سہارا اہل وعیال کی کفالت بھی حکمران پر عائد ہوتی ہے اور اسلام نے حاکم کو یہ ذمہ داریاں پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے:

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلٰی مَنْ لَّا مَوْلٰی لَهُ (ترمذی کتاب الفرائض)

جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کا سرپرست اللہ اور اس کا رسول ہے۔

اَلسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّاوَلِیَّ لَهُ (ترمذی کتاب النکاح)

جس کا کوئی سرپرست نہ ہو اس کی سرپرست حکومت ہے۔

اگر ایسے افراد پر کوئی قرض ہو تو اس کی ادائیگی بھی حکمران کی ذمہ ہو گی اس بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ:

اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تَوَفّٰی وَعَلَیْهِ دَیْنٌ فَعَلَیَّ قَضَاهُ (کتاب الاموال ابوعبید)

مجھ سے مسلمانوں کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ لگاؤ ہے پس جو مقروض وفات پائے اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہو گی۔

Marfat.com

دستور پاکستان میں افراد کے معاشرتی و مذہبی حقوق کا اجراء و نفاذ

پاکستان کے آئین میں یہاں کے تمام باشندوں کو آزادی، نقل و حرکت کی آزادی، تقریر و تحریر کی آزادی کا حق دیا گیا ہے انہیں ایک خاص حد میں رہتے ہوئے ان چیزوں کی آزادی دی گئی ہے اس کے علاوہ معاشرے میں شرف انسانیت کو تسلیم کیا گیا ہے اس کے تحت فرد کی عزتِ نفس، گھر اور چار دیواری کو تحفظ دیا گیا ہے یہ تحفظ تمام لوگوں کے لئے یکساں ہے کسی فرد کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ کسی دوسرے فرد کے دستوری نجی و اجتماعی معاملات میں دخل دے اس کا ذکر ذیل میں اس طرح ہے:

1-فرد کی آزادی

کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے

پہلا دستوری حق یہ ہے کہ جب تک قانون اجازت نہ دے کسی شخص کو اس کی زندگی اور آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا، آرٹیکل ہذا ایک وضاحت ہے کہ کسی شخص کو کسی کی جان اور آزادی سے کھیلنے کی اجازت نہ ہوگی جب تک قانون اسے اس امر کی اجازت نہ دیتا ہو کوئی سرکاری آدمی، یا عام فرد کسی کو نہ تو محبوس کر سکتا ہے اور نہ ضرر پہنچا سکتا ہے جب تک اسے ایسا کرنے کا قانونی اختیار حاصل نہ ہو ایسی صورت میں عدالت عالیہ محبوس شخص کی رہائی کا حکم دے گی۔ (پی ایل ڈی 1957 لاہور 813)

2- نقل و حرکت وغیرہ کی آزادی

ہر شہری کو پاکستان میں رہنے اور مفاد عامہ کے پیش نظر قانون کے ذریعہ عائد کردہ کسی معقول پابندی کے تابع، پاکستان میں داخل ہونے اور اس کے ہر حصے میں آزادانہ نقل و حرکت کرنے اور اس کے کسی حصے میں سکونت اختیار کرنے اور آباد ہونے کا حق ہوگا۔

3- تقریر وغیرہ کی آزادی

اسلام کی عظمت یا پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سالمیت، سلامتی یا دفاع، غیر

ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات' امن عامہ' تہذیب یا اخلاق کے مفاد کے پیش نظر یا توہین عدالت' کسی جرم (کے ارتکاب) یا اس کی ترغیب سے متعلق قانون کے ذریعے عائد کردہ مناسب پابندیوں کے تابع ہر شہری کو تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کا حق ہوگا اور پریس کی آزادی ہوگی۔

اسلامی طریق زندگی

1- پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لئے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔

2- پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل کے لئے کوشش کرے گی۔

(الف) قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا' عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لئے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت اور اشاعت کا اہتمام کرنا۔

(ب) اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ دینا

(ج) زکوٰۃ (عشر) اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کا اہتمام کرنا۔

4- معاشرتی انصاف کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ

(الف) مملکت پسماندہ طبقات یا علاقوں کے تعلیمی اور معاشی مفادات کو خصوصی توجہ کے ساتھ فروغ دے گی۔

(ب) کم سے کم ممکنہ مدت کے اندر ناخواندگی کا خاتمہ کرے گی اور مفت اور لازمی ثانوی تعلیم مہیا کرے گی۔

(ج) فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم کو عام طور پر ممکن الحصول اور اعلیٰ تعلیم کو لیاقت کی بنیاد پر سب کے لئے مساوی طور پر قابل دسترس بنائے گی۔

Marfat.com

(د) سستے اور سہل الحصول انصاف کو یقینی بنائے گی۔

(ہ) منصفانہ اور نرم شرائط کار' اس امر کی ضمانت دیتے ہوئے کہ بچوں اور عورتوں سے ایسے پیشوں میں کام نہ لیا جائے گا جو ان کی عمر یا جنس کے لئے مناسب نہ ہوں' تقرر کرنے کے لئے' اور ملازم عورتوں کے لئے زچگی سے متعلق مراعات دینے کے لئے احکام وضع کرے گی۔

(و) مختلف علاقوں کے افراد کو تعلیم' تربیت' زرعی اور صنعتی ترقی اور دیگر طریقوں سے اس قابل بنائے گی کہ وہ ہر قسم کی قومی سرگرمیوں میں' جن میں ملازمت پاکستان میں خدمت بھی شامل ہے۔ پورا پورا حصہ لے سکیں۔

(ز) عصمت فروشی' قمار بازی اور ضرررساں ادویات کے استعمال' فحش ادب' اور اشتہارات کی طباعت' نشر و اشاعت اور نمائش کی روک تھام کرے گی۔

(ح) نشہ آور مشروبات کے استعمال کی' سوائے اس کے کہ وہ طبی اغراض کے لئے یا غیر مسلموں کی صورت میں مذہبی اغراض کے لئے ہو' روک تھام کرے گی اور

(ط) نظم و نسق حکومت کی مرکزیت دور کرے گی تاکہ عوام کی سہولت بہم پہنچانے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اس کے کام کے مستعد تصفیہ میں آسانی پیدا ہو۔

مذکورہ بالا آئین کی سطور میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے تعلیم وصحت کی سہولت تمام افراد کو حکومت کی جانب سے فراہم کی جائے گی بلکہ پسماندہ لوگوں کو یہ مواقع زیادہ فراہم کئے جائیں گے تاکہ وہ بھی معاشی و معاشرتی طور پر خوش حال ہو سکیں۔

5- مذہب وغیرہ کے بارے میں تعلیمی اداروں سے متعلق تحفظات

کسی شہری کو محض نسل' مذہب' ذات یا مقام پیدائش کی بناء پر کسی ایسے تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے محروم نہیں کیا جائے گا' جسے سرکاری محاصل سے امداد ملتی ہو۔

(4) اس آرٹیکل میں مذکور کوئی امر معاشرتی یا تعلیمی اعتبار سے پسماندہ شہریوں کی ترقی

Marfat.com

کے لئے کسی سرکاری ہیئت مجاز کی طرف سے اہتمام کرنے میں مانع ہوگا۔

اگر کسی تعلیمی ادارہ کو سرکاری گرانٹ ملتی ہو تو اس ادارہ میں کسی طالب علم کو محض ذات' مذہب یا جائے رہائش کی بنا پر داخلہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا' تاہم ادارہ میرٹ کی کوئی دیگر پالیسی اپنا سکتا ہے (پی ایل ڈی 1965ء لاہور 272) اگر داخلہ سے انکار آرٹیکل ہذا میں بیان کردہ وجوہات کے علاوہ کسی اور درجہ (Ground) کی بنا پر نہ دیا گیا ہو تو آرٹیکل ہذا کے تحت بنیادی حق کی خلاف ورزی تصور نہ ہوگی۔

(پی ایل ڈی 1987ء لاہور 336)

شرف انسانی وغیرہ قابل حرمت ہوگا

1- شرف انسانی اور قانون کے تابع' گھر کی خلوت قابل حرمت ہوگی۔

2- کسی شخص کو شہادت حاصل کرنے کی غرض سے اذیت نہیں دی جائے گی۔

شرح

یہ آرٹیکل دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں شرف انسانی کو قابل حرمت قرار دیا گیا ہے دوسرے حصہ میں گھر کی خلوت کو قابل حرمت کہا گیا ہے تاہم اس حصہ کو قانون کے تابع کیا گیا ہے جبکہ پہلے حصہ پر کسی قانون کا اطلاق نہیں ہوتا' اس لئے شرف انسانی کے مخالف کوئی عمل غیر دستوری ہوگا' ایسی تمام سزائیں جو غیر انسانی ہوں شرف انسانی کے منافی ہونے کی بنا پر آرٹیکل ہذا کے تحت غیر دستوری ہوں گی اس میں قید تنہائی اور کسی کے گھر میں وحشیانہ طور پر در آنا بھی شامل ہے (پی ایل ڈی 1973ء لاہور 120)

اس آرٹیکل کے تحت گھر کا تحفظ بھی فراہم کیا گیا ہے لیکن یہ تحفظ قانون کے تابع ہے اس لئے اگر کسی سرکاری یا غیر سرکاری فرد کو کسی قانون کے تحت کسی گھر میں بغرض گرفتاری یا تلاشی خانہ داخل ہونے کا اختیار دیا گیا ہو تو اس کا یہ فعل آرٹیکل ہذا کی خلاف ورزی نہ ہوگا' چوری چھپے کسی کے گھر میں گھسنا' دیوار سے کودنا' گفتگو ٹیپ کرنا' چوری چھپے تصاویر بنانا خلوت میں دخل اندازی ہے' اعتراف جرم کروانے کے لئے ایذا پہنچانا اس آرٹیکل کی رو سے اور دیگر ملکی قوانین کی رو سے غیر قانونی فعل ہے لیکن اس کے باوجود بعض تفتیشی افسران

ناقابل بیان ایذا دینے میں شہرت رکھتے ہیں۔ اس قسم کی تمام ایذائیں اس آرٹیکل کی رو سے ممنوع ہیں، بعض ممالک میں پولیس اعتراف جرم کی غرض سے ملزموں کو رات بھر جگائے رکھتے ہیں، الٹا لٹکا دیتے ہیں، برف کی سل پر لٹا دیتے ہیں یہ تمام باتیں دستور کی رد سے ممنوع ہیں تاہم ان پابندیوں پر عمل درآمد مشکل سے ہی ہوتا ہے۔

7۔ علاقائی اور دیگر مماثل تعصّبات کی حوصلہ شکنی کی جائے گی

مملکت شہریوں کے درمیان رنگ و نسل علاقائی قبائلی فرقہ بندی اور صوبائی تعصّبات کی حوصلہ شکنی کرے گی۔

شرح

پاکستان ایک نظریہ کا نام ہے۔ پاکستان کا حصول اسلام کے نام پر ہوا۔ اسلام میں ذات پات، رنگ، نسل کی بنا پر تقسیم کی ممانعت کی گئی ہے اس لئے مملکت کا فرض ہے کہ ملک میں طبقاتی کشمکش اور رنگ، نسل کی بنا پر طبقاتی تقسیم کی حوصلہ شکنی کرے، اسی لئے آرٹیکل ہذا میں یہ حکومت کا فرض قرار دیا گیا ہے، ملک کے شہریوں کے درمیان علاقائی نسل، قبائلی، فرقہ وارانہ اور صوبائی تعصّبات کی حوصلہ شکنی کرے۔

Marfat.com

چھٹا باب

اہل ایمان کی شان و عظمت کے تحفظ کیلئے خصائلِ رذیلہ کا خاتمہ

انسان کے اندر خصائل حمیدہ کے علاوہ حیوانی جذبات بھی موجود ہیں جب یہ جذبات انسان پر غالب آ جاتے ہیں تو وہ ایسے افعال سرانجام دینے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتا جس سے جنگل کے درندے بھی پناہ مانگتے ہیں' اور جب انسان سے یہ افعال سرزد ہوتے ہیں تو پھر انسان اسفل السافلین کی پستی میں گر کر جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے کیونکہ وہ مادیت پر تکبر کے ذریعے خود کو اعلیٰ اور باقی انسانوں کو فالتو و رذیل خیال کر کے ان پر ہر قسم کے ظلم کو اپنے لئے روا سمجھ لیتا ہے' وہ کفر و شرک' عقیدہ و فکر کے فساد' قتل' زناء' نشہ' حقوق العباد کی بربادی' کینہ' بغض' تمسخر جہالت جیسے رذیل افعال میں پڑ کر انسانیت کے ساتھ ہمدردی و محبت سے خالی و کوتاہ ہو جاتا ہے وہ اپنے لئے عزت جبکہ باقی افراد کے لئے ذلت کو پسند کرنے لگتا ہے اور اس کی زندگی کے دستور سے انسانوں سے الفت کے تمام جذبات مفقود ہو جاتے ہیں' وہ اپنے لئے محبت جبکہ باقی لوگوں کے لئے نفرت کا خواہاں بن جاتا ہے چونکہ یہ تمام افعالِ خبیثہ ہیں اس لئے اسلام نے ان سے منع فرما دیا ہے اور واضح کر دیا ہے جو ان افعالِ قبیحہ میں مشغول ہو گا وہ اللہ کے نزدیک برا آدمی بن جائے گا۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ان سے حکماً روکا ہے کیونکہ ان کی موجودگی میں

Marfat.com

کوئی فرد اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ نہیں بن سکتا اور یہ سب اعمال اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہے' اس لئے اسلام میں انسان کے بدتر ہونے کا جو معیار ہے وہ بھی یہی اعمالِ خبیثہ ہیں' ان افعالِ خبیثہ کا ارتکاب کرنے والا خبیث ترین آدمی ہے کیونکہ اسلام کی نظر میں ذات' نسب' رنگ' وطن کی بناء کوئی فردِ مسلم برا نہیں ہے بلکہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا برا فرد ہے اور ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس کی وضاحت قرآن وسنت میں کر دی گئی ہے لیکن یہاں اس باب میں اختصار کے ساتھ چند ایک چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ آخر اسلام میں کون سا فرد برا ہے اور اس کی کیا نشانیاں ہیں اور ایک مومن آدمی میں کیا خوبیاں ہونی چاہئیں۔

1- کبیرہ گناہوں کے خاتمہ کی حکمت

اسلام نے ایسے بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کا حکم دیا ہے جن سے معاشرے میں عقیدہ وعمل کے لحاظ سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور پھر ان کی وجہ سے معاشرے میں کچھ افراد پر ظلم کیا جاتا ہے اور ان کی جان و مال کو تباہ کیا جاتا ہے' مثال کے طور پر جو معاشرہ توحید کا قائل نہیں ہوگا اس میں انسانوں کا ذاتی بنایا ہوا ضابطہ لاگو کیا جائے گا جو کہ خامیوں سے مبراء نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ایسے مذہب کو مدون کرنے والا خود انسان ہوتا ہے وہ چند افراد کے لئے خصوصی اعزازات جبکہ باقی افراد کو ان سے محروم کر دے گا' جس طرح کہ آج بھی ہندو دھرم میں یہ بات برہمن کے لئے موجود ہے اسی طرح قتل و غارت گری معاشرے کے وجود کو خطرے میں ڈال دیتی ہے' بے حیائی نسلوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے' جادو سود اور جوئے سے بغیر محنت سے دولت' ایک فرد سے دوسرے فرد کے ہاتھ لگ جاتی ہے' جس سے ایک طرف تو بے شمار انسانوں کی حق تلفی ہوتی ہے تو دوسری طرف اس دولت کو حاصل کرنے والے اس کا استعمال ناجائز کرتے ہیں' جس سے معاشرے میں لالچ' بغض وعناد اور فساد برپا ہو جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے گناہوں سے روکا ہے اور ان سے نہ رکنے کی صورت میں دردناک عذاب کا ڈر سنایا ہے تاکہ لوگ ان سے باز آ جائیں اور اپنے مالی و جانی وسائل

Marfat.com

کو ضائع نہ کریں بلکہ ان کو دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے استعمال کریں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝

اے ایمان والو! بے شک شراب اور جواء اور بت اور پانسے سب ناپاک شیطانی عمل ہیں پس تم ان سے رک جاؤ' تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔ بیشک شیطان یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے تو کیا تم ان سے رکنے والے ہو۔ (پ7 مائدۃ 91-90)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّیْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

(بخاری' مشکوۃ جلد اوّل کتاب الایمان ح3)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' سات ہلاک و برباد کرنیوالی برائیوں سے بچو' لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ سات مہلک برائیاں کون سی ہیں' فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک' جادو کرنا' کسی کو ناحق قتل کرنا' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' کفار سے لڑائی کے دن انکے مقابلے سے بھاگ جانا' اور بیگناہ' پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

زمانہ ماضی میں تکبر کی تباہ کاریاں

تکبر ایک ایسا موذی مرض ہے جب کسی انسان میں پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اس کے دل سے رحم' محبت' ہمدردی' ایثار و اخلاق کے تمام جذباتِ خیر خواہی یکسر ختم ہو جاتے ہیں وہ زر و جواہر کو انسانیت پر فوقیت دینے میں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ ایسا انسان اتنا

Marfat.com

سرکش ہو جاتا ہے کہ اسے انسانوں کو ناحق دکھ پہنچا کر لذت محسوس کرنے میں ذرا عار نہیں ہوتی وہ چند ٹکوں پر انسانوں کے گوشت پوست کا سوداگر بننے سے بھی نہیں گھبراتا مادی وسائل کی کثرت اور سامانِ تعیش کی ریل پیل اور خواہش اسے اتنا اندھا بنا دیتی ہے کہ وہ باعزت انسانوں کی عزت کو خاک میں ملانے سے ذرا نہیں گھبراتا کیونکہ نسل قومیت وطنیت و مادیت پر غرور ایسا عفریت ہے کہ جس نے آج تک کروڑوں انسانوں کو اذیت ناک موت کی نیند سلا دیا ہے۔

چنگیز، ہٹلر متکبر انسانوں کی بدنما صورتیں ہیں جنہوں نے لاتعداد معصوم انسانوں کو اپنی قوت و اقتدار اور قومیت پر تکبر کی بھینٹ چڑھا دیا اور لاکھوں انسانوں کو گولیوں تلواروں اور نیزوں کی نوک پر چڑھا کر ان کی سسکیوں اور چیخ و پکار پر لذت محسوس کر کے اپنے تکبر کو فرو کیا، جابر انسانوں کے ذات ونسب اور مادیت پر تکبر نے انسانیت کو ذہنی جسمانی دکھوں کی ایسی دوزخ میں اوندھے منہ پھینک دیا جہاں سے ان کا آج تک نکلنا مشکل ہو گیا کیونکہ نسب و مادیت پر بپھرے ہوئے جابر انسان ہی ان مظلوم انسانوں کو ان ذہنی و جسمانی اذیت خانوں میں قید کر کے پہرہ دے رہے ہیں۔ وہ جدید دنیا کی تمام مادی ترقیوں سے ان مظلوم انسانوں کو دور کرنے کا باعث بنے بیٹھے ہیں بقول علامہ اقبال:

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انسان نوعِ انساں کا شکاری ہے (بانگ درا)

اور یہ سلسلہ شاید اس وقت تک چلتا رہے جب تک کہ انسانوں کے دل و دماغ سے نسب و مادیت پر تکبر نہیں نکل جاتا اور اس کی جگہ ان کے دلوں میں وہی رحم، الفت و محبت اور ایثار کے جذبے نہیں پیدا ہو جاتے جو ہر انسان اپنے لئے پسند کرتا ہے شاید اس وقت ہندوستان کے سولہ کروڑ شودروں کو انسانوں کے ماحول میں کوئی آرام وسکون مل سکے۔

چونکہ ذات ونسب اور مادیت پر تکبر اتنا گناہ عظیم ہے کہ جس کی بنا پر اس خاک

Marfat.com

کے پتلے انسان نے خدائی کا دعویٰ تک کر دیا تھا اس لئے اسلام کے نزدیک تمام گناہوں سے بڑھ کر تکبر قابلِ نفرت ہے کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور انسانوں کو انسانیت سے دور کر دیتا ہے اس لئے اسلام نے سب سے زیادہ اسکا سدِ باب کیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو اس حقیقت سے خبردار کر دیا ہے کہ کسی بھی چیز پر تکبر اللہ کے نزدیک انتہائی قبیح فعل ہے اور اس کی سزا اللہ نے دوزخ مقرر کر رکھی ہے۔

جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝

(پ 21 لقمان 18)

(ازراہ غرور) لوگوں سے بات کرنے میں کج روی اختیار نہ کر اور نہ ہی زمین پر اکڑ کر چل، بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا غرور نہ کرو دوسروں کو حقیر نہ سمجھو کہ وہ تجھ سے بات کریں اور تو ان کی طرف سے منہ پھیر لے۔ (مظہری)

قرآن مجید میں تکبر سے ایک اور آیت میں اس طرح منع کیا گیا ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝

(پ 15 بنی اسرائیل 37)

اور زمین پر اکڑ کر مت چلو کیونکہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکے گا اور نہ بلندی میں پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ سکے گا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کسی بھی چیز پر تکبر کی ممانعت کی ہے اور تکبر پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے واضح طور پر اس حقیقت کا انکشاف فرمایا ہے کہ اللہ کو تکبر کرنے والے لوگ اچھے نہیں لگتے۔

تکبر کرنے والوں کا انجام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ تکبر دوسروں کو حقیر سمجھنے والے کو دوزخ کا ایندھن قرار دیا ہے اور اس بات کی وضاحت فرما دی کہ جس شخص کے دل میں تھوڑا سا

Marfat.com

تکبر بھی ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

(ترمذی جلد دوم ابواب البر والصلۃ ماجاء فی الکبر حدیث 2026)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنَةً قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

(مسلم بحوالہ مشکوۃ ج 2 ادب باب القضب ومکبر حدیث 4879)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جسکے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو ایک شخص عرض گزار ہوا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اسکا لباس اچھا ہو فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور حسن و جمال کو پسند کرتا ہے فرمایا کہ تکبر تو حق کو جھٹلانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

ان احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر کی تعریف یہ کی ہے کہ غرور کی بناء پر دوسروں کو حقیر سمجھا جائے' دولت' مکان' سواری' جائیداد کی بناء پر لوگوں کو رذیل سمجھنا اسی زمرے میں ہی آتا ہے' ایسا شخص اسلام کی سچی تعلیمات سے تمسخر اڑانے کا مرتکب ہوتا ہے اس لئے ایسے شخص کو اسلام نے بدترین انسان کہا ہے جس کی دلیل اس حدیث سے یوں ملتی ہے۔

ابو سعید کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے ایک درجہ تواضع اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور جو ایک درجہ تکبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ گرائے گا حتیٰ کہ اسے اسفل السافلین میں پہنچا دے گا

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد حدیث 1979)

اگرچہ تکبر کی پوری وضاحت کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے لیکن سلیم الطبع

Marfat.com

حضرات کے لئے اتنا بھی کافی ہے۔

یہاں تکبر کے انجام سے آگاہی کے طور پر لباس پر اترانے والے شخص کے انجام کے بارے میں ایک حدیث نقل کی جاتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے اللہ تعالیٰ اس کی جانب (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا' (مسلم) نیز فرمایا تہبند کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہوگا وہ جہنم میں ہوگا۔ (بخاری)

معاشرے میں اونچ نیچ کا اصل سبب غرور و تکبر اور ذاتی نمود و نمائش ہے اس لئے اسلام نے اس کا ہر سطح پر تدارک کیا ہے اور حکم دیا ہے آپس میں تکبر کی بجائے عاجزی و الفت کا سلوک کیا جائے' کوئی فرد مادی اشیاء کی بناء پر اپنے آپ کو مافوق الفطرت نہ سمجھے بلکہ خود کو ایک عاجز انسان ہی جانے اور بحیثیت مسلمان اپنے کمزور مسلمانوں کی دل آزاری نہ کرے' پس جب دلوں سے تکبر جاتا رہے گا تو معاشرے میں حقیقی و روحانی مساوات قائم ہو جائے گی' اور ہر طرف ایمان کی بناء پر افراد کی تعظیم کی جائے گی۔

Marfat.com

(ج) غیبت کے خاتمہ میں عظمت مومن کا پہلو

حدیث کی رو سے غیبت یہ ہے کہ کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے برائی کی جائے اگر چہ وہ ذاتی قسم کی برائی اس مسلمان میں موجود ہی کیوں نہ ہو۔

اصل میں غیبت کرنے والا کسی مسلمان کی ایسی جگہ پر تذلیل کرتا ہے جہاں وہ اپنی صفائی بھی پیش نہیں کرسکتا اور نہ ہی اپنی عزت و ناموس کا تحفظ کرسکتا ہے اس لئے دین اسلام میں غیبت کو بہت بڑا گناہ ہے کہ جس کے ارتکات سے ایک مسلمان بے عزت ہو جاتا ہے یہ بات اسلام کو ہرگز پسند نہیں کیونکہ اسلام نے تو ہر مسلمان کو معزز و قابلِ عزت قرار دیا ہے۔

جس معاشرے میں غیبت حد سے بڑھ جائے اس معاشرے کے لوگ ایک دوسرے سے شکی و ناخوش رہتے ہیں اور اجتماعی امن وسکون بالکل برباد ہو جاتا ہے فرد کی عزت واحترام کا جذبہ مفقود ہو جاتا ہے احترامِ انسانیت فردِ اسلام کی تعلیم کا اہم جزو ہے جو غیبت کی وباء میں پنپ نہیں سکتا۔

اسلامی مساوات کا نظام کلی طور پر روحانی ہے جو فرد کو فرد کے احترام و مقام سے آگاہ کر کے دلوں کے ٹیڑھے پن کو دور کرتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں کینہ وبغض اور حسد نکال کرانہیں ایک دوسرے کے اتنا قریب کر دیتا ہے کہ وہ رنگ ونسل اور جغرافیہ کے اختلافات کو بھلا کر خونی رشتوں سے زیادہ محبت اور قربت کے بندھنوں میں منسلک ہو جاتے ہیں جبکہ غیبت کی موجودگی میں یہ روحانی فضاء قطعاً قائم نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ غیبت

Marfat.com

انسانیت کی تذلیل کا نام ہے جبکہ اسلام انسانیت کو اوجِ ثریا تک پہنچانے کا داعی ہے اس لئے اسلام نے غیبت کا مکمل انسداد کر کے الفت و محبت کو پروان چڑھایا ہے۔

غیبت اتنا متعفن و غلیظ فعل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مرے ہوئے بھائی کے گوشت کو نوچنے سے تشبیہ دی ہے اور مسلمانوں کو اس سے باز رہنے کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○

(پ26 حجرات 12)

اے ایمان والو! بدگمانیوں کی کثرت سے اپنے دامن کو بچایا کرو بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ کسی کی برائیاں تلاش کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا تم تو اس سے کراہت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا رحم والا ہے۔

اس آیت میں ظن سے اس لئے منع کیا گیا ہے کیونکہ ظن کے اندر کسی کے متعلق محض گمانِ غالب یا شک و وہم پایا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے گمان سے منع فرمایا جس کی بنیاد شک پر استوار ہو لہٰذا اسے گناہ قرار دیا اور اس کے علاوہ مسلمانوں کے بارے میں جاسوسی وٹوہ سے بھی منع کیا گیا ہے مزید براں غیبت کو اپنے مرے ہوئے بھائی کے گوشت کھانے کے مذموم گناہ سے موسوم کیا ہے، تاکہ مسلمان اس سے باز آ جائیں اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کی طرف سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں کو اور گوشت کو نوچ رہے تھے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں ان کی غیر موجودگی میں برائی کر کے ان کی آبروریزی کرتے ہیں (بغوی بحوالہ مظہری)

ایک دفعہ ایک مسلمان پر گناہ کی بناء پر حد جاری کی گئی، تو اس کے وصال پر بعض

Marfat.com

حضرات نے اس کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

اس گدھے کی لاش سے کھاؤ' دونوں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو کون کھاتا ہے؟ فرمایا کہ تم نے جو اپنے بھائی کی ابھی آبروریزی کی ہے وہ اس میں سے کھانے کی نسبت زیادہ سخت ہے' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' اب وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے۔

(ابوداؤد جلد سوم اول کتاب الحدود حدیث 1021)

معلوم ہوا ہے کہ اسلام تو وصال شدہ مسلمانوں کی برائی سے بھی بچنے کا حکم دیتا ہے اور اسے مردار کے کھانے سے تشبیہ دیتا ہے۔

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جو زبانی ایمان تو لے آؤ لیکن ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں تم مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو' اور نہ ان کی عزت کے درپے رہا کرو' کیونکہ جو انہیں بے عزت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی عزت کے پیچھے پڑ جائے گا تو جس کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑ جائے گا اسے گھر میں ہوتے ہوئے ہی ذلیل کر دے گا۔ (ابوداؤد جلد سوم کتاب الادب حدیث 1451)

کینہ بغض اور حسد سے رک جاؤ

کینہ و بغض سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ بلاوجہ عداوت و دشمنی اختیار کی جائے اور طرح طرح کے حیلوں' بہانوں سے نہتے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے' ان کے خلاف صرف اور صرف تعصب کی بناء پر محاذ آرائی کو ہوا دی جائے' جس سے ان کے مال وعزت کو نقصان پہنچے حسد سے مراد یہ ہے کہ کسی مسلمان کے پاس اللہ کی دی ہوئی نعمت کو دیکھ کر اسے نظر بد سے دیکھا جائے' اور اس نعمت پر زوال کے لئے بددعا کی جائے یا کسی نہ کسی طرح اس سے چھیننے کی کوشش کی جائے' معاشرے میں حسد امیر و غریب دونوں قسم کے لوگوں میں ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بلا تخصیص لوگوں کو مختلف خوبیوں سے نوازا ہے کیونکہ کسی چیز کی عطا کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے تو اس کی اس عطا پر

Marfat.com

حسد کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی ذات پر تنقید کرنے کے برابر ہے جو کسی طرح بھی قابل پسند نہیں ہو سکتا اس لئے اسلام نے ان گناہوں کی ممانعت کی ہے۔

عام طور پر معاشرے میں جو بھی بدامنی و بے چینی پائی جاتی ہے وہ ان افعال قبیحہ کی بدولت ہی ہے اگر اسلامی معاشرے میں یہ افعال تعصب نہ ہوں تو لوگ باہمی طور پر شیر و شکر ہو کر رہیں اور ان کے درمیان اسلامی اتحاد و الفت کے جذبات عیاں ہوں' ذاتیات کا بھوت اپنی موت آپ مر جائے' اسلامی معاشرہ عصر نبوی و خلافت راشدہ کا مظہر ہو جائے کہ جس میں ان گناہ کے کاموں کو بہت بڑے فتنے سمجھا جاتا ہے۔

کیونکہ کینہ' بغض اور حسد مومنین کے مقام اعزاز کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہیں اس لئے اسلام نے ان افعال سے بڑی شدت سے منع کیا ہے' اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان گناہوں سے پرہیز کریں اور اسلامی اتحاد و الفت کی زنجیر میں بڑی مضبوطی سے منسلک ہو جائیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 1003)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور دوسروں کے عیب تلاش نہ کرو' نہ کسی کی جاسوسی کرو' نہ کسی سے حسد کرو اور نہ کسی سے بغض و کینہ رکھو اور اے اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائیوں کی طرح ہو جاؤ۔

چغل خوری کی ممانعت

حدیث شریف میں چغل خور کو انتہائی مذموم شخص کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ دو مونہوں والا شخص ہے جو دو مسلمانوں کے درمیان رخنہ اندازی کرتا ہے' انہیں ایک دوسرے سے بدظن کرتا ہے ایسا شخص بیک وقت کئی گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے کینہ پروری'

Marfat.com

حسد، غیبت تمام افعال کو اپنا کر وہ چغلی کھانے کا ارتکاب کرتا ہے، اس لئے اسلام نے اسے بدترین انسان کہا ہے اور اللہ کی رحمت کی جگہ جنت سے محروم کہا ہے حدیث شریف میں آتا ہے:

فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

حضرت خذیفہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 993)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قیامت کے روز سب سے برا دو منہ والے آدمی کو دیکھو گے جو ایک کے منہ پر کچھ کہتا ہے اور دوسرے کے منہ پر کچھ (بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 995)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں دو منہ والا ہو تو قیامت کے دن اس کی زبان آگ کی ہوگی۔ (دارمی)

برے نام رکھنے کی ممانعت اور شانِ مومن

چونکہ انسان کا نام ہی اس کا پہلا تعارف ہوتا ہے اگر کسی کا نام ہی تضحیک آمیز، رسوا کن، حقیر و ہلکا ہو تو لوگوں کو اس کی شخصیت کے بارے میں اس کا نام سن کر شک گزرنے لگے گا اس لئے دین اسلام نے اپنے سچے ماننے والوں کی ہر مقام پر عزت و احترام کا تحفظ قائم رکھا ہے اور انہیں معزز افراد قرار دیا ہے لہٰذا دین اسلام نے اس بات سے منع کر دیا ہے کہ اس کا کوئی بھی ماننے والا اپنے بچوں کا ایسا نام نہ رکھے جس سے کسی قسم کی ذلت و رسوائی، یا مافوق الفطرت ہونے یا بے جا بڑھائی کا شائبہ ہوتا ہو دین اسلام میں خوبصورت اور معزز نام رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے لئے حکم ہے کہ تم اپنے بچوں کے نام انبیاء کرام کے ناموں پر رکھو، اس کا مطمعٔ نظر یہ ہے کہ تم بچپن سے ہی کسی بڑھائی یا رسوائی سے اپنے بچوں کو منسوب نہ کرو کیونکہ اصل عزت تو نیک اعمال سے ہے بہرحال نام خوبصورت رکھو چنانچہ اس موضوع پر ذیل کی احادیث سے اس حقیقت کو بخوبی جانا جا

Marfat.com

سکتا ہے۔

عَنْ اَبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَآئِكُمْ اِلَى اللهِ عَبْدُاللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن سب سے زیادہ پسند ہیں۔

(ابوداؤد جلد سوم ادب باب فی التفسیر الاسماء:1514)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَسْمَآئِكُمْ وَالسَّمَآءِ اٰبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَآئِكُمْ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قیامت کے روز اپنے اپنے باپ کے نام سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔

(ابوداؤد جلد سوم ادب فی التفسیر الاسماء حدیث 1513)

عَنْ اَبِی وَهْبِ نِ الْجُشَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمُّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِيَآءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَى اللهِ عَبْدُاللهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام بہت پسند ہیں۔ (ابوداؤد حوالہ بالا حدیث 1515)۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درجہ ذیل احادیث میں برے نام رکھنے سے منع فرمایا ہے:

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ اِلَى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِیْ اَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اِسْمِیْ

عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ کا بیان ہے کہ میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا تھا تو انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ میرے جد امجد حضرت حزن رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر

Marfat.com

حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا بِـمُغَيِّرٍ اِسْمًا سَمَّانِيهِ اَبِی قَالَ ابْنُ الْـمُسَيَّبُ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ

(ابوداؤد حوالہ بالا حدیث 1521)

ہوئے تو آپ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ میرا نام حزن ہے' فرمایا: بلکہ تم سہل ہو' عرض گزار ہوئے کہ میرے باپ نے جو نام رکھا ہے میں اسے بدل نہیں سکتا' ابن مسیّب نے فرمایا کہ اس کے بعد ہمیشہ ہمارے درمیان رنج وغم رہا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نام سے نحوست' غم یا برائی کا پہلو نکلتا ہو' اس نام کا اثر اس کی شخصیت پر پڑ سکتا ہے' مذکورہ بالا حدیث کے مطابق حضرت حذن رضی اللہ عنہ اپنا نام رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق سہل رکھ لیتے تو انہیں ہمیشہ کے لئے غم سے نجات مل جاتی۔

ذیل کی احادیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نام رکھنے سے بعض ظاہری وجوہات کی بناء پر منع کر دیا ہے اسی طرح لفظ شہنشاہ یا بادشاہ بطور نام رکھنے سے بھی منع کیا گیا ہے تاکہ کوئی فرد اپنے نام پر ہمیشہ کے لئے تکبر سے خود کو برباد نہ کر لے کیونکہ تکبر تمام برائیوں سے برا عمل ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَّلَا رَبَاحًا وَّلَا نَجِيْحًا وَّلَا اَفْلَحَ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ فَيَقُوْلُ لَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهُ قَالَ لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَّلَا يَسَارًا وَّلَا اَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا

(ابوداؤد حوالہ بالا حدیث 24-1523)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے لڑکے کا یسار' رباح' نجیح' اور افلح نام نہ رکھا کرو کیونکہ تم پوچھو گے کہ فلاں ہے؟ وہ نہ ہوا تو جواب دینے والا کہے گا کہ نہیں ہے اور اسی طرح کی ایک روایت میں فرمایا: اپنے لڑکے کے نام رباح' یسار' افلح اور نافع نہ رکھا کرو۔

Marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَی الْاَسْمَآءِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ یُّسَمّٰی مَلِكَ الْاَمْلَاكِ (رواه البخاری) وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اَغْیَظُ رَجُلٍ عَلَی اللهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَخْبَثُهٗ رَجُلٌ کَانَ یُسَمّٰی مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَامَلِكَ اِلَّا اللهُ

(ابوداؤد حوالہ بالا حدیث 1526)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کا نام سب سے بُرا ہوگا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہو (بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے غضب ناک اور سب سے خبیث وہ شخص ہوگا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہو کیونکہ نہیں ہے بادشاہ مگر اللہ!

مسلمان برے نام تبدیل کرلیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی اشخاص کے نام اس لئے بدل دیئے کہ وہ معنوی لحاظ سے اچھے نہ تھے اس کا ذکر ہمیں ذیل کی احادیث سے ملتا ہے:

عَنْ بَشِیْرِ بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَمِّهٖ اُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِیِّ اَنَّ رَجُلاً یُّقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ کَانَ فِی النَّفَرِ الَّذِیْ اَتَوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَااسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ

بشیر بن میمون نے اپنے چچا حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی کو اصرم کہا جاتا تھا اور وہ اس جماعت میں تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کہ تمہارا کیا نام ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ اصرم' فرمایا کہ تم زرعہ ہو۔

(ابوداؤد بحوالہ بالا حدیث 1519)

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةَ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دین اسلام ہر مسلمان کو یہ درس دیتا ہے کہ تم اپنے نام کے ساتھ برائی کو منسوب نہ کرو کیونکہ تم قابل عزت ہو' گویا اسلام مسلمانوں کو معزز ہونے کا احساس عطا کرتا ہے اور حکماً فرماتا ہے کہ تم کسی برے نام یا برے فعل سے اپنی عزت کو خراب نہ کرو اس لئے اسلام کسی دوسرے فرد کو بھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مسلمانوں کو برے ناموں سے پکارے پس وہ اسلام کا نظام تحفظ شانِ مومن ہے کہ جس میں انسان کی قدر و قیمت اس کی ذات برادری کی بناء پر نہیں کی جاتی بلکہ اس کی اطباع دین اسلام کی خوبی سے کی جاتی ہے اور اس کے پہلے تعارف کنندہ چیز نام کو بھی خوبصورت رکھنے کا حکم دیا ہے۔

اہل ایمان کو گھٹیا القابات سے نہ پکارا جائے

دینِ اسلام مسلمان فرد کے احترام کا حکم دیتا ہے اور مسلمانوں کو آپس میں برے القابات سے پکارنے سے منع کیا ہے' اس کے لئے اسلام کا معیار یہ ہے کہ جب تم اپنے لئے برا لقب پسند نہیں کرتے تو دوسرے کے لئے ایسا کیوں کرتے ہو' بلکہ اسلام مسلمانوں کو یہ احساس دلاتا ہے کہ تم پاکیزہ اسلامی برادری سے تعلق رکھتے ہو اس لئے اسلام لانے کے بعد برا لقب رکھنا ہی گناہ کا کام ہے' پس اس فعل سے باز آ جاؤ اور ایک دوسرے کو معزز القابات سے یاد کرو' قرآن مجید میں اس بات کا حکم یوں دیا گیا ہے:

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور نہ برے القاب سے دوسروں کو پکارو' ایمان لانے کے بعد فاسق کہلانا بہت برا ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں

(پ 26 حجرات 11)

Marfat.com

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں سے بڑے معزز لقب سے خطاب فرمایا ہے اور اس خطاب میں کسی قوم یا ذات کی تخصیص نہیں کی بلکہ مجموعی طور پر انہیں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے عمدہ لقب سے ملقب کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اختیار کئے ہوئے معزز لقب کی بناء پر عملی طور پر بھی درس دیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو اچھے القابات سے یاد کرو' اور برے القاب کو ترک کر دو۔

دین اسلام اچھے القابات کی ترویج سے یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو سکے کہ ان میں سے کوئی تخلیقاً منحوس یا حقیر نہیں ہے بلکہ تم تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہو پس ایمان لانے کے بعد گزشتہ محرومیوں اور رذالتوں کو بھول جاؤ اور باور کرو تمہارا والی وارث تو رب کائنات ہے۔ جس سے نسبتِ عبدیت کی بناد پر تم معزز ہو چکے ہو۔

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرد کو اپنی ذات سے برے القابات منسوب نہیں کرنے چاہئیں اس لئے اس آیت کے تحت ہر فرد مسلمان اپنی ذات سے متعلق ان برے القابات کو از روع شریعت ختم کر سکتا ہے جو جہالت کی بناء پر اس کے نام و نسب کے ساتھ جوڑ دیئے تھے یا اسلام لانے سے قبل کسی غیر مسلم معاشرے میں اس پر زبردستی و ظلماً عائد کر دیئے گئے تھے' کیونکہ اسلام نے اپنے نام و القابات یا عرف عام میں ذات و نسب کے متعلق چھیڑ چھاڑ سے روک دیا ہے جس کی بناء پر اکثر جھگڑے ہو جاتے ہیں' اور فساد کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اس لئے اسلام نے ایسے فسق و فجور کا باعث بننے والے القابات سے روک دیا ہے' تاکہ دین اسلام کو ماننے والوں کے درمیان سے نام و نسب سے متعلق ہر قسم کے دنگا و فساد کا خاتمہ ہو جائے۔ بس ذات و نسب کے وہ نام جو مسلمان تو کجا کسی بھی مہذب معاشرے میں انسانیت پر بدنمائی کا دھبہ ہوں اور جسے دوسرے انسان اپنے لیے گالی' تذلت و رسوائی سمجھتے ہوں ان کو ان احادیث کی رو سے بدلنا بہتر عمل ہے اور شرفِ انسانیت کے لیے اہم عمل ہے اس کے لیے تفصیل سے آخری باب میں بحث کی گئی ہے۔

Marfat.com

(س) قابل تعزیر القابات سے بلانے کی مخالفت

اسلام نے جہاں ایک دوسرے کی عزت کرنے کا حکم دیا ہے وہاں ایسے برے القابات کو ایک دوسرے سے منسوب کرنے سے منع کر دیا ہے، یعنی وہ برے القابات جس سے کسی فرد کی دل آزاری ہوتی ہو جس سے اس کی عزت و شہرت کو نقصان پہنچ سکتا ہو یا لوگوں میں اس کے خلاف خواہ مخواہ محاذ آرائی قائم ہونے کا خدشہ ہو دین اسلام نے ایسے تمام برے الفاظ کو کسی مسلمان کی طرف اس کے سامنے یا اس کی غیر موجودگی میں منسوب کرنے کو سختی سے روک دیا ہے اور کسی بھی شخص کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنی طاقت و قدرت کی بنا پر دوسرے مسلمانوں کے بارے میں قابلِ اعتراض القابات کہتا پھرے دین اسلام نے ایسے الفاظ سے نا صرف اخلاقاً منع کیا ہے بلکہ ایسے شخص کے لئے قانونی سزا بھی مقرر کی ہے اسلامی ریاست کے قانون میں ہتکِ عزت کی شق کو شامل کیا گیا ہے اسلام سے دیکھا دیکھی یہ قانون تقریباً آج تمام مذاہب عالم میں موجود ہے، اس کی تصریح ہمیں اس حدیث سے یوں ملتی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا يَهُودِيُّ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِيْنَ وَإِذَا قَالَ يَا مُخَنَّثُ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِيْنَ وَمَنْ وَقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی آدمی دوسرے سے اے یہودی کہے تو اسے بیس کوڑے مارو اور جب کوئی کسی سے اے مخنث کہے تو اسے بھی بیس کوڑے مارو اور جو اپنی کسی ذی محرم سے

Marfat.com

صحبت کرے تو اسے قتل کر دو۔ (ترمذی، مشکوٰۃ جلد دوم کتاب الحدود، باب التعزیر حدیث 3465)

اس حدیث میں تو چند برے القابات سے منع کیا گیا ہے اسی طرح دیگر ایسے برے القابات مسلمانوں کے لئے قصداً و بلاقصد منہ سے نکالنا منع ہے جس سے کسی معزز مسلمان کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہو اس سے یہ بھی نکتہ نکلتا ہے کہ ایسے نام جو اسلام کے نزدیک معتبر نہیں ان سے بھی مسلمانوں کو عار نہ دلانا چاہئے، جن سے عار دلانے سے کسی بھی مسلمان کو ذہنی، روحانی اور جسمانی اذیت پہنچتی ہو خواہ وہ ذات، رنگ، نسل اور وطن کے بارے میں عار دلانے کی صورت میں ہوں۔

اس طرح کی کئی احادیث مبارکہ بہ بانگِ دُھل یہ اعلان کر رہی ہیں کہ دین اسلام میں مقامِ عظمت و شان کا سارا تعلق دین اسلام کی پیروی سے ہے اور جو مسلمان ہو اسے غیر اسلامی و غیر شائستہ الفاظ سے یاد کرنا اسلامی ریاست میں قابلِ تعزیر جرم ہے اور اسلامی ریاست کے شعبہ عدل و انصاف پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مسلمان شہریوں کو غیر مہذب و ناشائستہ القابات کے ذہنی و روحانی عذاب سے قانوناً تحفظ فراہم کرے۔

Marfat.com

(ص) اہل ایمان کی طرف کفریہ کلمات، منسوب کرنے کی ممانعت

اسلام کسی شخص کو مسلمانوں سے ناحق کفر یا کفریہ کلمات منسوب کرنے کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ سچے مسلمان کو کافر کہنے والا اسلام کی تعلیمات کے مطابق بذاتِ خود کفر کا طوق پہن لیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسلام ہر مقام پر مسلمانوں کی عزت و احترام کی حفاظت کرتا ہے اس بات کا ذکر ذیل کی احادیث میں کیا گیا ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 1037)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی اپنے مسلمان بھائی سے اے کافر کہے گا تو وہ کفران میں سے ایک طرف ضرور لوٹے گا۔

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَرْمِىْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذٰلِكَ

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 982)

ابوالاسود الدیلی کا بیان ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی دوسرے کو فسق کے ساتھ اور کفر کے ساتھ متہم نہ کرے کیونکہ وہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ بات اسکی طرف لوٹ آئیگی۔

مگر افسوس آج کا مسلمان اس بات کا ذرا خیال نہیں رکھتا کہ وہ دوسرے مسلمان کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کر رہا ہے اسے نہیں معلوم کہ ان کی بناء پر اس کی ذات کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اس قسم کا رویہ رکھنا قابلِ گرفت ہے۔

Marfat.com

(ط) اہل ایمان کو لعن طعن کرنا انہیں قتل کرنا ہے

اسلام نے مسلمان پر لعن طعن کو کفر سے تشبیہ دی ہے اور کسی سچے مسلمان پر لعنت بھیجنے جیسے برے فعل کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے بلکہ اس کی شدت وسختی کو ظاہر کرنے کے لئے اسے قتل کے مترادف قرار دیا ہے حدیث شریف میں اس کی صراحت اس طرح کی گئی ہے:

لَعَنَ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ — مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 1038)

کسی مسلمان پر لعنت کرنے سے ایک طرف اس مسلمان کی لوگوں میں رسوائی ہوتی ہے تو دوسری طرف اس عمل پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے یعنی اتنا گناہ ہوتا ہے جتنا کہ قتل پر۔ اس طرح ایک دوسری حدیث میں مسلمان کو برا یا فاسق کہنے کو کفر کرنے کے گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ

(نسائی جلد سوم کتاب المحاربہ باب قتال المسلم ص 120)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو برا کہنے والا فاسق ہو جاتا ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے

اس سے بھی بڑھ کر دین اسلام نے اپنے دائرہ کار میں ایسے لوگوں کے ایمان کو کامل ماننے سے انکار کر دیا ہے جن کی زبان کی کٹوتی یا ہاتھ وقوت کے عمل سے عام مسلمانوں کو تکلیف

پہنچتی ہو‘ جو زبان سے دوسرے مسلمانوں کی تحقیر کے کلمات ادا کرتے ہوں ان کی رسوائی کے درپے آزار رہتے ہوں یہاں تک ہاتھ سے بھی موقع ملے تو کمی نہیں کرتے‘ اسلام نے ایسے لوگوں کو برے لوگ کہا اور اس بات کی وضاحت فرما دی کہ ایسے لوگ کامل مسلمان نہیں اور نہ ہی انہوں نے اپنے قالب کو اسلام کے ڈھانچے میں ڈھالا ہے چنانچہ حدیث میں اس طرح آتا ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ — مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

(بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث 1404)

اس حدیث شریف کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر اس طرزِ عمل پر غور کیا جائے جس میں مسلمان افراد بذاتِ خود ایک دوسرے کو یہ الفاظ کہیں او فلاں نیچ ذات وحقیر فرد یا قوم‘ تم بھی کوئی قابلِ عزت ہو‘ اس کے جواب میں وہ بھی کوئی ذلت ورسوائی کا لقب جواباً کہے اور یہ سلسلہ بات بات پر جاری ہوتا ہو بعض اوقات ایسے زبان سے اذیت دینے والے الفاظ سے جنگ وجدل کا سماں پیدا ہو جائے یا بات قتل وغارت گری تک پہنچ جائے‘ ایسے نام کے مسلمان بذات خود اسلام کی محبت وآشتی اور باہمی الفت واخوت کی تعلیمات کا تصور ختم کردیں تو پھر ایسے افراد کیسے سچے مسلمان ہو سکتے ہیں‘ جبکہ دین اسلام نے تو دوسرے تمام انسانوں کے لئے بالعموم اور اہل اسلام کے لئے بالخصوص احترام وتعظیم کے رویہ کو اپنانے کا حکم دیا ہے‘ بلکہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ

”مسلمان وہ فرد ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں“

مسلمان کو نیچ ذات کہنا بھی لعنت بھیجنے کے مترادف ہے جس سے اہل ایمان کو اذیت پہنچتی ہے جو انہیں بہت بری لگتی ہے اگر کوئی فرد اس قسم کے طعنہ پر جواب نہ بھی دے پھر بھی وہ اپنے دل میں کہنے والے کے متعلق اچھا گمان نہیں رکھے گا اور لوگوں کے سامنے بری مجلس میں خوب ڈھٹائی کے ساتھ ایسے الفاظ کو دوسروں کے لئے استعمال کرنے والا فرد غرور وتکبر کا ارتکاب کرے گا کیونکہ مسلمانوں کو حقیر سمجھنا ہی تکبر ہے اس لئے ایسے عمل کو ترک کر دیا جائے۔

Marfat.com

(ع) تعصب سے مسلمانوں کو اذیّت نہ دو

مسلمانوں میں رنگ، نسل، جغرافیہ کی بناء پر دشمنی وعداوت کے شعلوں کو بھڑکانا اور پھر مزید اس کو ہوا دے کر معاشرے میں جنگ وجدل اور فتنہ وفساد برپا کرنا یعنی مسلمانوں کو گروہی ونسلی بنیادوں پر انتشار کا شکار کرنا اور پھر ہر گروہ کا دشمنی کے محاذ پر اپنے گروہ یا نسل کی ناجائز حمایت کرنا تعصب کے ذمرے میں شمار ہوتا ہے حدیث شریف میں بھی اس کی تعریف کچھ اسی طرح کی گئی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں:

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْعَصَبِیَّۃُ قَالَ اَنْ تُعِیْنَ قَوْمَكَ عَلَی الظُّلْمِ

عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عصبیت کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ تم ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرو۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الفتن حدیث 1747)

یعنی قوم اگر ظلم کرے تو تم اس کی حمایت کرو قوم اگر کسی کو نسلی وگروہی اونچ نیچ کی بناء پر ذہنی اذیت پہنچائے تو تم قوم کے شانہ بشانہ ہو جاؤ' قوم لوگوں کو بے جا تنگ کرے مگر تمہاری حمایت صرف اپنی قوم کے ساتھ ہو تو فرمایا تم تعصب کے نظام کا حصہ ہی تصور ہو گے۔ جبکہ اسلام نے اس قسم کے تعصب کی ہرگز اجازت نہیں دی اور نہ ہی کسی قوم یا قبیلے کو یہ حق دیا ہے کہ وہ ناحق کمزور قوم یا قبیلے کی ناتوانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں کسی قسم کا گزند پہنچائے بلکہ اسلام تو تعصب کو بہت بڑا اخلاقی جرم قرار دیتا ہے اور اسلام کے روحانی نظام کی اشاعت کے راستے میں اسے بڑی رکاوٹ قرار دیا گیا ہے کیونکہ دین اسلام کا مطمعٔ نظر ہی تعصبات کی جڑ کاٹنا ہے اس لئے اسلام نے تعصبات کے کارندوں کو

Marfat.com

جاہلیت کی پیداوار قرار دیا ہے اور ان کے اس عمل کو متعفن اور انہیں مردار کو کھینچ کھینچ کر اپنے اوپر ڈالنے والے غلیظ لوگ کہا ہے ان کا یہ عمل بذات خود مردار کی طرح قابل نفرت و متعفن ہیں اس کا پتہ ہمیں ان احادیث سے ملتا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَایَةٍ عِمِّیَّةٍ یَدْعُوْا اِلٰی عَصَبِیَّةٍ اَوْ یَغْضَبُ بِعَصَبِیَّةٍ فَقِتْلَتُهٗ جَاهِلِیَّةٌ

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الفتن باب العصبیہ: 1746)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بلاوجہ جنگ کرے یا تعصب کی جانب بلائے یا تعصب کی بنا پر غصہ کرے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا

1- تعصب پھیلانے والے کی ہلاکت

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ مَنْ نَصَرَ قَوْمَهٗ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَهُوَ کَالْبَعِیْرِ الَّذِیْ رَدٰی فَهُوَ یُنْزَعُ بِذَنْبِهٖ

(ابوداؤد جلد سوم ابواب النوم باب فی العصبیۃ 1678)

عبدالرحمن بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے حق کے بغیر اپنی قوم کی مدد کی وہ کنوئیں میں گرے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جسے دم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے۔

یعنی اسلام کے ہوتے ہوئے تعصبات کو دفن ہو جانا چاہئے مگر جو لوگ تعصبات کو فروغ دیتے ہیں وہ اس بدبودار چیز کے دلدادہ ہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ عمل گھٹیا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُتَعَفِّنَةٌ

(بخاری)

اسے ترک کردو یہ بدبودار اور متعفن چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں نسلی وگروہی تعصب اتنا ناپسند تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدبودار چیز قرار دیا۔

Marfat.com

2- تعصب پھیلانے والے کے ایمان کا حال

متعصب مسلمان کے ایمان کو بھی کامل قرار نہیں دیا گیا کیونکہ اسلام پر ایمان لانے کا تقاضا یہ تھا کہ وہ تمام تعصّبات سے بالاتر ہو کر اسلام کے نظامِ اخوت کی سمجھ حاصل کر کے ایک برادری بن جاتے' بھائی بھائی بن جاتے مگر جو اس سے کوسوں دور جا رہے ہیں اور وہ بھی محض ذاتی و نسبی تعصب کی بنا پر جس کا اسلام میں اعتبار ہی نہیں ہے لہٰذا ایسے افراد جو مسلمانوں کو تعصّبات میں پھنسا کر فساد برپا کرتے ہیں اور معاشرے کے امن و سکون کو برباد کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی افراد سے برأت کا اظہار کیا ہے اور ان کے بارے میں فرمایا وہ ہم سے نہیں ہیں:

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعٰى اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَّ لَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةٍ وَّ لَيْسَ مِنَّا مَنْ مَّاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں عصبیت (بے جا حمایت) کی طرف بلائے وہ ہم میں سے نہیں جو بے جا حمایت کرتے ہوئے لڑے وہ ہم میں سے نہیں جو بے جا حمایت کرتا ہوا مرے۔

(ابوداؤد جلد سوم ابواب النوم باب فی العصبیۃ 1682)

جب کسی شخص کو اس کی قوم یا ذات کا طعنہ دیا جائے مثلاً اے فلاں حقیر و ذلیل قوم سے تعلق رکھنے والے! تم سب حقیر و قابل نفرت ہو تم ہلکے لوگ ہو تو یہ دونوں جملے مخاطب انسان کے قلب و ضمیر کو شعلہ زن کر دیتے ہیں' اور وہ آنِ واحد میں آگ بگولا ہو کر لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتا ہے اور وہ ایسا طعنہ دینے والے کو اس سے بھی شدید الفاظ سے جواب دینے پر مجبور ہو جاتا ہے' گزشتہ اور موجودہ ادوار میں بے شمار ایسے واقعات معاشرے میں وقوع پذیر ہوئے ہیں جس سے دونوں اطراف سے بھاری جانی و مالی نقصان ہوا ہے اسلام نے اس قسم کے ذلت آمیز الفاظ سے گفتگو کرنے سے مسلمانوں کو بڑی شدت سے روکا ہے اور اسے شیطان کے اعمال اور جاہلیت کی باقیات قرار دیا ہے' تاکہ مسلمان اس کی

Marfat.com

برائی کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔

اس قسم کے تعصبات نے ہمیشہ قوموں اور ملتوں کے شیرازوں کو ایسا بکھیرا ہے کہ وہ مزید انتشار کا شکار ہو کر مکمل تباہ و برباد ہو گئیں اسلام نے اپنی تعلیمات کا عکس جس عرب قوم پر ڈالا وہ بھی اس قسم کے تعصب کا شکار تھی جس کے ہر فرد کی رگ الگ تھی' صدیوں کی تعصبات کی سلگتی ہوئی آگ نے انہیں مکمل طور پر بھسم کر کے رکھ دیا تھا اور اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ عربوں میں کوئی مرکزی حکومت و فرمانروائی کا نظام موجود نہ تھا کیونکہ وہ کسی شخص کو اس قدر حقوق دینے پر قطعی طور پر تیار نہ تھے' مگر اسلام نے اپنی انقلابی و روحانی قوت سے ان کا رخ تعصب سے اخوت و آشتی کی طرف موڑا اور وہ آپس میں بالکل گھل مل گئے لیکن ایک دفعہ ایک انصار اور مہاجر بچے کے درمیان نزاع پیدا ہو گیا انصاری بچے نے انصار کو آواز دی اور مہاجر نے مہاجرین کو قریب تھا کہ دونوں تعصب کی بھینٹ چڑھ جاتے مگر اسی دوران سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور نہایت ہی ناراضگی کے عالم میں فرمایا:

مَا هٰذَا دَعْوٰى اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ — یہ زمانہ جاہلیت کی چیخ و پکار کیسی ہے

(مسلم کتاب البر وصلۃ والادب ح 1617)

یعنی اے مسلمانو! یہ تو جاہلیت کی چیخ و پکار ہے اور تم اسلام کا دم بھرنے والے ہو دیکھو اسلام کے بعد تو برائی کا نام بھی نہ ہونا چاہئے چہ جائیکہ تم تعصب کو ہوا دو' پس وہ باز آ گئے۔

یہاں پر ایک قابلِ ذکر بات کا درج کر دینا ضروری ہے وہ یہ کہ اپنے قبیلے یا خاندان سے محبت کرنا اسلام کے ہاں جائز ہے مگر یہ حمایت و محبت ناجائز اور ظلم کے کاموں میں نہ ہونی چاہئے اس بات کی وضاحت ہمیں درج ذیل احادیث سے بھی ملتی ہے۔

عَنْ سُرَاقَةَ ابْنِ مَالِكِ ابْنِ جُعْشَمٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ — حضرت سراقہ بن ملک بن جعشم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَيۡرُكُمۡ اِلۡمُدَافِعُ عَنۡ عَشِيۡرَتِهٖ مَالَمۡ يَأۡثَمۡ

فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے رشتہ داروں کا دفاع کرے جب تک گناہ گار نہ ہو

(ابوداؤد جلد سوم ابواب النوم باب فی العصبیہ: 1681)

اسی طرح کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ عصبیت ہے یا کہ آدمی اپنی قوم سے محبت رکھے؟ فرمایا بلکہ عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ (ابن ماجہ جلد دوم ابواب الفتن)

یعنی دین اسلام اپنی قوم سے فطرتی محبت سے منع نہیں کیا مگر دوسروں کے خلاف بے جا تعصب کی صورت میں قوم کی کسی قسم کی حمایت کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا ہے دین اسلام میں جس نے بھی اپنی ذات ونسب کی بنا پر تعصّبات کو فروغ دیا وہ مٹ گیا اور بعد میں اس کا کوئی نام لینے والا بھی نہ رہا جبکہ جن لوگوں نے اسلامی اخوت ومحبت کو عام کیا ان کا احترام آج بھی لوگوں کے دلوں میں موجود ہے حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش اور دیگر صوفیاء کرام سے لوگوں کی عقیدت بھی اسی زمرے میں آتی ہے اس لئے علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب ورنگ
خواجگی نے خوب چن چن کر بنائے مسکرات
جو کرے گا امتیاز رنگ وخوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر
نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی
اڑ گیا دنیا سے مانند رہگور

Marfat.com

(ف) اہل ایمان سے تمسخر کی ممانعت

اسلام سے قبل ذات پات اور قبائلی نظام کو تقویت دینے والے عوامل میں دوسروں کا تمسخر اڑانے کا عمل بھی شامل تھا' مختلف قوموں اور ذاتوں کے متعلق تمسخر کرنے والوں نے کئی دلچسپ اور قابلِ عار باتیں مشہور کر دی تھیں پھر ان بے بنیاد باتوں کے ذریعے ان قوموں کو برا بھلا کہا جاتا' اور بعض ممالک میں یہ ذلت آمیز تمسخر تو مذہبی تعلیمات کا حصہ بنا دیئے گئے تھے اور جو اقوام ان رسوا کن تمسخرات کا شکار تھیں وہ کسی طرح ان پُرعیب باتوں سے اپنے دامن کو نہیں بچا سکتی تھیں اس کی مثالیں عرب کی جاہلی شاعری سے عیاں طور پر مل سکتی ہیں اور اسی طرح ہندوستان میں شودروں کی نحوست کے متعلق دوسری اقوام کے حقارت آمیز تمسخر کا خوب چرچا تھا اور آج کے جدید دور میں بھی یہ اسی طرح جاری وساری ہے۔

تمسخر عام طور پر کسی کی شخصیت' قد کاٹھ' رنگ ونسل اور مال واولاد کی بناء پر کیا جاتا ہے ان چیزوں میں ظاہری نقص بنیاد بنایا جاتا ہے یا پھر کسی کے متعلق خود ساختہ نظریات قائم کر لئے جاتے ہیں' ہم پڑھ چکے ہیں کہ جہاں تک کسی دوسرے شخص کے ذاتی معاملات میں خامی ونقص کی تشہیر سے دین اسلام نے حسد' کینہ' بغض وعناد اور غیبت جیسے جرائم کی ذیل میں منع کر دیا ہے اور اس کی روک تھام کے لئے اخلاقی پابندیاں عائد کی ہیں اور بعض سنگین معاملات میں قانونی حمایت بھی مہیا کی ہے اسی طرح کسی شریف النفس شخص کو خواہ مخواہ تمسخر کر کے ایذاء دینے سے بھی منع کر دیا ہے کیونکہ اگر یہ افعالِ بد ختم ہو جائیں تو ایمان کی بنیاد پر قائم اسلامی برادری میں اپنی رحمتوں اور برکتوں کا ظہور ہو

جائے جن رحمتوں و برکتوں کے بادلوں نے قرونِ اولیٰ کے اسلامی معاشرہ کو ڈھانپ لیا تھا اس لئے قرآن نے مسلمانوں کو ہر قسم کے تمسخرات سے منع فرما دیا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ	اے ایمان والو! تم میں سے ایک قوم دوسری قوم سے مذاق نہ کرے شاید کہ وہ ان مذاق کرنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں شاید کہ وہ ان سے بہتر ہوں
(26 حجرات:11)	

تمسخر سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ تصور دیا ہے کہ ہو سکتا ہے جن اقوام کا تم مذاق اڑاتے ہو وہ عند اللہ تقویٰ کی بناء پر تم سے بہتر ہوں تقویٰ چونکہ باطنی کیفیت و حال کا نام ہے اور تم بے خبری میں کسی کی بے عزتی کر بیٹھو پھر قیامت کے روز تمہیں اس پر شرمسار ہونا پڑے اس لئے اس سے رک جاؤ اور باہمی ایک دوسرے کا احترام کرو۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کسی کے پست قد ہونے کے عیب کا ذکر ہوا تو آپ نے اس سے سختی سے روک دیا اور فرمایا یہ ایسی بات ہے اگر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے تو اسے کڑوا کر دے۔ (احمد، ابوداؤد)

گویا اسلام نے کسی کے اندر فطرتی تقاضوں کو ابھارنے کی ہرگز اجازت نہیں دی کیونکہ انسان اپنے رنگ و نسل، قد کاٹھ، غربت و امارت میں کوئی اختیار نہیں رکھتا اس لئے اس بناء پر اسے برا کہنا اچھا عمل نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی بھی بناء پر کسی آدمی کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو اس کے دل سے مذاق اڑانے والے کا احترام نکل جاتا ہے مزید براں وہ جواب میں ایسا ہی تمسخر کرنا شروع کر دیتا ہے اگر وہ خود مقابل کے شر سے بچنے کے لئے اسے کوئی جواب نہ بھی دے سکے تو دل میں ضرور اس شخص کو برا سمجھے گا، جس سے آپس میں گہری رقابتیں پیدا ہونے کے خدشات جنم لیں گے، اس لئے اللہ والوں نے ہمیشہ اس سے کنارہ کشی کی ہے اور کسی کے دل کو دکھانے کو کبیرہ گناہ کہا ہے جس کی معافی

Marfat.com

توبہ سے بھی ممکن نہیں جب تک اس آدمی سے معافی طلب نہ کی جائے جس کا مذاق اڑایا تھا۔

اگر معاشرے میں سے تمسخر پن ختم ہو جائے تو ہر معزز شخص کی عزت ہو گی' اسلام کے نزدیک عزتِ نفس خاص قوموں اور برادریوں کے لئے مخصوص نہیں ہے' بلکہ یہ اسلام کی اطاعت و فرمانبرداری سے وابستہ ہے اس لئے جب تمسخرات کا خاتمہ ہو جائے گا تو اسلامی معاشرے میں مومن کی شان میں اضافہ ہوگا اور مومن کی شان کے اظہار کے لئے ہر طرف مومنانہ فضا ہوگی۔

Marfat.com

(ق) جاہلانہ چھوت چھات کا خاتمہ

اسلام نے ذات پات کی تقسیم کی بنا پر اونچ نیچ کو کلی طور پر جہالت سے موسوم کیا ہے اس لئے اسلام نے ابتداء ہی سے اس نظام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کا آغاز کیا' رفتہ رفتہ اس کی عمارت کو پیوند خاک کر کے اس کے نام ونشان کو بھی اسلامی تعلیمات سے مٹا دیا۔

یہ ذات پات کا نظام ایسا زبردست ناسور تھا جس نے اپنے پنجے پوری دنیا میں گاڑھ رکھے تھے اور بے شمار انسانوں کو ذہنی' قلبی وروحانی اذیتیں دے دے کر ہلاک کیا تھا' آج اس کی ہلاکت کی اپنی ہی باری آ گئی جب محسنِ انسانیت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں افراد کے ہجوم میں میدانِ عرفان میں اپنے پکے ومخلص مومن جانثاروں کے جھرمٹ میں واشگاف الفاظ میں فرمایا سن لو! اے اہل جہاں! میں نے جاہلیت کے تعصب کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا ہے آج کے بعد انسانوں کے دو ہی گروہ ہوں گے اول گروہ نیک اعمال کی بناء پر صالح لوگوں کا اور دوئم گروہ برے اعمال کی بناء پر شقی لوگوں کا' لہٰذا اے لوگو! تم گواہ ہو جاؤ کہ نخوت وغرور کے تن آور درخت کی جڑیں کاٹ دی گئی ہیں اور اب یہ اس قدر نفرت کے قابل ہے جس قدر نفرت انسان کو اپنے قدموں میں پڑی ہوئی غلیظ چیز سے ہوتی ہے لہٰذا اے مؤمنین کرام میں نے جس گندگی سے انسانی قلوب وارواح کو پاکیزہ کیا ہے اب میرے بعد تم پر ذمہ داری ہے کہ تم اس کو نئے سرے سے نہ پنپنے دینا اور اپنی پوری قوت سے اس کا رد کرتے رہنا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جن الفاظ سے اس جاہلیت کی تردید کی وہ یہ ہیں:

Marfat.com

اَلَاکُلُّ شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ تَحْتَ قَدَمِیَّ مَوْضُوْعٌ وَّدِمَاءُ الْجَاهِلِیَّةِ مَوْضُوْعَةٌ	سنو زمانۂ جاہلیت کی ہر چیز میرے ان قدموں کے نیچے پامال ہے زمانہ جاہلیت کے ایک دوسرے پر خون پامال ہیں۔ (مسلم کتاب الحج)

جاہلیت کی قتل و غارت کو اس لئے پامال کیا تا کہ لوگ اس آڑ میں دوبارہ وہی کشت وخون نہ کرنے لگ پڑیں۔

زمانہ جاہلیت کی ذات پات کی تقسیم جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں تلے کچلا اگر اب دوبارہ مسلمان اسے اپنے سینوں سے لگائیں اور اس کی بناء پر مختلف متحارب گرویوں میں تقسیم ہو جائیں تو ان کا یہ عمل سراسر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے انحراف پر مبنی ہو گا اور اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی واسطہ نہیں ہو گا۔

(ل) شیطان کی طرح برتر ہونے کے دعویٰ کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبوذیت و عاجزی بہت پسند ہے جو شخص اللہ کی بارگاہ میں اپنی نفی کرتا جاتا ہے تو اللہ اس شخص کو اتنا ہی بلند مرتبہ عطا کرتا ہے حتیٰ کہ وہ وسیلہ عبدیت سے مقام قرب حاصل کر لیتا ہے اس اصول کے تحت ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی تقریباً چھ ہزار سال بندگی کر کے عزازیل کا معزز لقب حاصل کیا' ابلیس کا تعلق گروہ جنات سے تھا اس لئے وہ بارگاہ خداوندی میں فناء ذات نہ کر سکا' اور عبادت کے صلہ میں مقامِ خلعت کو حاصل کر کے کبرِ نفسی میں مبتلا ہو گیا اور خود کو تمام مخلوق سے برتر و اعلیٰ سمجھنے کے زعم میں مبتلا ہو گیا' اس رعونیتِ نفسی نے اسے اللہ کے حکم سے سرکشی پر مجبور کر دیا اور اس کے نفس میں موجود ذاتی برتری کا احساس اس کی زبان پر ظاہر ہو گیا اور فرشتوں کو اس کی خباثتِ نفسی سے آگہی حاصل ہوئی تو وہ توبہ توبہ کرنے لگے جبکہ ابلیس نے اپنے تکبر جیسے فعل پر کوئی افسوس کا اظہار نہ کیا بلکہ مزید سرڈھٹائی کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اے پروردگار میں تیرے بنائے ہوئے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کر سکتا اور سجدہ نہ کرنے کی دلیل یہ دی کہ میں افضل چیز آگ سے پیدا کیا گیا ہوں جو کہ شعلوں کی صورت میں آسمانوں کی بلندیوں کی طرف جاتی ہے جبکہ آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں جس میں یہ صلاحیت نہیں ہے گویا یہ الفاظ کہہ کر کائنات میں نسلی برتری پر تکبر کا سب سے پہلے اظہار ابلیس نے کیا' مگر اسے معلوم نہ تھا کہ یہ دعویٰ جو میں کر رہا ہوں یہ کوئی معمولی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بڑی حکم عدولی ہے پس اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی خودنمائی کی بناء پر اس سے مقام قرب چھین لیا

اور راندہ درگاہ کر دیا' اسے تمام برائیوں کا مرکز و محور بنا دیا گیا اور ہمیشہ لعنت کا سزاوار کر دیا گیا اور اسے قیامت کے دن اللہ کے شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا' قرآن مجید میں اس کے افضل ہونے کے دعوے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ○ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ○

(پ8 اعراف 13-12)

ابلیس نے کہا میں اس (آدم) سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے اور اسے کیچڑ سے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں سے نکل جاؤ تیرے لئے یہاں رہتے ہوئے غرور کرنا مناسب نہ تھا پس یہاں سے نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے۔

اس سے معلوم ہوا نسلی اعتبار سے تکبر کرتے ہوئے خود کو باقی افراد سے اچھا سمجھنا شیطانی عمل ہے اور جس طرح شیطان نے اپنی خباثتِ نفس کا اظہار کر کے دائمی رذالت کو اپنے گلے کا طوق بنا لیا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو اسلام میں نسلی غرور و نخوت کے نظریے پر قائم ہیں اور اس کا پرچار کر رہے ہیں تکبر سے خود کو اعلیٰ اور اپنے ماسواء کو گھٹیا کے خیالِ فاسد کی ترویج کرتے ہیں' پروردگار عالم نے ابلیس کے انجام بد سے دنیا کو آگاہ کر کے دراصل ایک طرف تو خود بڑھائی کی نفی کی ہے اور دوسری طرف حقیقی اسلامی مساوات کے ضابطے کے اہم اصول کو بیان کیا ہے کہ یہاں تکبر کرنے والا ذلیل ہو جاتا ہے اور عاجزی کرنے والا اللہ کے ہاں مقامِ عزت پر فائز کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

(م) کفار کی طرح کافر آباؤ اجداد پر تفاخر کا خاتمہ

زمانہ جاہلیت میں عرب اپنی فضیلت و برتری کا انحصار اپنے حسب ونسب اور آباؤ اجداد کے کارناموں پر کرتے تھے' اس لئے اپنے آباؤ اجداد کی بزرگی کو ظاہر کرنے کے لئے ان کی خون ریزی اور ماردھاڑ کا خوب چرچا کرتے تھے' انہوں نے اپنے آباؤاجداد کو اتنا عظیم ومقدس بنا لیا تھا' جس کی کوئی حد نہ تھی اس لئے وہ بات بات پر اپنی عظمت کا اظہار اپنے آباؤ اجداد کی بہادری اور شان وشوکت کے بیان کے ذریعے کرتے رہتے تھے' اور اس طرح انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ ایسی خوبیوں کو منسلک کر لیا تھا جو بالکل افسانوی نوعیت کی تھیں لیکن جب اسلام کا ظہور ہوا جس میں آباؤ اجداد پر تکبر کو جہالت کہہ دیا گیا تو وہ اپنے آباؤ اجداد کی عزت و ناموس اور مذہب کو بچانے کے لئے اسلام کے خلاف صف آراء ہو گئے اگرچہ اکثر کفار مکہ اس حقیقت سے واقف تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق نبی ہیں مگر حسب ونسب اور ملت کفریہ کی پاسبانی کے پیش نظر انہوں نے اسلام کو ابتداء میں ہی ختم کرنے کی کوشش کی' شارع اسلام اور اہل اسلام کو ایسی تکالیف سے ذہنی' قلبی' روحانی اور جسمانی اذیتیں دیں جن کی نظیر پوری دنیا میں نہیں ملتی۔

کفار مکہ کو حسب ونسب کے فریب نے ذہنی لحاظ سے اتنی بلندی پر چڑھا دیا تھا جہاں سے وہ اتر کر کیسے زید' سلمان اور عمار بن یاسر جیسے غلام طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ہمراہ بیٹھ سکتے تھے' وہ اس مذہب کو کیسے پھلتا پھولتا گوارا کر سکتے تھے جس میں تقویٰ کی بناء پر غلام زادہ حبشی بلال' سیدنا بلال کے معزز مقام پر فائز ہو سکتا تھا حالانکہ ان

کے نزدیک اس قسم کے لوگوں کی قدر و قیمت کسی حقیر جانور سے زیادہ نہ تھی، ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ابولہب کی شرافت و سرداری خاک میں ملنے والی تھی۔ اس لئے کفار سردار اسلام کو عقیدہ و فکر کے فساد کا نام دینے لگے حالانکہ اسلام عقیدہ و فکر کی اصلاح کا نام ہے اور یہ فساد کو دور کرتا ہے۔

کفار قبائلی و نسبی نجابت و شرافت کی بلند عمارت پر قائم ہو چکے تھے، جس سے اترنا وہ اپنے لئے کسرِ شان سمجھتے تھے اور اپنے نسب کو اتنا پاکیزہ جانتے تھے کہ اگر کوئی انہیں حسب و نسب کی بناء پر برا بھلا کہہ دیتا تو وہ اپنے سارے وسائل سے اپنے حسب و نسب پر سے ملامت کو دور کرنے کے لئے سرگرم ہو جاتے اور اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھتے جب تک اس کا بدلہ نہ لے لیتے، اس لئے ان کے نزدیک سب سے بڑی گالی نسب میں گستاخی تھی جس کی پاسداری کے لئے کٹ مرنا ان کے نزدیک بہت بڑی بہادری کا کام تھا، نا صرف وہ اپنے نسب پر فخر کرنے پر اکتفا کرتے بلکہ اپنے مخالف و دشمن کے نسب میں ہر قسم کی برائی کو منسوب کر کے راحت محسوس کرتے، اس جذبے کے تحت کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد تکالیف پہنچائیں اور کئی بار آپ کے قتل کے ناپاک پروگرام بنائے، انھوں نے مسلمانوں پر کوہِ الم ڈھا کر انہیں حبشہ و مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا اور پھر بار بار مدینہ پر حملہ آور ہونے مین اسلام دشمنی کے ساتھ عالی نسبی کا جذبہ بھی شامل تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسلام پر غلبہ پا کر اسلام کے معیارِ تقویٰ کی حکمرانی کو ختم کرنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ عطا فرمایا اور بلالِ حبشی کو فتح مکہ پر بیت اللہ کی چھت پر اذان دینے کے شرف سے نواز کر معزز بنا دیا، اسی فضیلتِ تقویٰ کی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ترجمانی کی ہے:

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے

(بانگ دراص 273)

کیونکہ کفار آباؤ اجداد پر فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کفار آباؤ اجداد کے جملہ

Marfat.com

افعال درست تھے اس لئے ان پر فخر کرنے والا گویا اپنے ان کافر آباؤ اجداد کے کفر و شرک بداخلاقی، بے رحمی، بے انصافی، تکبر اور ظلم کی حمایت کرتا ہے اور پھر ان پر فخر کر کے عزت و شرف کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق نہ تو کفر پر فخر کیا جا سکتا ہے اور نہ کفار آباؤ اجداد پر فخر کرنا روا ہے بلکہ ہر مسلمان کو اس بات کا شکر کرنا چاہئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے قبولِ اسلام کی توفیق سے فیضیاب کیا ہے اس لئے اسلام میں کفار آباؤ اجداد پر تفاخر و مباہات کا مکمل انسداد کر دیا گیا ہے۔

اور جن الفاظ میں شارع علیہ السلام نے قبائلی و نسبی نخوت کی قباحت پوری دنیا کے سامنے پیش کی ہے ان میں آج بھی وہی انقلابی اثر انگیزی موجود ہے مگر کمی اس بات کی ہے کہ ہم اس طرف رجوع کر لیں اور تمام نسبی و قبائلی عصبیتوں کو اپنے قلوب سے نکال دیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان سے منع فرما دیا ہے۔

كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَ اٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ وَلَيَنْتَهِيَنَّ قَوْمٌ يَفْخَرُوْنَ بِاٰبَائِهِمْ اَوْ لَيَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعْلَانِ (بزار)

تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے لوگ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ کی نگاہ میں ایک حقیر کیڑے سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔

تقویٰ کی بناء پر فضیلت

اس طرح فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں مومنین کے اجتماع میں آباؤ اجداد پر تفاخر کا مکمل انسداد ان الفاظ سے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَةِ الْقَصْوَآءَ يَسْتَلِمُ الْاَرْكَانَ بِمِحْجَنٍ فِيْ يَدِهٖ فَمَا وَجَدَ لَهَا مَنَاخًا فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى نَزَلَ

ابن ابی حاتم میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر طواف کیا اور ارکان کو آپ اپنی چھڑی سے چھو لیتے تھے پھر چونکہ مسجد میں اس کے بٹھانے کی جگہ نہ ملی تو لوگوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ اتارا اور اونٹنی

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَيْدِيَ الرِّجَالُ فَخَرَجَ بِهَا اِلٰى بَطْنِ الْمَسِيْلَ فَأَنيخت ثُمَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَحَمَّدَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوْلَه أَهْلُ ثُمَّ قَالَ : يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عَيْبَةُ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعْظِمُهَا بِاٰبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلَانِ رَجُلٌ بَرٌتَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَجُلٌ فَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ (يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ) ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ

کو بطن مسیل میں لے کر بٹھایا' اس کے بعد آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمد وثنا بیان کر کے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے اسباب اور جاہلیت کی باپ دادوں پر فخر کرنے کی رسم اب دور کر دی ہے پس انسان دو ہی قسم کے ہیں یا تو نیک کار پرہیزگار جو خدا کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں بدکار غیر متقی جو خدا کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی پھر فرمایا میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں

(تفسیر ابن کثیر زیر آیت نمبر 13 حجرات پ 26)

2- کافرانہ تعصب پر فخر نہ کرو

اسی طرح ایک روایت میں نسبی و خاندانی نخوت کو انتہائی ناپاک فعل سے تشبیہ دیکر اس سے منع کیا گیا ہے:

عَنْ اَبِیْ اِبْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابی بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا

Marfat.com

يَقُوْلُ مَنْ تَعَزّٰى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاعَضُّوْهُ بِهَنِ اَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا

ہے جو شخص جاہلیت کی نسبت (خاندانی عزت و عظمت) پر فخر کرے تو اس کے باپ کی شرم کو کٹوا دو اور کنایہ نہ کرو۔

(شرح السنہ مشکوٰۃ جلد دوم باب المفاخرۃ والعصبیۃ حدیث 4283)

یعنی جو زمانۂ جاہلیت کے کافر آباؤ اجداد پر فخر و تکبر کر کے اپنی شان بڑھاتا ہے اور پھر دیگر مسلمانوں پر اتراتا ہے اور انہیں ان کے آباؤ اجداد کی رذالت کی بناء پر طعنہ زنی سے ذہنی و روحانی اور جسمانی تکلیف دیتا ہے اسکا یہ عمل اسکے باپ کی شرم کے کٹنے سے بھی زیادہ مکروہ ہے کیونکہ کفار آباؤ اجداد پر تفاخر سے اسلامی فضاء میں بے چینی اور اونچ نیچ پیدا ہوتی ہے اس لئے اس سے منع کر دیا گیا۔

ہندوستان میں برہمن ازم بھی یہی ہے جس میں اپنے آباؤ اجداد کو باقی افراد کے آباؤ اجداد پر فوقیت دے کر برتری کا اظہار کیا جاتا ہے بعض مسلمانوں میں ان جذبات کا ہونا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ انہوں نے ابھی تک اسلام کے معیار تقویٰ کو قبول نہیں کیا بلکہ ابھی تک انہوں نے اللہ کے رب ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق نبی ہونے اور اسلام کے دین ہونے کو اپنی خوش قسمتی کے لئے کافی نہیں سمجھا بلکہ انہوں نے برہمن ازم کا سہارا لیا ہوا ہے جبکہ مسلمان کی خوشی بختی کے لئے ایمان و اسلام پر عمل سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے اس لئے علامہ اقبال نے فرمایا:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی
انکی جمعیت کا ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری

اس لئے مذکورہ بالا احادیث میں کافر آباؤ اجداد پر تکبر کر کے مسلمانوں میں بے چینی کی لہر قائم کرنے سے منع فرما دیا گیا ہے جبکہ ایک اور حدیث میں اس فعل سے ان الفاظ سے روک دیا گیا ہے۔

مسند بزاد میں ہے تم سب اولاد آدم ہو اور خود حضرت آدم مٹی سے پیدا کئے گئے

Marfat.com

ہیں لوگو اپنے باپ دادوں کے نام پر فخر کرنے سے باز آؤ ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ریت کے تودوں اور آبی پرندوں سے بھی زیادہ ہلکے ہو جاؤ گے۔

(بحوالہ تفسیر ابن کثیر زیر آیت: 13 سورۃ حجرات پ 26)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ سے اسلام میں خاندانی ونسبی نخوت کے تابوت پر میخیں نصب کر کے اسے ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے اب اسلام میں نہ کوئی شودر اقوام سے تعلق رکھنے کی بناء پر نیچ ذات وحقیر ہے اور نہ کوئی برہمن ذات سے تعلق کی بناء پر اعلیٰ ذات ہے سب مسلمان ایک ملت ہیں' اور ان میں سے افضل اہل تقویٰ ہیں اس لئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرد مسلم کو یہ باور کرایا ہے کہ تو مسلم ہے حقیر نہیں ہے لہٰذا ان رنگ ونسل کے معیارات کو ٹھکرا دے۔

غبار آلودہ رنگ ونسب سے ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پُر فشاں ہو جا

(بانگ درا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان لانے کے بعد کافر آباؤ اجداد کے ذریعے جاہ وحشمت کی طلب پر بے حد ناراضی کا اظہار فرمایا ہے جس کا اندازہ اس فرمان رسول سے ہو رہا ہے

وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَ اَبُوْ يُعْلٰى وَالْبَغْوِيْ' وابن قانع' والطيرانى والبيهقى فى شعب الايمان عن أبى ريحانه اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ انْتَسَبَ اِلٰى تِسْعَةِ اٰبَاءَ' كُفَّارٍ يُّرِيْدُ بِهِمْ عِزًّا اَوْ كِبْرًا فَهُوَ عَاشِرُهُمْ فِي النَّارِ

تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خود کو اپنے نو کفار و آباؤ اجداد سے منسوب کرتا ہے اور اس نسبت سے عزت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس پر تکبر کرتا ہے وہ اپنے نو آباؤ اجداد کے ساتھ دسواں جہنمی فرد ہے۔

(بحوالہ روح المعانی زیر تشریح سورۂ حجرات آیت: 13)

Marfat.com

کیونکہ ایسے فرد نے اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر پروردگار کی بارگاہ سے مقام قرب حاصل کرنے کی بجائے اپنے کافر آباؤاجداد کی اس ذلت کو قبول کرنے پر ترجیح دی ہے جس کی بناء پر وہ کافر لوگ خود بھی کفریہ عقیدہ وفکر پر اڑے رہے اور انسانوں پر ظلم کرتے رہے اور تکبر میں مبتلا رہے اور فرد مسلم' جو اسلام کے دامن میں آ گیا تھا اس میں آنے کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اسے کفروشرک سے بچنے کا موقع دیا تھا اب اسے چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اسلام کی مکمل اطاعت کرتا اور اپنے رگ و پے میں ایمان کو رچا بسا لیتا اور اس کی اس سوچ وفکر ان تمام چھوٹی چھوٹی حد بندیوں سے نکل کر وسیع ہو جاتی اور وہ خود کو اسلام کی عالمگیر برادری کا فرد ہوتے ہوئے خوشی محسوس کرتا مگر اس نے اپنے کافر آباؤ اجداد پر فخر کر کے اسلام کی قدر کرنے سے انکار کر دیا' اور اپنی جہالت کو ترک کرنے کی بجائے اس پر اڑے رہنے کا فیصلہ کر لیا اور اس میں داخلے کی بناء پر ایمانی و روحانی لذت و کیفیت پر اظہار مسرت کی بجائے کافر آباؤ اجداد پر تکبر کو پسند کیا اس لئے مذکورہ بالا حدیث شریف میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے متکبر شخص کو جہنم کا ایندھن قرار دیا ہے جو ابھی تک خود کو اسی ملت کی باقیات سمجھ رہا ہے اور اسلام میں پورا داخل ہونے سے گریزاں ہے حتیٰ کہ وہ اس فکر سے توبہ کر لے۔

پس مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا اسلام کو قبول کرنے والوں میں سے ایمان کی بدولت کوئی شخص دائمی کمینہ نہیں رہتا اور نہ رذیل خاندان کا اسلام میں نسبی لحاظ سے کوئی تصور ہے یہ سب تصورات ملت کفر کے ہیں اسلام سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے' کیونکہ اسلام میں جاہل والدین کا بیٹا علم وتقویٰ سے عالم و فاضل والدین کے بیٹے سے فوقیت حاصل کر سکتا ہے۔

Marfat.com

ساتواں باب

ذاتوں کے غیر شائستہ نام بدلنے کے متعلق دلائل

جس طرح اسلام میں اپنے نسب پر تکبر کرنے کی ممانعت ہے اس طرح اپنے نسب کو بدلنے سے بھی منع کر دیا گیا ہے کیونکہ اپنے باپ کا انکار کرنا بہت ناپسندیدہ عمل ہے اس لئے اسلام میں کسی آدمی کے لئے اپنے باپ کو چھوڑ کر دوسرے فرد کو باپ قرار دینے کے عمل کو کفر سے منسوب کیا گیا ہے اور اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیل کے الفاظ میں سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے:

قَالَ سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ يُرِيَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ اَوْ يَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ (بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث 723)

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ کوئی آدمی اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرے یا ایسی چیز کو دیکھنے کا دعویٰ کرے جس کو اس نے نہیں دیکھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ایسی بات منسوب کرے جو آپ نے فرمائی نہ ہو۔

اس موضوع پر بخاری شریف کی ایک دوسری روایت اس طرح ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا ”کہ جو شخص

Marfat.com

جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی جانب منسوب کرے تو اس نے کفر کیا اور جو ایسی قوم میں سے ہونے کا دعویٰ کرے جس میں سے نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث: 722)

عرب کے اندر اس دور میں جتنے بھی قبائل و خاندان تھے، وہ اپنے کسی ایک جداعلیٰ سے منسوب تھے اس لئے وہ اپنے ہی جداعلیٰ کی اولاد سمجھے جاتے تھے، لہٰذا عرب میں کسی غیر خاندان میں سے ہونے کے دعویٰ کا مطلب اپنے جداعلیٰ یا باپ کا بیٹا ہونے سے انکار سمجھا جاتا تھا جو اسلام کے مطابق بہت ہی ناپسندیدہ عمل ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ کے انکار کو کفر قرار دیا ہے پس مذکورہ بالا روایات اور اس قسم کی دیگر روایات میں اپنے سلسلہ نسب یا باپ کے انکار کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

ذات میں مناسب تبدیلی کے متعلق دلائل

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ نسب تبدیل نہیں کیا جاسکتا مگر جہاں تک ذات کا تعلق ہے اس کے بارے یہ جاننا چاہئے کہ ہندوستان میں بیشتر ذاتیں نسب کے لحاظ سے متعین نہیں کی گئیں بلکہ پیشے کے لحاظ سے متعین کی گئی ہیں اس لئے میرے نقطہ نظر سے مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر ذاتوں کے نام میں کچھ تبدیلی کی جاسکتی ہے جس کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

1- ہندوستان میں ذاتوں کی غیر فطرتی تقسیم کی بناء پر

راقم نے اپنی تالیف انقلابِ مصطفیٰ کے پہلے باب میں اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ ہندوستان میں ذاتوں کی تقسیم کسی فطرتی عمل کے تحت خود بخود معرض وجود میں نہیں آئی بلکہ آریان اقوام نے ہندوستان پر غلبہ پانے کے بعد یہاں کے اصل باشندوں کو مستقل ذلت میں جکڑنے کے لئے یہاں کے لوگوں کو ذاتوں کی تقسیم کے عمل میں سب سے نچلے درجے میں رکھا پھر جب ہندو مذہب کی کتاب منوسمرتی کو تحریر کیا گیا تو اس میں ذاتوں کے نظام کو ہندو دھرم میں مذہبی و قانونی حیثیت دے دی گئی اس تقسیم میں برہمن کو ہر قسم کی مذہبی سیادت و عزت افزائی کا مقام دیا گیا جبکہ کھشتری کے لئے حکومت اور

Marfat.com

برہمن کے لیے کام کرنا ہے جبکہ تجارت و زراعت کو ویش کے کیلئے مخصوص کر دیا گیا جبکہ شودر اقوام سے ذلت و حقارت کو منسلک کر دیا گیا شودر کے متعلق منوسمرتی کی ایک تحریر یوں ہے:

شودر کو ہمیشہ حقیر سمجھنا چاہئے اور اس کے نام میں حقارت کو ظاہر کر دینے والا کوئی لفظ شامل کرنا چاہئے اور اس کے برعکس برہمن کے نام کے ساتھ خوشی کو ظاہر کرنے والا کوئی لفظ شامل کرنا چاہئے' کھشتری کے نام میں طاقت کو ظاہر کرنے والا اور ویش کے نام میں مال و دولت کو ظاہر کرنے والا کوئی لفظ شامل کرنا چاہئے۔

(پہلا ادھیائے اشلوک 22`24`31)

اگر نیچ ذات کا کوئی آدمی اونچی ذات کے برابر بیٹھ جائے تو اس کی کمر کو آگ سے داغ دو یا اس کے چوتڑ اس طرح کاٹ دو کہ مرنے نہ پائے خالق نے شودر کو برہمن کی خاطر بنایا ہے اس لئے شودر خواہ برہمن کا زرخرید ہو یا نہ ہو اس سے برابر کام لینا چاہئے۔

(نواں ادھیائے اشلوک 281'413)

ہندو دھرم کی مذہبی کتاب منو کی یہ دونوں تحریریں اور اس طرح کی دیگر تحریریں یہ عیاں کر رہی ہیں کہ ہندوستان میں ذاتوں کی تقسیم کسی فطرتی عمل کے تحت وجود میں نہیں ہوئی جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ ہم نے لوگوں کو قبائل اور خاندان میں تقسیم کیا ہے: اِنَّـا جَعَلْنٰـكُمْ قَبَآئِلَ وَّشُعُوْبًا یعنی جب انسانوں کی کثرت ہوتی گئی تو ان میں پہچان اور تعاون کے لئے مختلف خاندان اور قبیلے بنتے گئے اس لئے عربوں میں قبیلوں اور خاندانوں کی تقسیم فطرتی عمل کے تحت ہوئی اس لئے عربوں میں مختلف قبیلوں اور خاندانوں کے بارے میں اس قسم کی تقسیم کا ذکر نہیں ملتا جس طرح کہ ہندوستان میں ذاتوں کی ترویج کے متعلق ہندو دھرم میں ثبوت موجود ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اسلام میں قبیلوں اور خاندانوں کی تقسیم کا مطلب صرف آپس میں لِتَعَارَفُوْا یعنی پہچان ہے اور عزت والا وہ ہے جو اسلام کی تعلیمات کے مطابق متقی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی ذات یا قبیلے کے ساتھ پستی و ذلت کو منسوب نہیں کیا جبکہ ہندوستان میں

نیچ و کمی کمین ذات کا تصور سراسر غیر اسلامی ہے اور مسلمانوں کے لئے اس کا استعمال بالکل ناجائز ہے اس لئے ان مسلمانوں کو پورا پورا حق ہے وہ اس ذلت کے لفظ کو دور کر دیں اور اپنی ذات کے ذلت آمیز لفظ کو بدل کر کوئی شرف انسانیت کو ظاہر کرنے والا لفظ استعمال کریں۔

2- اسلام میں شرف ایمان کی بناء پر

اللہ تعالیٰ اسلام کو قبول کرنے والوں پر یہ اپنا احسانِ عظیم فرماتا ہے کہ ان کے تمام گزشتہ گناہوں اور ان کی محرومیوں، پستیوں، ذلتوں کو کلمہ طیبہ کے صدق سے اقرار کی بناء پر آنِ واحد میں ختم کر دیتا ہے اگر کوئی ستر سال تک بھی کفر و شرک کی زندگی گزار کر اسلام قبول کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسلام میں داخل ہونے کی برکت سے اس کی گزشتہ تمام سیاہ کاریوں کو دور کر دیتا ہے اسی طرح اگر کوئی گناہ گار مسلمان بھی اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اس کی سچی توبہ سے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ملتا ہے جو آپ نے ایک صحابی کے اس سوال پر فرمایا تھا جس میں انہوں نے اپنے گزشتہ گناہوں کی بخشش کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا تھا: اَنَّ الْاِسلَامَ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْھِجرَةَ تَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَھَا وَاَنَّ الْحَجَّ یَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَهٗ (مشکوٰۃ جلد اول کتاب الایمان حدیث 25 بحوالہ مسلم) کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ اسلام کا قبول کرنا ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو پہلے سرزد ہو چکے ہوتے ہیں اور ہجرت بھی پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج بھی پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ایسے شخص سے رک جانا جس نے اللہ کی واحدانیت کو تسلیم کر لیا ہو نہ تو اس کے گناہ، کفر کا سبب بنتے ہیں اور نہ تم اس کے کسی عمل کی بناء پر اسلام کے دائرہ سے خارج کرو۔ (مشکوٰۃ کتاب الایمان حدیث 52 بحوالہ ابوداؤد)

جبکہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ۝ (28/67)

پس جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور صالح عمل کیے تو وہ یقیناً فلاح پانے والوں میں سے ہو گیا۔

پس معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی فرد یا خاندان کے قبول اسلام سے اس کے تمام گزشتہ گناہوں اور کدورتوں کو ختم کر دیتا ہے تو پھر مسلمان ہونے کے بعد اس فرد یا خاندان کو ذات یا نسب کی بناء پر اسے حقیر جاننا بالکل غلط ہے اس لئے جو ذات ایک سچے مسلمان کے لئے اسلام لانے کے بعد بھی تحقیر کا باعث ہو اور اسے مسلم معاشرے یا مسلمانوں میں اپنی ذات بتانے سے عار محسوس ہوتی ہو اور یہ ذات اس کے سچے مسلمان ہونے کے باوجود اس کی تحقیر کے لیے مستقل ذریعہ بن جائے تو اس تحقیرِ مسلم کا باعث بننے والی کفریہ و نجس ذات کے لفظ کو بدل دینا شریعت اسلامی کے کچھ خلاف نہیں ہے۔

3- اسلام کی پیروی کی بناء پر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ جو لوگ بھی اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، وہ لوگ اللہ تعالیٰ و اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس دنیا میں بھی باعزت ہیں اور آخرت میں اپنے اچھے انجام کی بناء پر فلاح پانے والے ہیں، قرآن مجید میں آتا ہے:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (پ 4 آل عمران : 132)

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (پ5نساء69)

اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور ان لوگوں کی رفاقت بہت اچھی ہے

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (پ18 نور:52)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری اختیار کرے پس وہ فلاح پانے والوں میں سے ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کے خطہ پر کوئی مٹی سے بنا ہوا گھر یا خیمہ نہ بچے گا لیکن اللہ تعالیٰ اسلام ان میں داخل فرمائے گا عزت دینے والے کی عزت دینے کی صورت میں یا ذلیل کرنے والے کی ذلت کے ساتھ یا تو اللہ اس کلمہ اسلام کی بناء پر ان لوگوں کو عزت دے گا یا وہ نافرمانی کر کے ذلیل اور زبوں حال ہو کر مطیع ہو جائینگے (مشکوٰۃ جلد اول کتاب الایمان حدیث 37 بحوالہ احمد)

مذکورہ بالا آیات و حدیث سے معلوم ہوا کہ:

1- جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اطاعت کرتے ہیں ان پر اللہ کی رحمت برسے گی

2- اسلام کی اطاعت کرنے والے انبیاء و صدیقین، شہداء اور صالحین کی جماعت کے ساتھ ہیں۔

3- اسلام کی پیروی اور پرہیزگاری کرنے والے اصل میں فلاح پانے والے ہیں۔

4- اسلام کی قبولیت و اطاعت سے عزت کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

پس جو اسلام کی اطاعت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور جن کا تعلق انبیاء و صدیقین شہداء اور صالحین کی جماعت سے ہے اور جنہیں اسلام نے اللہ و رسول کی اطاعت سے باعزت مقام عطا کر دیا ہے ان کے لئے کفار و مشرکین کی تجویز کردہ ذلیل و خوار ذات و برادری کے نظام میں مقید رہنا قرآن و سنت کے خلاف عمل ہے اور وہ ذات و برادری کا نام جسے دنیا کا کوئی بھی ذی شعور انسان اپنے لئے ننگ و عار سمجھتا ہو اس ذات و برادری کے نام کو سچے مسلمانوں پر چسپاں کرنا اسلام کے مسلمانوں کے متعلق پاکیزگی و طہارتِ روحانی کے نظریہ کے بالکل خلاف ہے اس لئے ایسے تمام مسلمانوں کو اپنی پہچان کیلئے ایک قابلِ احترام ذات و برادری کے نام کو اختیار کرنے کا حق ہے۔

Marfat.com

4- اہل ایمان کی عزت کے تقدس کی بناء پر

قرآن وسنت میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ مومن حضرات اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہت ہی قابل عزت ہیں اوران کی عزت کا تقدس بیت اللہ کی مانند ہے جس کے متعلق قرآن وسنت سے دلائل درجہ ذیل ہیں:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ 28 منافقون:8)

اور عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کیلئے ہے مگر منافق شعور نہیں رکھتے۔

2- حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر نے ایک دن کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تو کس قدر باعظمت ہے اور تیری عظمت کتنی ہے لیکن مومن کی عزت اللہ کے نزدیک تیری عظمت سے بھی زیادہ ہے (ترمذی جلد اول البر والصلۃ حدیث: 2100)

3- مومن بندہ اللہ کے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی زیادہ معزز ہے۔

(ابن ماجہ باب العصبیۃ حدیث 1745)

4- سود سے بھی بڑھ کر زیادتی ہے کہ ناحق کسی مسلمان کی بے عزتی کی جائے۔

(ابوداؤد کتاب الادب حدیث 1449)

5- مسلمان کو گالی دینا فسق اور قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری جلد سوم)

6- جو مسلمانوں کی بے عزتی کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت کے پیچھے پڑ جائے گا اور اس کو گھر میں بیٹھے ہوئے ذلیل کردے گا۔ (ابوداؤد کتاب الادب حدیث 1451)

7- اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ناکردہ اعمال کی بنا پر دکھ دیتے ہیں تو وہ اپنے اوپر بہتان اور کھلا گناہ باندھ لیتے ہیں (پ 22 احزاب:58)

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ:

1- کہ جب عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہیں تو پھر مومنین ہندووانہ نظام کے تحت دیئے گئے ذلت آمیز نام کمین اور نیچ ذات کو کیوں اپنے گلے لگائیں۔

Marfat.com

2- اللہ کے نزدیک مومن کی عظمت کے کعبے سے بڑھ کر ہے جبکہ نیچ ذات ناموں سے اس کی یہ عزت بغیر کسی گناہ کے خاک آلود ہو جائے اور وہ معزز لوگوں میں اپنی ذات کے نام بتانے سے ہی کسرِ نفسی کا شکار ہو اور اپنے من میں ڈوب کر پانی پانی ہو جائے جب ایسے ذاتوں کے نام مومن کی عزت کو خاک میں ملا دیں جو کعبے کی طرح ہے تو پھر اس کو اچھے ناموں سے بدلنا اللہ کی عطا کردہ عزت کا تحفظ کرنا ہی ہے، جبکہ اس ذلت آمیز لفظ کو اپنے ساتھ چسپاں کرنا اسلام کے آخر کس اصول کے مطابق ہے؟

3- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مسلمان کی بے عزتی کا گناہ سود سے بڑھ کر ہے جبکہ مسلمانوں کو کمی کمین اور حقیر ذاتوں میں تقسیم کرنا ان کی بے عزتی ہی ہے مسلمانوں کی بے عزتی کرنے کا ثبوت قرآن و حدیث میں کہیں موجود نہیں، پس اس کو بدل کر جہاں کچھ مسلمانوں کو ذلت سے نکلنے میں مدد ملے گی وہاں کئی مسلم افراد اپنے مسلمان بھائیوں کی اس بے عزتی سے بچ جائیں گے جو بے عزتی وہ مسلمان بھائیوں کی انہیں کمی کمین یا رذیل ذات کہہ کر کرتے تھے۔

4- مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ ہے تو پھر مسلمانوں کے لئے ایسی ذاتوں کا نام باقی رکھنا جو نا صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ انسانیت کے لئے ایک بہت بڑی گالی ہوں ان کو اچھے ناموں سے بدلنا کوئی قابلِ مضائقہ فعل نہیں ہے۔

5- جب مسلمانوں کو نا کردہ گناہوں کی بناء پر دکھ دینے پر اللہ تعالیٰ عذاب دے گا تو پھر اس شق کو ختم کر دینا ہی بہتر ہے کہ جس کی بناء پر مسلمان کو ذات پات کی بناء پر طعنہ زنی سے دُکھ دیا جاتا ہے۔

5- مسلمانوں کی جان و مال کی حرمت کی بناء پر

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان و مال کو قابل حرمت بنا دیا ہے اب کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمانوں کی جان و مال کو تباہ و برباد کرے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے۔

1- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو برا جانے ایک مسلمان پورا پورا دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت (شرح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب حدیث 6418)

2- تمہاری جانیں اور تمہارے مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسے اس شہر اور اس مہینہ میں آج کے دن کو حرمت ہے۔ (مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی جان و مال میں نقصان پہنچانا حرام ہے تو پھر مسلمانوں کے لئے ان حقیر ذاتوں کے نام کو بدل دینے میں کوئی حرج نہیں، جس کی بناء پر ایک عام شخص کو ذرا ذرا سے معاملے پر ایسے مسلمانوں کی جان و مال کو خراب کرنے کی جرأت ہو کیونکہ ذاتوں کی تقسیم ایک استحصالی ہندوانہ نظام میں رائج کی گئی تھی جس میں بعض ذاتوں پر جبر کے تحت ذلت و رسوائی کو تھوپ دیا گیا تھا جبکہ اسلام میں اس قسم کی جبری ذلت آمیز تقسیم کا کوئی وجود نہیں ہے اس لئے ایسے ناموں کو بدل کر اس نظام کا فرانہ کو ختم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

6- ذات ونسب پر عدم تفاخر کی بناء پر

اسلام میں ذات ونسب پر تکبر و تفاخر کی ممانعت ہے کیونکہ جب کوئی مسلمان اپنی ذات پر تکبر کرتے ہوئے دوسرے مسلمان کو ذلیل وحقیر سمجھتا ہے۔ تو مسلم معاشرے میں اسلام کی مشیت کے خلاف اونچ نیچ کے جذبات کو فروغ ملنے کا خدشہ ہوتا ہے اس لئے اس سے منع کر دیا گیا ہے۔

1- اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے تم میں سے اللہ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے کسی عربی کو عجمی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر سوائے تقویٰ کے کوئی فضیلت حاصل نہیں (بیہقی)

2- آپ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا خیال رکھ کہ تو! کسی سرخ و سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں رکھتا ہاں تقویٰ میں بڑھ جا تو فضیلت والا ہے (مسند امام احمد)

3- کسی کے نسب میں تہمت لگانا کفر ہے (مسلم کتاب الایمان)

4- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نسب پر فخر کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ فخر تکبر اور تحقیرِ مسلم کا باعث بنتا ہے (طبرانی بحوالہ تفسیر ابن کثیر زیر آیت 13 سورۃ حجرات)

5- مسلمانوں کو حقیر ذات ہونے کا طعنہ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے کفار سرداروں نے دیا۔ (پ 12 ھود: 27)

6- فرمایا تکبر یہ ہے کہ کوئی حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

(ترمذی کتاب الادب حدیث: 2067)

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں رنگ، نسل، ذات کی بناء پر اونچ نیچ کا کوئی وجود نہیں ہے بلکہ تقویٰ کی بناء پر اسلام میں برتری کا معیار ہے، اس کے علاوہ اپنے نسب پر فخر کرتے ہوئے دوسرے مسلمانوں کو حقیر ماننا تکبر ہے اور اسلام کے نزدیک تکبر بڑا گناہ ہے اور دوسرا یہ کہ ہر دور میں کفار نے مسلمانوں کو ذات ونسب اور مادیت کی بناء پر حقیر سمجھا ہے، لہٰذا مسلمانوں کو حقیر کہنا کفار کا عمل ہے اس لئے ذاتوں کے اس نظام میں تبدیلی لانا جو کفار سے مسلمانوں میں منتقل ہوا ہے جس میں ایک طرف تو ذات پر عزت وشرف کا مکمل انحصار تھا تو دوسری طرف نیچ ذات لوگوں پر ہر قسم کی ذلتوں کو مسلط کر دیا گیا تھا، اب اسلام میں ان کا بدلنا ایک اچھا عمل ہے جس سے مسلمانوں میں ذات پات میں چھوت چھات کا نظریہ نابود کرنے میں مدد ملے گی اور مسلمانوں پر اچھوتیت کا شبہ پیدا کرنے والے ناموں کو نابود کرنا اسلام کے ہرگز خلاف عمل نہیں ہے۔

7- اسلام کے معیار فضیلت ''تقویٰ'' کی بناء پر

اسلام ایک پاکیزہ اور سچا مذہب ہے اور جو شخص بھی اسلام میں داخل ہوتا ہے اس کے صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھنے سے پہلے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں پھر جب کوئی بھی فرد اسلام کی پاکیزہ وطہارت پر مبنی تعلیمات پر عمل کرتا ہے، تو ان عبادات و اخلاقیات پر عمل کرنے کی بناء پر یہ احسان کیا جاتا ہے کہ اسے قلب ونظر کی پاکیزگی

Marfat.com

حاصل ہو جاتی ہے اس طرح مسلسل اطاعت اسلام سے فرد کی جسمانی و روحانی طہارت ہو جاتی ہے پس وہ نہ تو جسمانی لحاظ سے نجس رہتا ہے اور نہ روحانی طور پر' بلکہ اس کا قلب و شعور ہر قسم کی بری سوچ و فکر سے خالی ہو جاتا ہے اس لئے اسلام کی پیروی فرد کو ہر لحاظ سے معزز بنا دیتی ہے جس کا ثبوت ذیل کے دلائل سے ہوتا ہے:

1- حقیقت تقویٰ یہ ہے جن باتوں کا اللہ نے حکم دیا ہے ان پر عمل کیا جائے اور جن سے بچنے کا حکم دیا ہے ان کو چھوڑ دیا جائے اور اس کے افعال و مقدرات اور تمام بلاؤں اور آفات پر صبر کیا جائے (قول حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی' فتح الربانی ص 516)

2- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر نفس کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس نے کل قیامت کے لئے کیا اعمال تیار کئے ہیں اور تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے (پ 28 حشر 18)

-3

4- اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (مسجد حرام کے) متولی تو پرہیزگار ہی ہیں مگر اکثر لوگوں کو علم نہیں ہے

(پ 9 انفال 32)

4- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا یا نبی اللہ! کون سا شخص افضل ہے آپ نے فرمایا صاف دل اور زبان کا سچا شخص' صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہم جانتے ہیں کہ زبان کا سچا کون ہوتا ہے لیکن صاف دل سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا وہ پاک باز و پرہیزگار جس کا دل اتنا صاف اور پاک ہو کہ جس میں نہ کبھی گناہ کا خیال ہو نہ بغاوت کا نہ کینہ کا نہ حسد کا۔

(ابن ماجہ جلد دوم باب الورع والتقوی حدیث 2019)

5- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ اس وقت تک متقین کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کام کو نہ چھوڑ دے کہ جس میں برائی ہو نیز اس کام سے ڈرے جس میں برائی ہو۔ (ابن ماجہ باب الورع والتقویٰ حدیث 2018)

Marfat.com

6- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے دین کے کسی فرد اور چیز سے نسبت دیتے ہوئے نہیں سنا۔ (ابوداؤد)

7- اگر کوئی حبشی نکٹا غلام بھی کتاب اللہ سے تمہاری رہنمائی کرے تو اس کے احکام سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ (مسلم کتاب الحج)

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا:

1- متقی وہ ہے کہ جس کے دل میں برائی کا خیال بھی نہ آئے اور وہ کینہ وحسد سے بچا ہوا ہو۔

2- اللہ کے دوست متقین ہیں جو کسی بھی ذات میں سے تقویٰ کی بناء پر یہ مقام حاصل کر سکتے ہیں

3- تقویٰ سے انسان کا قلب و جسم و روح پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔

4- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی شخص کی خوبی کو اس کی دینداری سے منسوب کرتے تھے۔

5- تقویٰ کی بناء پر ایک سیاہ رنگ کا حبشی غلام بھی دین کے احکامات ونواہی بتا سکتا ہے اور اس کی بات سننا ضروری ہے۔

پس جب تقویٰ کی بناء پر مسلمان اللہ کا دوست بن جاتا ہے تو اس سے رسوائیاں و ذلتیں دور ہٹ جاتی ہیں تو پھر اسے ذلت و رسوائی کے معنوں میں استعمال شدہ ذات سے منسوب کرنا اس کی تحقیر کے مترادف ہے اس لئے اسے ترک کرنا ہی بہتر ہے۔

8- اہل ایمان کے قرآنی اوصاف کی بناء پر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں سے ان کی ذات ونسب کی نسبت سے خطاب نہیں فرمایا بلکہ قرآن میں ان سے ایک روحانی رشتے کی نسبت سے خطاب کیا گیا ہے اور یہ لفظ بڑا ہی معزز ہے یعنی اے ایمان والو! اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کا ذکر ان کے خصائل حسنہ سے کیا ہے جو انہوں نے بہترین خوبیاں اختیار کر رکھی ہیں، مثال کے طور پر قرآن مجید میں آتا ہے:

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں' صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشیت رکھنے والے مرد اور خشیت رکھنے والی عورتیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں' اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (پ 22 احزاب: 35)

پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو مذکورہ بالا صفات رکھنے والے مسلمان مغفرت و اجرِ عظیم کے مستحق ہیں تو پھر معاشرے میں مذکورہ بالا خصائل رکھنے والے مسلمان خواہ مخواہ کیوں رذیل و کمین ذات لوگ کہلائیں۔

پس اس آیت میں مسلمانوں کے بیان کردہ خصائل کے مطابق ان کو ان حقیر ذاتوں سے پکارنا سخت نادانی ہے اور انہیں اس بات کا حق ہے کہ وہ ان ذلت آمیز الفاظ کو بدل کر اچھے نام سے اپنا تعارف کروائیں۔

۹- اسلامی اخوت و بھائی چارے کی بناء پر

مسلمانوں کو آپس میں اخوت و بھائی چارے سے رہنے کا ذیل کی آیات و احادیث میں حکم دیا گیا ہے:

1- محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ پر ایمان لانے والے کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ انتہائی رحم کرنے والے ہیں (29/48)

2- تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

(پ 4 آل عمران 103)

3- بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (پ 26: حجرات 10)

4- حدیث ہے کہ تم مسلمانوں کو دیکھو گے کہ وہ ایک دوسرے پر رحم کرنے' دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی مانند ہیں پس جب جسم کے کسی بھی حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم جاگنے اور بخار میں اس کا شریک ہوتا

Marfat.com

ہے۔ (بخاری کتاب الادب جلد سوم حدیث 950)

5- فرمایا مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے جو اس سے نقصان کو ہٹاتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے

(ابوداؤد کتاب الادب باب النصیحہ حدیث 1487)

وَاِنَّ هٰـذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنَ

اور بے شک تمہاری یہ امت، امت واحدہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس مجھ سے ہی ڈرو۔

(پ 18 مومنون 52)

پس معلوم ہوا مذکورہ آیات و احادیث میں مسلمانوں کو باہمی اخوت کا حکم دیا گیا ہے۔

1- مگر یہ عمل اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک مسلمانوں میں سے تمام تفرقات کو دور نہ کر دیا جائے اور پھر انہیں صحابہ کرام کی مثل بھائی بنا دیا جائے، مگر ہندوستان میں مسلمانوں میں تفرقہ کی ایک بڑی وجہ اس نظریے کا مسلمانوں میں سرآیت کر جانا ہے جو کہ محض ہندوانہ ہے جس کے تحت کچھ ذاتیں نجس و پلید ہیں، وہ بڑی ذات کے عبادت خانوں میں عبادت نہیں کر سکتیں اور نہ ہی ان سے الفت کا سلوک کیا جا سکتا ہے ہندوؤں کی مختلف ذاتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے اسلام قبول کرنے سے ہندوانہ ذات پات کی چھوت چھات بھی کسی حد تک مسلمانوں میں داخل ہو گئی جبکہ اسلام میں ذات پات کے لحاظ سے مسلمانوں کے اچھوت یا رذیل ذات ہونے کا کوئی تصور نہیں ہے یہ نظریہ خالصتاً ملت مشرکانہ کا ہے اور جس وقت تک یہ ترک نہیں کر دیا جاتا مسلمانوں میں اللہ و رسول کی مشیت کے مطابق بھائی چارے کی فضا قائم نہیں ہو سکتی لہٰذا اس فضائے اخوت و محبت کے لئے ان نجس ذاتوں کے نام ترک کر دیئے جائیں اور عملاً ان کے متعلق حُسنِ ظن دکھا جائے تاکہ مسلمانوں میں قرونِ اولیٰ کی مثل بھائی چارے کا ماحول پیدا کرنے میں مدد ملے، اور آپس میں باہمی منافرت و عداوت کی ایک

Marfat.com

بڑی وجہ نابود ہو جائے۔

10-اسلامی اخلاقیات کے تقدس کی بناء پر

اسلام میں فرد کی پہچان کے لئے اس کے اخلاق کو بھی کسوٹی بنایا گیا ہے اچھے اخلاق والے فرد کو صاحب فضیلت واعلیٰ نسب کا کہا گیا ہے جبکہ برے اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے افراد کو برا کہا گیا ہے کہ چنانچہ احادیث میں آتا ہے:

1- جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری کتاب الادب ح1069)

2- آسانی کرو لوگوں کو سکون واطمینان پہنچاؤ نفرت نہ دلاؤ۔ (بخاری کتاب الادب 1057)

3- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ (بخاری کتاب الادب 972)

4- حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز میزان پر بھاری نہ ہوگی۔ (ابوداؤد کتاب الادب 1372)

5- آدمی کے اخلاق عمدہ ہوں تو اس سے بڑھ کر کوئی حسب ونسب نہیں۔ (ابن ماجہ ابواب الزہد 2021)

6- اللہ کے نزدیک سب سے برا آدمی وہ ہے جس کی بے حیائی و برائی کے باعث لوگ اسے چھوڑ دیں۔ (بخاری کتاب الادب ح1063)

7- برے وہ لوگ ہیں جن کی بدزبانی سے بچنے کی خاطر لوگ ان کی عزت کریں (ابوداؤد کتاب الادب ح1365)

8- قیامت کے روز لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب سے برا آدمی ہے جس کو اس کی بدزبانی کے باعث لوگ چھوڑ دیں۔ (ابوداؤد کتاب الادب ح1364)

پس معلوم ہوا کہ:

1- لوگوں کو سکون پہنچانے کا حکم ہے اور نفرت دلانے کی ممانعت ہے اس لئے

Marfat.com

مسلمانوں کی ذاتوں کے وہ لفظ جو صدیوں سے تضحیک کا باعث ہیں انہیں ترک کر دیا جائے۔

2- اسلام کے نزدیک اخلاق سب سے بڑا نیکی کا عمل ہے اس لئے جو الفاظ مسلمانوں کے لئے بداخلاقی کا سبب بنیں ان کو ترک کرنا ہی بہتر ہے۔

3- برا وہ شخص ہے جس کے شر سے بچنے کے لئے لوگ اس کی عزت کریں یا اس سے کنارہ کش ہو جائیں اس لئے جو شخص مسلمانوں کو ذات کی بنا پر تکلیف دیتا ہے وہ اپنے عمل کو کیسے اچھا کہہ سکتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس وجہ برائی کو ترک کر دیا جائے۔

4- اچھے اخلاق والے اعلیٰ نسب ہیں پس مسلمان اچھے اخلاق سے بہتر بن سکتے ہیں اس لئے 'نیچ ذات تصور' مسلمانوں کے لئے بالکل فرسودہ و ناپسندیدہ ہے پس مسلم معاشرے کے لوگوں کو باہم بداخلاقی کے عذاب سے بچانے کے لئے مناسب یہی ہے کہ ذات پات کے ان ناموں کو اچھے ناموں سے بدل دیا جائے اور اسے قانونی حمایت بھی دے دی جائے۔

11- اسلام کے حکم رحم کی بناء پر

1- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور رفق و نرمی کو پسند کرتا ہے وہ نرمی کی بناء پر اتنی چیزیں عطا کرتا ہے جو سختی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے عطا نہیں فرماتا' (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل رفق)

2- فرمایا نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال دی جاتی ہے اس کو بدصورت کر دیتی ہے

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل رفق)

پس معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان رحم و شفقت کا ہونا بہت ہی ضروری ہے یہ رحم و شفقت اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان کے درمیان عداوت و بغض پر مبنی ذات پات کے تعصبات کو نابود نہ کر دیا جائے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک تو

Marfat.com

ذات پات کی بناء پر تعصبات کو ختم کر دیا جائے اور دوسرا اس تعصب کا باعث بننے والے نیچ ذات کے تصور کر ترک کر دیا جائے۔

12-اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی بناء پر

1- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ایمان کی لذت اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک اس کا کسی آدمی سے محبت کرنا اللہ کے لئے نہ ہو۔

2- جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو گے اور تم اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے (مسلم)

3- قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری جلال ذات سے محبت کرنے والے کہاں ہیں آج میں انہیں اپنے سائے میں رکھوں گا میرے سایہ کے علاوہ آج کسی کا سایہ نہیں ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ ح6425)

ان احادیث سے معلوم ہوا:

1- ایمان کی لذت اس وقت میسر آ سکتی ہے جب تک مسلمان آپس میں محبت اللہ کے لئے کریں برصغیر میں اللہ کیلئے محبت کے آپس میں پروان نہ پانے کی ایک وجہ کچھ ذاتوں کے متعلق حقیر ہونے کا نظریہ ہے جب تک اسے ترک نہ کر دیا جائے اس حکم پر عمل کرنا مشکل ہے۔

2- ایمان کی تکمیل کو آپس میں مومنوں کی محبت سے مشروط کہا گیا یہ محبت اس وقت ہی فروغ پا سکتی ہے جب تک مسلمانوں کے دلوں سے ذات کے متعلق اونچ نیچ کا تصور نہیں نکل جاتا۔

13-غیبت وبغض کی ممانعت کی بناء پر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1- اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (حجرات 12)

2- تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور دوسروں کے عیب

تلاش نہ کرو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو' نہ کسی سے حسد رکھو اور نہ کسی سے بغض وکینہ رکھو اور اے اللہ کے بندو بھائیوں کی طرح ہو جاؤ (بخاری کتاب الادب حدیث 1003)

3- فرمایا کہ چغلخور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ (بخاری کتاب الادب 993)

4- تم قیامت کے دن سب سے برا دو منہ والے آدمی کو دیکھو گے جو ایک آدمی کے منہ پر کچھ کہتا ہے اور دوسرے کے منہ پر کچھ۔ (بخاری کتاب الادب: 995)

پس معلوم ہوا کہ:

1- مسلمانوں کی غیبت مرے ہوئے بھائی کے گوشت نوچنے کے مترادف ہے کیونکہ اس کے ذریعے سے آدمی اپنے مسلمان بھائی کی برائی کرتا ہے اور اسے ہر قسم کی اذیت پہنچاتا ہے پس مسلمانوں کو برا یا کمین ذات کہنا باہمی رنجش کا باعث بنتا ہے اس لئے اس کو ترک کرنا ہی بہتر ہے۔

2- مسلمانوں کے درمیان عیب جوئی' حسد' بغض وکینہ کی ممانعت ہے جبکہ کمین و نیچ ذات کے الفاظ مسلمانوں کے درمیان بغض وعناد کا سبب ہیں ان کا ترک کرنا ہر لحاظ سے بہتر ہے اور ایک بہت بڑی مسلمانوں میں عداوت کی وجہ کو ختم کرنا ہے جو کہ ہر لحاظ سے اسلام کی عین مشیت میں داخل ہے۔

14- منحوس ناموں کے بدلنے کی بناء پر

اسلام میں نئے داخل ہونے والوں کا وہ پرانا بدل دیا جاتا ہے جس میں شرک وکفر اور نحوست ہو تا کہ مسلمان ہونے کے بعد جب وہ اپنا نام بتائے تو اس شخص کا پہلا تعارف اچھا ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے نام کی نحوست سے ہی لوگوں میں برا مشہور نہ ہو جائے اس لئے آنحضرت نے خود بھی کئی افراد کے نام بدلے ہیں۔

1- فرمایا تم اپنے لڑکے کا نام رباح' یسار' افلح اور نافع نہ رکھا کرو۔

(ابوداؤد کتاب الادب حدیث 1524)

2- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی ایک صاحبزادہ کا نام عاصیہ سے بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔ (مسلم)

Marfat.com

3- قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سب سے مغضوب اور سب سے خبیث وہ شخص ہو گا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہو کیونکہ نہیں بادشاہ مگر اللہ۔

(ابوداؤد کتاب الادب حدیث 1526)

پس معلوم ہوا جس طرح نئے مسلمانوں کے منحوس نام بدلنا جائز ہے اس طرح مسلمانوں کی ذاتوں کے ساتھ ان غلیظ ناموں کا بدلنا جائز ہے جو مسلمانوں کو پلید اور اچھوت ظاہر کریں کیونکہ کوئی مسلمان اچھوت و پلید نہیں ہے یہ نام ہندوانہ اصطلاح میں استعمال کیے گئے ہیں جبکہ اسلامی لغت و اصطلاح میں مسلمانوں کے لئے اچھوت کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا گیا اس لئے ذاتوں کے وہ نام جو مسلمانوں کو اچھوت و نجس ظاہر کریں۔ ان کا ترک کر دینا بہت ناگزیر ہے کیونکہ صوم و صلوٰۃ کے پابند سچے مسلمانوں کو ان نجس ذات پات کے ناموں سے منسوب کرنا مسلمانوں کی تضحیک کے مترادف ہے اس لئے ایسے مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان ناموں سے خلاصی حاصل کریں اس طرح جن ذاتوں کے ساتھ کوئی تکبرانہ لفظ ہے اس کو بھی مذکورہ بالا احادیث کی رو سے ترک کر دیا جائے۔

15- مسلمانوں کو برے القابات سے بلانے سے روکنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے:

1- اور ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور نہ برے القاب سے دوسروں کو پکارو ایمان لانے کے بعد برے ناموں سے پکارنا بہت برا فعل ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔ (پ 26 حجرات 11)

2- جب کوئی دوسرے (مسلمان) سے اے یہودی کہے تو اسے بیس کوڑے مارو اور جب کوئی کسی سے اے مخنث کہے تو اسے بھی بیس کوڑے مارو اور جو اپنی کسی ذی محرم سے صحبت کرے اسے قتل کر دو۔ (مشکوٰۃ کتاب الحدود جلد 2 حدیث: 3465)

مندرجہ بالا آیت و حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو برے نام سے پکارنا ظلم ہے اسی طرح کسی مسلمان کو یہودی یا مخنث کہنا بھی اس کی توہین پر مبنی ہے اور اس توہین

Marfat.com

مسلم کی سزا حدیث میں بیس کوڑے مقرر کی گئی ہے۔

جس طرح دین اسلام نے مسلمان کو غیر مسلم قوم یہودی کہنے کی سزا دی ہے اس کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ مسلمان کو غیر مسلم قوم یہودیت سے تشبیہ دینا اس کے ایمان کی توہین کے مترادف ہے اسی طرح کسی مسلمان کو ایسی ذات سے پکارنا بھی ہتک عزت کی ذیل میں آتا ہے جو لفظ ذات' اچھوتیت ونجاست کو ظاہر کرتا ہے اس لئے قانون ہتک عزت میں ایسے لفظ کو کسی بھی مسلمان کے لئے استعمال کرنے کی ممانعت ہونی چاہئے اور اسے قانونی تحفظ ملنا چاہئے۔

16- مسلمان پر لعن طعن کی ممانعت کی رو سے

سچے مسلمان کے لئے ایسے کلمات کا ادا کرنا کفریہ فعل ہے جس میں اس پر لعنت بھیجی جائے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے:

1- جو شخص بھی اپنے مسلمان بھائی سے اے کافر کہے گا تو کفر ان میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹے گا (بخاری کتاب الادب حدیث 1037)

2- مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔

(بخاری کتاب الادب حدیث 1037)

3- مسلمان کو برا کہنے والا فاسق ہو جاتا ہے۔ (نسائی ج3 کتاب المحاربہ باب قتال المسلم)

4- مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں'

(بخاری کتاب الرقان 1404)

معلوم ہوا کہ جس طرح مسلمان پر لعنت اتنا گناہ ہے جتنا کہ اسے قتل کرنے کا اور مسلمان کو برا کہنے والا بذات خود فاسق بن جاتا ہے اس طرح بعض ذاتوں کے نام بذات خود مسلمانوں کے لئے عار ہیں ان کے ذریعے مسلمانوں سے ذات کے نجس نام کو نتھی کر کے ان کو تکلیف دینا ہے اس لئے اس عمل کو بند کر دینا ہر لحاظ سے بہتر عمل ہے۔

17- تمسخر سے ممانعت کی بناء پر

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان الفاظ سے منع فرمایا ہے:

اے ایمان والو! تم میں سے ایک قوم دوسری قوم سے مذاق نہ کرے شاید کہ وہ ان مذاق کرنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں شاید کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ (پ26 حجرات: 11)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی بھی ذات ونسب سے تعلق رکھنے والے مسلمان کا مذاق اڑانا منع ہے لیکن اس کے برعکس بھارت میں ہندو مذہب میں ملک کی سولہ کروڑ آبادی کو اچھوت ذات کے گہرے گڑھے میں دھکیل دیا گیا ہے اور ان پر مزید عذاب ہندوؤں کی مذہبی کتاب منوسمرتی کی اس تحریر سے مسلط کیا گیا ہے کہ اچھوتوں کے نام کے ساتھ کوئی لفظ ان کی ذلت کو ظاہر کرنے والا استعمال کرنا چاہئے اس لئے ہندو معاشرے میں ان نہتے انسانوں کی ذات وخاندان کے متعلق ذلت آمیز الفاظ اور توہین آمیز کہانیاں منسوب کردی گئیں مگر جب اسلام ہندوستان میں آیا تو ہند کی مختلف ذاتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا حالانکہ اسلام تو انسانوں سے گزشتہ ذلتوں، رسوائیوں اور کدورتوں کو دور کرتا ہے اس طرح متکبر لوگوں کو اپنے دل ودماغ سے تکبر نکالنے کا حکم دیتا ہے مگر ہندوستان میں مسلمانوں کے متعلق نہ تو نیچ ذات کا تصور کماحقہٗ بدلہ جاسکا اور نہ کچھ لوگوں نے ذات ونسب پر تکبر کو ہی رفع کیا اور مسلمان بھی کسی حد تک اس سلسلے میں ہندوؤں سے متاثر رہے بلکہ ہندوانہ رسوم ورواج بھی مسلمانوں میں کسی حد تک جاری رہیں مگر اب یہ دور تعلیم وترقی کا دور ہے اس دور میں تو یورپین اقوام نے بھی اپنے اندر انسانوں کے متعلق اونچ نیچ کے تصورات کو مٹا دیا ہے یعنی جن قوموں میں یہ تصور پہلے ہی موجود تھا وہ بھی اس سے گریز کررہے ہیں تو پھر مسلمانوں کو تو اس تصور اونچ نیچ کو اپنے ماحول میں سے بالکل نابود کردینا چاہئے کہ کیونکہ دین اسلام نے اس فرسودہ نظام کو چودہ سو سال پہلے ہی ختم کردیا تھا اب مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اسے ترک کردیں۔

18- تعصب کے خاتمہ کے لئے

اسلام نے مسلمانوں میں رنگ ونسل کی بناء پر تعصبات کو بالکل نابود کرنے کا حکم

Marfat.com

دیا ہے کیونکہ اسلام میں تعصّبات ذات ونسب کی کوئی گنجائش نہیں ہے تعصّبات سے ملت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اس لئے ربط واتحاد کا ملت اسلامیہ کو حکم دیا گیا ہے جبکہ ذات و نسب پر تعصّبات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح منع کر دیا ہے۔

1- جو بلاوجہ جنگ کرے یا تعصب کی جانب بلائے یا تعصب کی بناء پر غصہ کرے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا (ابن ماجہ ابواب الفتن حدیث 1746)

2- فرمایا تعصب کو ترک کردو یہ بدبودار اور متعفن چیز ہے (بخاری)

3- فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی طرف بلائے تین بار فرمایا۔

(ابوداؤد ابواب النوم 1682)

4- تعصب یہ ہے کہ تم اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرو (ابن ماجہ ابواب الفتن حدیث: 1747)

پس معلوم ہوا کہ جب ذات وقوم کی بناء پر تعصب کا انجام جاہلیت پر موت ہے اور تعصب ایک بدبودار اور متعفن چیز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعصب شخص کی اسلام میں شمولیت کو ناپسند فرمایا ہے تو پھر ذات ونسب پر تعصب ترک کردینا چاہئے اور جو ذاتوں کے نام مسلمانوں کے لئے عار ہیں اور جن کی بناء پر مسلمانوں کو دکھ وتکلیف ہوتی ہے اور ان کی بناء پر آپس مین اخوت و بھائی چارہ کی بجائے بغض وعناد کی آگ بھڑک اٹھنے کا اندیشہ ہو مسلمانوں کو ان تعصّبانہ ناموں سے پکارنا اچھا نہیں اور نہ ہی ان ناموں کی تبدیلی میں کوئی مضائقہ ہے۔

ذات میں کیا تبدیلی لائی جائے

میرے نزدیک ایسی ذاتیں جو مسلمانوں کے لئے ننگ و عار ثابت ہوں اور ان ذاتوں کے ناموں کے ساتھ غیر مسلم کلچر کی طرف سے ذلت آمیز القابات لگا دیئے گئے ہوں اور ان کے متعلق غیر اسلامی اصطلاح میں توہین آمیز من گھڑت کہانیاں منسوب ہو چکی ہوں اور معاشرے میں ایسے نام مسلمانوں کے لئے تو کجا عام انسانوں کے لئے حقارت وتوہین کا باعث ہوں' جن کے بتانے سے ایک مہذب و شائستہ مسلمان کے بارے میں معاشرے کے افراد کے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہوں جن ناموں کے

Marfat.com

مسلمانوں کے نام کے ساتھ لگانے سے مہذب دنیا میں ان کی تضحیک کا پہلو نکلتا ہو اور وہ بغیر کسی برے عمل کے دوسرے مسلمانوں کی نظروں میں بے وقعت ہو جائیں اور وہ احساس کمتری کا شکار ہو کر کسی بھی شخص سے بات کرنے سے ہچکچائیں اور ان کے اندر سے خوداعتمادی کا جذبہ نابود ہو جائے بلکہ ایسے شریف النفس انسان کو عام زندگی میں زیر کرنے اور اس کا استحصال کرنے کے لئے جب کوئی داؤ نہ چلے تو صرف یہ کہہ کر اسے پانی پانی کرنے کی کوشش کی جائے کہ اے فلاں شخص! فلاں ذات سے تعلق رکھنے کی بناء پر تم بھی کوئی انسان ہو؟

اس کے علاوہ مسلمانوں کو جن ذاتوں سے تعلق کی بناء پر تضحیک کا نشانہ بنایا جا رہا ہو' ذاتوں کے ان الفاظ کا اسلامی اصطلاح سے دور کا واسطہ نہ ہو کیونکہ کسی بھی مسلمان کے لئے لغت اسلامی میں حقیر ذات و نیچ ذات کا لفظ موجود ہی نہیں ہے اور نہ ہی اسلام نے مسلمانوں کے بارے میں صرف ذات کی بناء پر اچھوت ونجس ہونے کا کوئی تصور دیا ہے بلکہ جن ذاتوں پر مسلم معاشرے میں حقیر ذات ہونے کی بدترین تہمت لگائی جائے جبکہ اس تہمت کا اسلام کی تعلیمات سے ذرا بھی تعلق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق لغت ہندوانہ سے ہے اس لئے مسلمانوں کے لئے کمی کمین اور نیچ ذات کا طعنہ انتہائی قابل مذمت ہے اور ایسے مسلمانوں کو اسلام کا حق عزتِ نفس اور پاکستان کے آئین میں عوام کے بنیادی حقوق کے تحت اور حق تحفظ خود اختیاری کے تحت اپنی عزت کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔اور مذکورہ بالا قرآن و احادیث کے دلائل سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ ایسے مسلمان اپنی ذات سے معاشرے میں بدنام شدہ اور تضحیک آمیز الفاظ کو دور کر کے اپنی ذات کے لئے اچھے نام کو رواج دے سکتے ہیں جو ان کی اصل ذات ہے۔بصورت دیگر وہ اپنے مسلم آباؤاجداد میں سے کسی کے نام سے اپنے خاندان کا نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں جیسے کہ عربوں میں ایسے نام ملتے ہیں جیسے کہ بنوتمیم' بنوعدی' بنوقریش وغیرہ اس کے علاوہ نئے مہذب پیشے یا شہر یا علاقہ کی نسبت سے پہچان کا نام اختیار کیا جا سکتا ہے۔

مگر اس میں احتیاط رہے کہ کسی بھی دوسری ذات کا نام استعمال اختیار نہ کیا جائے۔

Marfat.com

کیونکہ اس کی ممانعت ہے بلکہ اپنی ذات کے لئے کسی عمدہ نام کو رواج دیا جائے کیونکہ ذاتوں کے مطالعے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کی اکثر ذاتیں جٹ و راجپوت گوتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ اپنی جٹ یا راجپوت ذات کی ذیلی شاخ کا کوئی نیا نام استعمال کر سکتے ہیں اور عرف عام میں رذیل معنوں استعمال ہونے والے ذاتوں کے ناموں کے استعمال کو ترک کر دیا جائے۔

2- میرے اس مقالے سے بہت پہلے ہی اس بات کا آغاز ہو چکا ہے کہ مسلمان اپنی ذات کے لئے متبادل اور بہتر الفاظ استعمال کر رہے ہیں' مثلاً انصاری' رحمانی' سروے وغیرہ۔ اور معاشرے میں انہیں معزز مقام حاصل ہو چکا ہے۔

3- اسی طرح اکثر مسلمان اپنے نام کے ساتھ اپنے ان تعلیمی اداروں کا نام لگاتے ہیں جن سے انہوں نے تعلیم حاصل کی ہو مثلاً الازہری' رضوی' اشرفی' نعیمی' قاسمی وغیرہ اس سے کسی فرد کی پہچان میں مدد ملتی ہے جبکہ ذات کا لفظ بھی پہچان کا ہی کام دیتا ہے۔

4- ہندوستان میں طریقت کے سلاسل اربعہ کا سلسلہ جاری ہے مسلمان اپنے سلسلے کی نسبت سے بھی کوئی نام لگاتے ہیں مثلاً قادری' نقشبندی' چشتی' سہروردی' نظامی' فریدی ان ناموں کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے اگرچہ یہ الفاظ ذات کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ سلسلہ طریقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان ناموں کا بھی اعزاز کیا جاتا ہے۔

5- جیسے کہ اوپر لکھ دیا گیا ہے علاقے یا شہر کی نسبت سے بھی کوئی نام لیا جا سکتا ہے مثلاً: لکھنوی' گجراتی' امرتسری وغیرہ۔

6- آئینِ پاکستان میں نسلی' صوبائی و علاقائی تعصبات کو روکنے کے لیے اقدامات کرنے کی واضح دفعات ہیں ان پر عمل کرتے ہوئے ماہرینِ قانون ایسے افراد کی قانونی مدد کریں تاکہ ملک میں سے ایک بڑی منافرت کے سبب کا خاتمہ ہو۔ لوگوں کی بڑی تعداد کو عزتِ نفس کی دولت کے ساتھ زندہ رہنے کا موقع ملے۔

Marfat.com

اسلام میں فرد کے مال، جان اور عزتِ نفس کا بیان

شانِ مومن

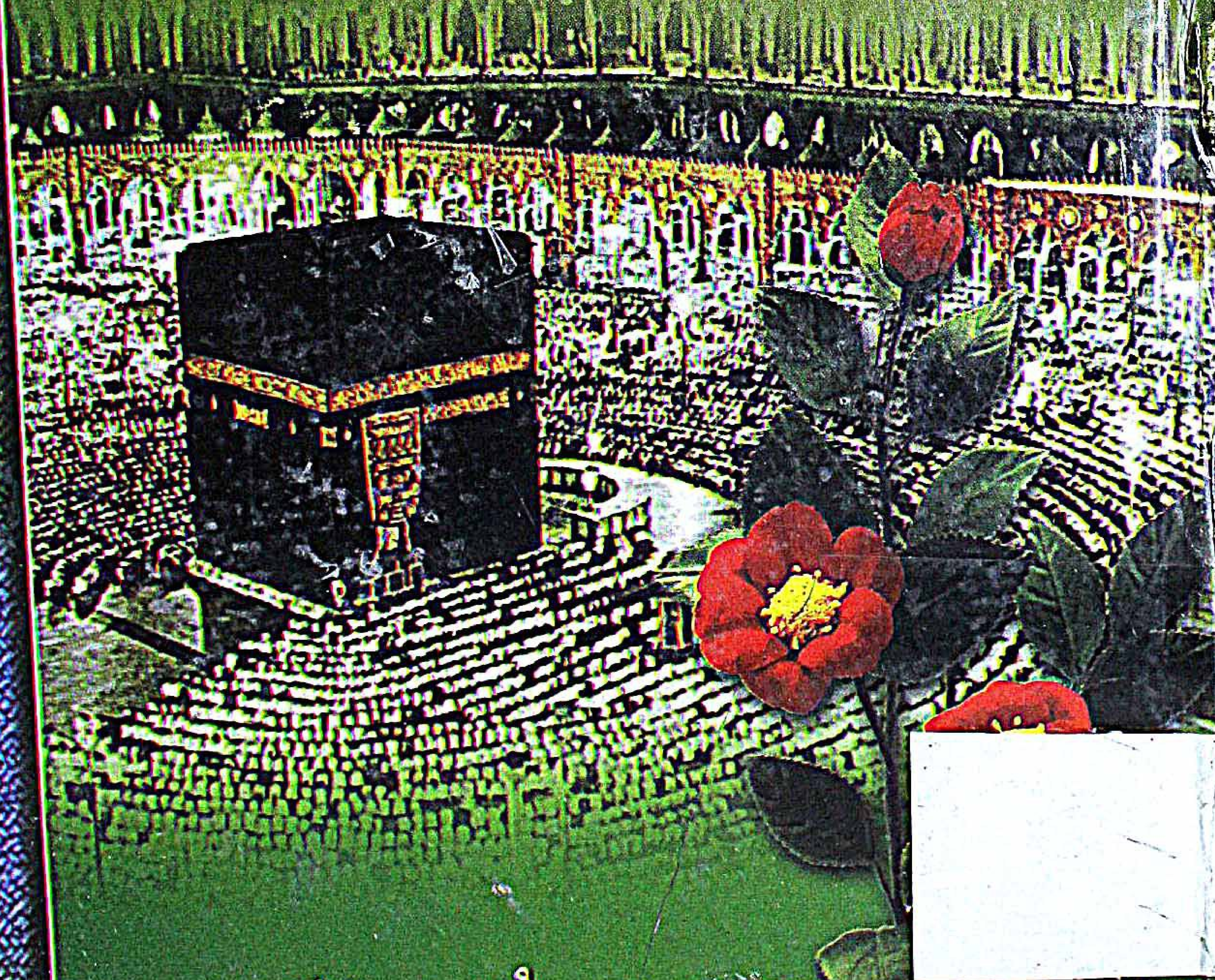

صوفی محمد نواز

Marfat.com